

# مسافت

بقلم فائزہ فرید

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(مکمل ناول)

## مسافت

### از فائزہ فرید

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



میری تحریر کا مقصد کچھ سیکھنا اور کچھ سیکھانا ہوتا ہے۔ اس کہانی کے ذریعے مجھے بھی بہت سے باتوں پر غور و فکر کرنے کا خیال آیا ہے۔ 'مسافت' ناول میرے دل کے بہت قریب ہے۔ اس ناول نے اپنے اندر زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سمویا ہوا ہے۔ یہ کہانی ہے ایک ایسے کردار کی جو زندگی کے بہت سے کٹھن راستوں سے گزر کر اور ایک کٹھن مسافت طے کر کے ایک پرسوز منزل پاتا ہے جو اسکے لئے راحت بخش ہوتی ہے۔ یہ کہانی ہے عالیان اور اسکے چار بھائیوں کی جن میں خون کا رشتہ نہ ہو کر بھی گہرا رشتہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کے لئے بھائیوں سے بڑھ کر تھے۔ کبھی کبھی خون کا رشتہ نہ ہو کر بھی وہ رشتہ اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اس میں پیار، محبت و وفا کے گہرے احساس نمایاں ہوتے ہیں۔۔۔ ایک کشش ہوتی ہے اور خاص کر سب سے بڑا انسانیت کا رشتہ ہوتا ہے جو انہیں آپس میں جوڑے رکھتا ہے۔۔۔ امید ہے آپ کو میری یہ چھوٹی سی کاوش پسند آئے گی

"امی۔۔۔ امی اٹھ جائیں۔۔۔ آنکھیں کھولیں نہ امی۔۔۔ دیکھیں آپکا عالی آپکو پکار رہا ہے" تیرا سالہ بچہ اپنی ماں کا چہرہ تھتھپارہا تھا تو کبھی اسکا بے جان ہاتھ تھام رہا تھا۔

"صبر کرو میرے بچے" محلے کی ایک خاتون نے کہا۔

"نہیں نہیں ہے صبر مجھ میں۔۔۔ پلیز عالیہ باجی آپ کہیں نہ امی کو" وہ بچہ اپنی ماں کا سر گود میں لئے سب سے التجا کر رہا تھا۔

"بس کرو میری جان تمہاری ماں وہاں چلی گئی ہیں جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا" عالیہ نے اسے سینے میں بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں امی۔۔۔ ی۔۔۔ وہ ہڑ بڑا کے بستر سے اٹھ گیا۔ آج اتنے سالوں بعد بھی جب وہ منظر اسکی آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو وہ اسی طرح ڈر جاتا ہے۔۔۔ اور خوف سے اسکی

آنکھ کھل جاتی تھی۔۔۔ وہی خواب وہی منظر جیسے اسکی آنکھوں میں رچ بس گیا ہو۔۔۔ نیند کی گولی کھانے کے باوجود اسکی آنکھ اسی طرح کھل جایا کرتی تھی۔ اسے لگتا تھا وہ جی تو رہا تھا لیکن اسکی زندگی اسی دن رُک گئی تھی جب اسکی ماں اس سے بچھڑی تھی۔۔۔ کمرے میں ٹھٹھا دینے والی ٹھنڈک کا راج تھا لیکن اسکا سارا جسم اے سی کی

ٹھنڈک کے باوجود پسینے سے شرابور تھا۔۔۔ سانس بے ترتیب چل رہی ہیں

تھیں۔۔۔ کرب سے اپنی پیشانی پر بکھرے بالوں میں انگلیاں جکڑے وہ بہت بے چین لگ رہا تھا۔۔۔ گھبراہٹ اور بے چینی کے زیر اثر کمفرٹر کو دور پھینکا اور لائٹ اون کی لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا

باتھ روم جا کر اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر باہر آیا لیکن پھر بھی سکون میسر نہیں ہوا تو باہر لان میں آ گیا۔ کچھ دیر چہل قدمی کرنے کے بعد لان کے وسط میں موجود ایک کرسی پر بیٹھا اور دوسری کرسی پر پیر لمبے کر کے رکھنے کے بعد آنکھیں موند لیں لیکن آنکھیں بند کرتے ہی ایک بار پھر ماضی کی یاد میں پہنچ گیا

"پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ یہ ظلم مت کرو مجھ پر۔۔۔ رحم کرو ماجد۔۔۔ تم جو کہو گے میں کروں گی لیکن یہ نہیں۔۔۔ گناہ ہے یہ مت کرو ایسا" ایک ۳۵ سالہ عورت اپنے سامنے کھڑے ۴۳ سال کے مرد سے جو کے اسکا شوہر بھی ہے سے روتے ہوئے التجا کرتی ہے۔

"پھر کیا کروں ہاں بتا کیا کروں اگر تجھے سیٹھ کے حوالے نہیں کیا تو وہ مجھے مار دے گا۔۔۔ بیوہ ہو جائے گی تو اور ہمارا بچہ یتیم" ماجد نے غصے سے دھارتے ہوئے کہا۔

"ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ ہم کچھ نہ کچھ بندوبست کر لیں گے۔۔۔ کسی کو کچھ نہیں ہوگا لیکن یہ

زیادتی مت کرو" اس نے پھر التجا کی اور ساتھ میں اپنے بہتے آنسوؤں کو روکا جبکہ ۱۳

سال کا لڑکا ڈراسہا ایک کونے میں کھڑا اپنے ماں باپ کو لڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"دس لاکھ کی رقم ہے تبسم بی بی۔۔۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا سیٹھ صاحب کا حکم ہے اور

اگر نہیں مانی تو وہ ہم سب کو مار دے گا" ماجد نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ تبسم کو اپنے جسم

میں چیونٹیاں ریختی ہوئی محسوس ہوئی۔ احساس توہین سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"چٹاخ۔۔۔ دس لاکھ۔۔۔ دس لاکھ کے عوض تم نے اپنی بیوی کو سونپ

دیا۔۔۔ محافظ تھے تم میرے اور تم ہی سودا گر نکلے۔۔۔ تھو ہے تم پر۔۔۔ اب تک میں

نے تمہارا ہر ظلم برداشت کیا کیونکہ اس چھت کے نیچے میری عزت محفوظ

تھی۔۔۔ ل۔۔۔ لیکن اب نہیں۔۔۔ اس گھٹن زدہ چھت کے نیچے اب میں نہیں رہ

سکتی۔ اب اس گھر میں ایک منٹ کے لئے کے لئے بھی نہیں رہ سکتی جا رہی ہوں میں

اپنے بیٹے کو لے کر "تبسم نے اسے تھپڑ مارتے ہوئے کہا کیونکہ یہ احساس ہی جان لیوا

تھا کہ اسکے شوہر نے اسے بیچ دیا ہے۔ وہ اپنے بچے کی طرف بڑھی لیکن اس سے پہلے ہی

ماجد نے اسکے بالوں سے اسے جکھڑ لیا۔ غصے سے اسکی رگیں تن گئی تھی کل تک جس



عورت کو وہ مارتا پیٹتا تھا جس کی تذلیل کرتا تھا آج وہی اسکے سامنے ہو رہی تھی اور اسپر ہاتھ اٹھا چکی تھی اسکی غیرت یہ گوارہ نہیں کر رہی تھی۔

"تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔ مجھ پر تھو کے گی تو کمیننی عورت۔۔۔۔ تیری اوقات تو میں تجھے دکھاؤں گا۔۔۔ تجھے تو میں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔ آخر یہ حسن کچھ کام بھی آئے۔۔۔ سیٹھ اور اسکے آدمی باہر ہی کھڑے ہیں اب کہیں نہیں جاسکتی" ماجد نے اسکے بالوں کو جکھڑا تو تبسم کی سسکی نکلی۔

"ابو پلیز۔۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔۔ امی رو رہی ہیں۔۔۔ انہیں درد ہو رہا ہے" اس بچے نے جب اپنی ماں کو سکتے ہوئے دیکھا تو اپنے باپ کی قمیض پکڑ کے روتے ہوئے التجا کرنے لگا ماجد نے اسے زور سے دھکا دیا تو وہ دور جا کر گرا۔

"عالی میرا بچہ" تبسم اپنی تکلیف بھولائے اپنے بچے کی طرف جانے لگی لیکن اسکے بال اب بھی ماجد کی پکڑ میں تھے جس سے وہ کراہتے ہوئے دوبارہ پیچھے ہوئی۔ شور سُن کر سیٹھ اور اسکا خاص آدمی اندر داخل ہوا۔

"ماجد کیا تو نے ہمیں فالتو سمجھ رکھا ہے جو کب سے دروازے پر کھڑا رکھا ہے۔۔۔ جلدی کر تیری طرح ویلے نہیں" سیٹھ کے خاص آدمی نے لتارتے ہوئے

کہا۔

"بس بس بھائی آیا" ماجد نے اسکی کلائی کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ماجد یہ حسن۔۔۔ یہ خوبصورتی تو نے کہاں چھپا رکھا تھا" سیٹھ نے جب تبسم کو

دیکھا تو اسکے خوبصورت سراپے کو دیکھتے ہی للچائی نظروں سے کہا۔ اس نئی افتاد پر عالی

بھی گھبرا گیا اور دوڑ کر اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا سیٹھ نے کالی رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی

تھی جس کا گریبان کھلا تھا ہاتھ میں انگھوٹیاں اور آنکھوں کو سرمے سے کالا کر کے

نمایاں کیا گیا تھا۔ تبسم کا ایک ہاتھ ماجد کے ہاتھ میں جبکہ دوسرا عالی کے ہاتھ میں تھا۔

"نہیں ماجد نہیں۔۔۔ مت کرو۔۔۔ میں تمہارے بیٹے کی ماں ہوں یہی لحاظ

کر لو۔۔۔ میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔۔۔ تمہیں اللہ سول کا واسطہ ہے۔۔۔ ایسا ستم

مت ڈھاؤ۔۔۔ میں مر جاؤں گی۔" تبسم بے بسی سے روتے ہوئے التجائیں کر رہی تھی

لیکن وہ شخص ظالم بنا ہوا تھا۔۔۔ کانوں سے بہرہ محسوس ہو رہا تھا جس پر کوئی واسطہ کوئی

التجا اثر انداز نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہا تھا اور وہ بچہ بھی اسکے

ساتھ ہی گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا۔

"ابو پلیز امی کو اس گندے انکل کے پاس نہیں جانا۔۔۔ یہ ماریں گے امی کو۔۔۔ دیکھو نہ



ابو امی رور ہی ہیں "عالی نے اسکی ماں کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اگر یہ ہاتھ آج چھوٹ گیا تو کبھی بھی نہیں تھام سکے گا۔ وہ بچہ اپنی عقل کے مطابق اپنے باپ سے التجاء کر رہا تھا۔

"عالی تو درمیان میں مت آ۔۔۔ چھوڑ ہاتھ "ماجد نے اسکا ہاتھ تبسم کے ہاتھ سے الگ کرتے ہوئے کہا لیکن دونوں نے ایک دوسرے کے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ بلاآخر وہ کامیاب ہو گیا اور دوبارہ گیٹ کی طرف گیا جہاں سیٹھ اپنی غلیظ نظریں اور چہرے پر کمینہ مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ارک جا ماجد۔۔۔ یہ پھر پھرتی بلبل تو پہلی نظر میں ہی دل کو لبا گئی ہے۔۔۔ چل تیرے لئے ایک آفر ہے "سیٹھ نے اپنی مخصوص ہنسی کے ساتھ کہا۔ جہاں ماجد کے قدم تھے جبکہ تبسم کے اندر سنسناہٹ دور گئی۔ عالی ایک بار پھر اپنی ماں سے لپٹ گیا اور تبسم اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن مشکل تھا۔

"تیرا قرضہ تو معاف ہو گا ہی میں تجھے دس لاکھ کی مزید رقم بھی دوں گا لیکن میری ایک شرط ہے "سیٹھ نے اپنا کالر ٹھیک کرتے ہوئے کہا جبکہ اسکے برابر میں کھڑا شخص مکروہ ہنسی ہنس رہا تھا

"کیسی شرط" ماجد نے حیرانگی سے کہا۔

"تم ابھی کہ ابھی اسے طلاق دو گے۔۔ اب یہ چڑیا صرف میری ہوگی" سیڈھ نے اب کے اپنے انگلی میں پہنی انگھوٹی گھماتے ہوئے کہا جبکہ نظریں اب بھی تبسم کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ تبسم کو اسکی نظریں اپنے آر پار جاتی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہیں ماجد نہیں۔۔۔ یہ ظلم مت کرنا۔۔ میں مر جاؤں گی۔" تبسم نے چیختے ہوئے کہا جبکہ عالی اسکی آواز سے سہم گیا تھا کہ اسکی نرم گوماں اس قدر بے بس تھی۔ اس وقت وہ خود بھی بے بسی کی انتہاء پر تھا۔

"نہیں امی ایسے مت کہیں" عالی اپنی ماں کے مرنے کا سُن کر ترپ گیا اور روتے ہوئے اپنی ماں سے مزید چمٹ گیا۔ شور سے باہر محلے کے لوگ جمع ہو گئے تھے لیکن سیڈھ کے آدمیوں میں بندوق کے ڈر سے کسی میں آگے آنے کی ہمت نہیں تھی

"تیس لاکھ۔۔ سوچ لے۔۔۔ تو نہ بھی کرے گا تو بھی بلبل تو میری ہی ہے" سیڈھ

جاننا تھا وہ لالچی ہے اور اسکی اسی فطرت کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔

"مجھے منظور ہے۔۔ آج سے یہ آپکی میرا کوئی تعلق نہیں ہوگا" ماجد نے اپنی لالچی

فطرت کے سبب موقعے کا فائدہ اٹھایا۔

"نہیں ماجد" تبسم نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ دعا گو تھی کہ یہ زمین پھٹے اور وہ اس میں دھس جائے لیکن اسکی عزت محفوظ رہے۔

ماجد نے اسکی کلائی چھوڑی اور اسے سیٹھ کی طرف دھکیلا جس سے عالی کا ہاتھ اپنی ماں سے چھوٹ گیا

"میں ماجد ندیم اپنے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔ طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔ طلاق دیتا ہوں" ماجد نے پھنکار تے ہوئے کہا تو سیٹھ کے ہونٹوں پر ہنسی آئی لیکن اسکی ہاتھ تھامنے سے پہلے ہی تبسم زمین بوس ہوئی اور عالی کی چیخ بلند ہوئی۔

"امی۔ی۔ی" عالی چیختے ہوئے اپنی ماں کی طرف دوڑا۔ وہ چھوٹا بچہ لفظ طلاق کا مطلب تو نہیں جانتا تھا لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ یہ لفظ اسکی صابر اور شاکر ماں کے لئے تکلیف، دکھ اور اذیت کا باعث ہیں تبھی ہر حال میں صبر کرنے والی اسکی ماں اس قدر سسک رہی ہے اور اس طرح نڈھال ہو گئی ہے۔

"سر ہمیں چلنا چاہیے اگر مر گئی تو پھنس جائیں گے اور بچ گئی تو یہ آپکی ہی ہے" سیٹھ کے

ساتھ کھڑے آدمی نے کہا اسنے اثبات میں سر ہلایا اور رنو چکر ہوا جبکہ ماجد حیرانگی سے  
دیکھ رہا تھا۔ محلے والوں کو اندر آتے دیکھ فوراً ڈر کر بھاگا۔ محلے کے ایک لڑکے نے  
ایسبولینس کا کال کی

"امی۔۔۔ امی۔۔۔ آنکھیں کھولنے" عالی نے چیختے ہوئے اسکا سر اپنی گود میں لیتے ہوئے  
کہا تو تبسم نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولیں۔

"ع۔ع۔ع۔ عالیان۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ اپ۔ اپنی ماں کے ب۔ بغیر اُداس م۔ مت  
ہونا۔۔۔ اپ۔ اپنے بھائیوں کا خ۔ خیال رکھ۔۔۔ نا۔ اب اپنی ماں کو ک۔ ک۔ کلمہ  
پڑھاؤ" تبسم نے مسکراتے ہوئے اٹکتے ہوئے کہا۔

"امی ایسا مت کہیں۔۔۔ آپ جانتی ہیں نہ آپکے بغیر آپکا عالی کچھ نہیں۔۔۔ کوئی  
انہیں اسپتال لے جائے۔۔۔ امی آپکو کچھ نہیں ہوگا۔" عالیان نے روتے ہوئے اپنی  
ماں کا چہرہ تھاما۔

"م۔م۔ میرا بچہ رو۔ رو۔ روتے ہوئے ا۔ ا۔ اچھا نہیں لگتا۔۔۔ کلمہ پ۔ پ۔ پ  
ھاؤ۔۔۔ آخری خواہش" تبسم نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" عالیاں نے روتے ہوئے اپنی ماں کو کلمہ پڑھا یا وہ اپنی ماں کی بات کو کیسے انکار کر سکتا تھا۔ تبسم نے بھی وہی الفاظ دورانے اور اسی وقت ایک آخری ہچکی آئی اور تبسم کی سانسوں کی ڈور ٹوٹ گئی۔ جب عالیہ تبسم کی دوست نے اسپتال سے آتے ہوئے اسکے گھر کے آگے رش دیکھ دورتی ہوئی اندر آئی۔ عالیاں کی گود میں تبسم کا سرد ہوتا وجود دیکھ کر اسے انہونی کا احساس ہوا تو فوراً اسکے پاس بیٹھ کر اسکی نبس ٹٹولی لیکن بے سود، سینے پر ہاتھ رکھ کر دھڑکنیں چیک کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔

"إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ"۔۔۔ اسپتال لے کر جانے کا کوئی فائدہ نہیں گھرے صدے سے اسکا دل بند ہو گیا "عالیہ نے اسکی آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنی امی سے کہا جو انکے پاس ہی موجود تھیں۔ ایبو لینس کی آواز آرہی تھی لیکن سب بیکار تھا کیونکہ جانے والا تو چلا گیا۔ عالیاں ہنوز اپنی ماں کو پکار رہا تھا۔ مزی فیزی اور تیمور بھی ہانپتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے

"خالہ خالہ کیا ہو گیا اٹھئیے نہ" وہ اسکے ساتھ بیٹھے آوازیں دینے لگے

"امی۔۔۔ امی۔۔۔ آنکھیں کھولیں امی آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتیں۔۔۔ مزی امی سے کہو نہ وہ جواب نہیں دے رہی۔۔۔ فیزی تیمور پلیز کوئی تو امی سے کہے "وہ تینوں کو

دیکھتے ہوئے التجائیں کر رہا تھا جو خاموش بیٹھے تبسم کے بے جان وجود کو دیکھ رہے تھے۔  
 "امی آپ کا عالی اکیلا ہو جائے گا۔ م۔ میں کیسے رہوں گا۔ ک۔ ک۔ کیسے سب کا خیال  
 ر۔ رکھوں گا۔ مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے آپ جانتی ہیں نہ۔۔۔ جواب دیں۔۔۔ عالیہ  
 انٹی۔۔۔ خالہ آپ لوگ کہیں نہ امی سے انکا عالی تنہا نہیں رہ سکتا۔۔۔ السالسا پلینز میری  
 امی کو جگا دیں۔۔۔ امی "عالیان رو رہا تھا التجائیں کر رہا تھا۔ اپنی ماں کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا ہر  
 ایک کی آنکھیں انکے دکھ میں نم تھی۔ جو اسکی ایک آواز میں فوراً اسے جواب دیتی تھی  
 آج اتنے پکارنے پر بھی خاموش تھی جو اپنے عالی کی آنکھ میں ایک آنسو دیکھ کر تڑپ  
 جاتی تھی آج اسکے اتنے آنسو بہانے پر بھی بے جان تھی۔ عالیہ نے اسے اپنے سینے میں  
 بھینچا

"بس کر جاؤ میری جان تمہاری امی وہاں چلی گئی ہے جہاں سے کوئی واپس نہیں  
 آسکتا۔۔۔" عالیہ نے اسکے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"امی۔۔۔ ی۔۔۔ ی" کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسنے ہر بھرا کے آنکھیں  
 کھولی۔ اسکا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ اسنے اپنے ساتھ کھڑے وجود کو دیکھا تو منزل  
 کو دیکھ کر کچھ پر سکون ہو۔

"ریلیکس عالی۔۔۔ پانی پی "مزل نے اسے پانی دیا جسے ایک ہی گھونٹ میں سارا پانی پی گیا۔

@@@@@@^\$^\$

"آج پھر خواب دیکھا "مزی نے اسکے برابر رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ عالیان نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسکی بھوری آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ چہرے پر ایک اذیت کا بوجھ اور لمبے سفر کی داستان رقم تھی۔ وہ اب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا لیکن نظریں سامنے درخت پر مرکوز تھی جس کے ہرے پتے ہوا سے لہرا رہے تھے۔ رات کا سہ پہر تھا ایسے میں لان میں مدہم سی روشنی بکھری ہوئی تھی۔ ہر طرف خاموشی کا سماں تھی۔ مزل کو اسے دیکھ اس خاموشی سے وحشت سی محسوس ہوئی۔

"تو بھول کیوں نہیں جاتا سب کچھ۔۔۔۔ معاف کر دے خالو کو۔۔۔۔ مت اذیت دے خود کو "کچھ پل کی خاموشی کے بعد مزی نے عالیان سے استفسار کیا۔

"کیا معاف کرنا اتنا آسان ہوتا ہے۔۔۔۔ ہم کسی کو زندگی بھر تکلیف دیں اور پھر ایک چھوٹا سا لفظ سوری بول دیتے ہیں کیا یہ سوری اس زندگی بھر کی دی ہوئی تکلیف کا ازالہ ہو سکتی ہے۔۔۔۔ زندگی بھر کئے گئے ظلم کا نعم البدل ہو سکتی ہے۔۔۔۔ یہ لفظ معافی کیا



ہمارے بچھروں کو واپس لاسکتا وہ گزر اوقت واپس لاسکتا ہے "عالیان نے ایک نظر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر دوبارہ اپنی نظریں سامنے درخت پر ہی مرکوز کر لیں۔ عالیان کی درد بھڑی آواز نے مزمل کا دل چور کر دیا۔

"میں مانتا ہوں یہ مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں۔۔۔ پھر جب گناہ کرنے والا ہی اس دنیا میں نہ ہو تو اسے معاف کر دینا ہی بہتر ہے ورنہ انکی روح کو سکون نہیں ملے گا۔۔۔ اور تو جانتا ہے جب تک تو انہیں معاف نہیں کر دے گا تو اسی طرح تکلیف میں رہے گا اسی طرح بے چین رہے گا "مزمل عرف مزمل نے اس کے چہرے پر رقم تکلیف دیکھ کر اپنی آنکھیں میچتے ہوئے کہا کیونکہ عالیان کو کبھی وہ دکھی نہیں دیکھ سکتا۔ چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے۔ عالیان کی آنکھیں جل رہیں تھیں۔ دل نے شدت سے خواہش کی کہ کاش اسکی پیاری امی کہیں سے آجائے اور وہ انہیں اپنے گلے لگائے۔ انکی گود میں سر رکھ کر اپنی تمام پریشانیاں بھول جائے جیسے بچپن میں پریشانی کے وقت رکھتا تھا۔

"میں نے کوشش کی باخدا بہت کوشش کی کہ سب بھول کے انہیں معاف کر دوں

لیکن جب میری ماں کی سسکیاں میرے کانوں میں گونجتی ہیں تو مجھے اس شخص سے نئے سرے سے نفرت ہوتی ہے۔ کاش میں اس وقت اتنا نا سمجھ نہ ہوتا تو میری ماں اس قدر سسکتی نہیں، کاش میں اپنی ماں کے آنسوؤں کی وجہ سمجھ پاتا، اسکی التجائیں اسکی واسطے سمجھ پاتا، کاش میں جان پاتا کہ میری ماں کیوں اس قدر اذیت میں ہے، اسکی آنکھوں میں رچی بے بسی، اسکے ہونٹوں سے نکلی صداؤں کے معنی جان پاتا تو شاید آج میری ماں میرے ساتھ ہوتی یا کم از کم اس طرح اس دنیا سے رخصت نہ ہوتی کاش میں اپنے باپ کی لالچ کو جان پاتا یا میری اتنی عمر ہوتی کہ میں اپنی ماں کا محافظ بن پاتا۔۔۔۔۔ کاش میں اس لفظ طلاق کا مطلب جان پاتا جس نے میری ماں کو نڈھال کر دیا۔۔۔ کاش "عالیان نے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش میں بھاری ہوتی آواز کے ساتھ کہا۔

بچھڑنے کی بے درد اذیت کو کون پہچانے

بچھڑنا بھی موت کے سماں ہی ہوتا ہے

(از خود)

"عالی زندگی میں بہت سے اکاش ہوتے ہیں جو صرف کاش بن کر ہی رہ جاتے ہیں انکی کوئی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ مت سوچا کر یہ سب۔۔۔۔۔ اس دنیا میں ہر انسان ایک وقت کے لئے آتا ہے اور جب وہ وقت ختم ہو جاتا ہے تو اسے جانا ہوتا ہے۔ سب کچھ اسی طرح سے ہونا طے پایا تھا۔۔۔ ہر ایک کا وقت مقرر ہے۔۔۔۔۔ دنیاوی حقیقت یہی ہے کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ وقت کا پیہہ گھومتا رہتا ہے ہم سب کو دیکھ۔۔۔۔۔ ہم سب آج جو بھی ہیں تیری وجہ سے ہیں تو ہمارے جینے کا سہارا ہے تو وجہ بنا ہمیں زندگی کی طرف لانے کا لیکن خود وہیں کھڑا ہے۔۔۔۔۔ تجھے ہم دکھی نہیں دیکھ سکتے میرے بھائی۔۔۔۔۔ خالہ کو اپنی دعاؤں میں یاد کر۔۔۔۔۔ انہیں ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ خود کو اس طرح ازیت مت دے میرے بھائی۔۔۔۔۔ "مزی نے اسکے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔ عالیان اتنی اداسی میں بھی اسکی اس حرکت پر مسکرا دیا۔ مزمل کی باتوں سے عالیان کے دل میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔

"چل ہٹا اب چھچھوری حرکت نہ کر۔۔۔۔۔ نوشی نے دیکھ لیا تو کبھی تجھے گھاس نہیں ڈالے گی" عالیان نے رنجیدگی مٹانے کے لئے ہلکے پھلکے انداز میں کہتے ہوئے اسکے

ماتھے پر ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے اسے دور کیا۔

"جی نہیں وہ جانتی ہے کہ مجھے سب سے زیادہ عزیز میرا عالی ہے" منزل نے دوبارہ اسکے کندھے پر سر رکھا۔

"نہ کریا دور ہٹ۔ ایک تو تو نہاتا بھی نہیں ہے۔۔۔ چل جا اب اپنے کمرے میں بہت دیر ہو گئی ہے" عالیان نے زچ ہوتے ہوئے کہا

"ایویں ہی ہر جگہ بدنام کیا ہوا ہے کل نہایا تھا میں نے۔۔۔۔ اور مجھے نیند نہیں

آ رہی" اسنے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کل نہ۔۔۔ آج تو نہیں نہایا۔۔۔ اور مجھے اب نیند آ رہی ہے چل شاباش کھڑا

ہو" عالیان خود بھی کھڑا ہوا اور اسے بھی انگلی سے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا جانتا تھا

اب وہ اسکی جان ایسے ہی نہیں چھوڑے گا۔

"اچھا ٹھیک ہے جا رہا ہوں" منزل اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور عالیان کو جلدی سے کس

کر کے فوراً بھاگ گیا۔

"ای۔۔۔ی۔۔۔ چھپ چھوڑے انسان۔۔۔ مزہ کے بچے تیری تو خیر نہیں" عالیان

اسکے پیچھے بھاگا لیکن وہ اسکے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے روم میں لاک ہو گیا عالیان نے ایک نظر اسکے بند دروازے کو غصے سے گھورا اگلے ہی لمحے ہنستے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"گڈ نائٹ" اپنے پیچھے سے اسے مزمل کی آواز آئی اور دوبارہ روم بند ہونے کی آواز پر وہ مسکراتے ہوئے اپنے روم میں داخل ہوا۔ لائٹ آف کر کے بیڈ پر دراز ہو گیا کچھ ہی دیر میں نیند کی دیوی دوبارہ اس پر مہربان ہو گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

رات کے سہ پہر جب لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوتے ہیں ایسے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس پہر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اُس عرشِ عظیم کے مالک کو منانے کی تگ و دو میں مصروف ہوتے ہیں، بارگاہِ خداوندی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ وہ چند ہی خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جن کے نصیب میں تہجد کا سجدہ لکھا جاتا ہے اور وہ سجدہ کرنے والا اللہ کا سب سے پسندیدہ بندہ ہوتا ہے۔ جہاں سب بے فکری کی نیند سو رہے ہوتے ہیں وہ اپنے رب کی جستجو کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہا ہوتا ہے اور اللہ کو بھی بہت عزیز

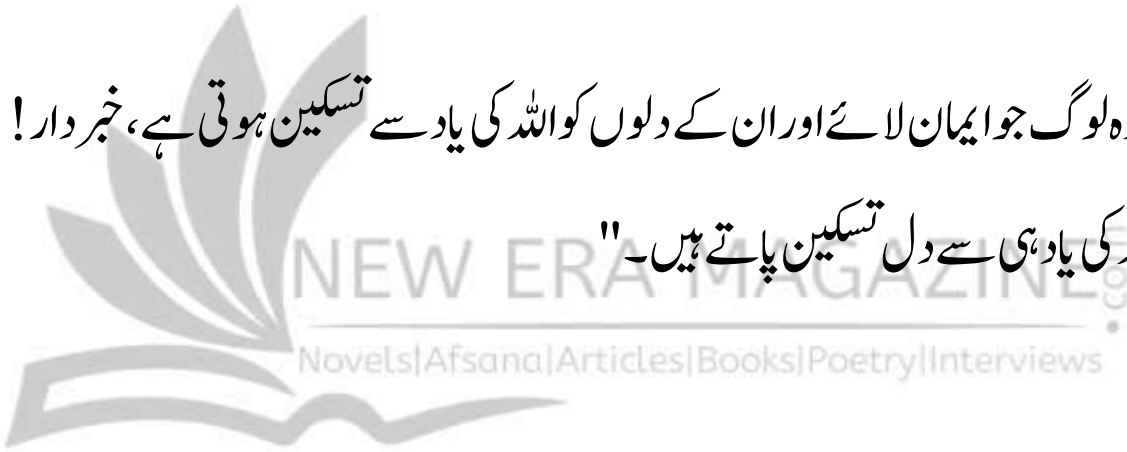
ہے یہ تہجد کا سجدہ۔۔ کسی چیز کی شدت سے چاہ ہو تو اسے تہجد کے سجدے میں مانگنا چاہیے اور پھر وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہماری سُن لیتا ہے اور ہمارے یقین کا بھرم رکھتے ہوئے ہمارے مان کی لاج رکھ لیتا ہے۔ قاری عبداللہ ساورائے گھرانے کا شمار بھی انہیں لوگوں میں ہوتا ہے

وہ تہجد پڑھنے کے بعد قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے۔ پچپن سال کی عمر، لمبی ڈاڑھی گندمی رنگت، بھوری آنکھیں، پُر نور اور پُر کشش چہرہ، پیشانی پر نماز کا نشان سفید سوٹ پہنے سر پر سفید ہی ٹوپی جمائے وہ اپنی خوبصورت اور پُر سوز آواز میں سورۃ الرحمن کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی انکی بیٹی جسکی عمر ۲۴ سال تھی پوری دلجمعی سے انکی تلاوت سن رہی تھی ساتھ ہی فاطمہ بیگم (قاری عبداللہ کی بیوی) بھی بیٹھیں انکی پُر سوز آواز کے زیر اثر انکی تلاوت سُن رہی تھیں۔ اس وقت وہ انکی آواز کے سحر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انکی آواز میں ایسا سرور تھا جو روح تک کو سرشار کر دے۔ قرآن کو اچھی آواز میں پڑھنے کا اپنا ہی ایک مزہ ہوتا ہے اور بہت خوشنصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو یہ نعمت عطا کی جاتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں موسیقی روح کی غذا ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے روح کی غذا تو قرآن پاک کی

تلاوت ہے۔ روح کا تعلق چونکہ عالم بالا سے ہے اس لئے اسکی خوراک ذکر الہی ہے۔ جس طرح جسم کی نشوونما کے لئے غذائی اجزا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روح کی نشوونما کے لئے اللہ کی حمد و ثناء ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے، خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔"



حضرت شیخ النفسیر مولانا احمد علیؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ضروریات جسمانی کا کلو روفارم یعنی بے ہوشی اتنی چھائی ہوئی کہ مدہوش ہیں اور اس مدہوشی میں روح کی صحت کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ خدا کے خاص بندے اس مدہوشی کو دور کرتے ہیں۔ جب لوگ اس مدہوشی سے بیدار ہوتے ہیں، تب انہیں سمجھ آتی ہے کہ جب تک تعلیم الہی اور سنت نبویؐ کا نور نہ ملے، بیداری پیدا نہیں ہوتی۔ (از حضرت مولانا احمد علیؒ)



تلاوت کرنے کے بعد انہوں نے قرآن الماری میں رکھا تو وہ اب تک ایسے ہی بیٹھی  
کسی سوچ میں گم تھی۔

"کیا بات ہے عائشہ بیٹا کیا سوچ رہی ہو" قاری عبد اللہ بھی عائشہ کے پاس آکر بیٹھ گئے  
اور اور اس سے استفسار کیا۔ انکی آواز سے اسنے اپنے حواس بحال کئے۔ فاطمہ بیگم بھی  
انکی طرف متوجہ ہوئیں

"پاپا میں سوچ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عنایت فرمائی ہیں جن میں  
سے کئی کا ذکر اس سورت میں بھی کیا گیا ہے اور پھر جن و انس سے مخاطب کر کے پوچھا  
گیا ہے کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔۔۔۔ پاپا اگر ہم اپنی زندگی  
پر غور کریں تو درحقیقت ایسا ہی ہے ہم اسکی انگنت نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی بجائے جو  
نہیں ملی اس پر کیوں روتے رہتے ہیں۔۔ ہم شمار نہیں کر سکتے ان نعمتوں کا جو ہمیں ملی

ہیں یا ہمیں اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ پروردگار کہ ہم پر کس قدر احسانات

ہیں۔۔۔۔ ہم سرتاپا اسکی نعمتوں سے دبے ہوئے ہیں تو جس ذات کے اتنے احسان

ہوں اس ذات سے ناشکری کیسی اور دکھ و ملال کیسا؟" عائشہ نے قاری عبد اللہ کو دیکھتے

ہوئے پُر سوچ لہجے میں سوال کیا۔ وہ دھیمے سے مسکرائے جو انکی شخصیت کا خاصا تھی۔

"وہ اس لئے بیٹا کہ ہم اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتے۔۔۔ جس دن ہم اللہ کی رضا میں راضی ہونا سیکھ جائیں گے اس دن رنج و الم، پریشانیاں درد سب خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ لوگوں کی نعمتوں پر نگاہ نہ رکھیں بلکہ ہمیں جن نعمتوں سے نوازا گیا ہے اس پر شکر کریں۔ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ دوسروں کے محل دیکھ کر اپنی جھونپری نہیں جلا یا کرتے۔۔۔ ایسی بہت سی نعمتیں ہیں جن سے ہمیں نوازا گیا ہے لیکن کئی لوگوں کو اس سے محروم رکھا گیا ہے۔۔۔ اب ایک مثال ہم آنکھ کی ہی لے لیتے ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کی گئی بہت سی نعمتوں میں سے نہایت ہی اہم نعمت آنکھ بھی ہے۔ آنکھوں کے ذریعے انسان دنیا کی رنگینیوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح بولنے کی استطاعت سننے کی استطاعت یہ سب اللہ کی وہ نعمتیں ہے جس کا ہمیں ہمہ وقت شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ انکی اصل اہمیت انہیں کو معلوم ہے جو اس سے محروم ہیں۔ ہمیں در حقیقت علم ہی نہیں کہ یہ اللہ کی عطا کردہ کس قدر قیمتی نعمتیں ہے جن سے ہمیں نوازا گیا ہے۔ جس دن اپنے ارد گرد غور و فکر کریں گے۔۔۔ ہمیں جو عطا کیا گیا ہے اس پر شکر

ادا کریں تھوڑا ملے یا زیادہ ہمیں ہر حال میں اللہ کہ تقسیم پر راضی ہونا چاہیے۔۔۔ یہ سمجھ لیں کہ اللہ کو چناؤ بہترین چناؤ ہے۔ وہ جو کرے گا اُس میں ہماری بہتری ہوگی تو بس ناشکری بھی ختم ہو جائے گی اور حسد جیسی بُرائیاں بھی جنم نہیں لیں گی "قاری صاحب نے کچھ دیر کا توقف لیا۔

"آپ جانتی ہیں ہمارے دین نے ہمیں بارہا حسد سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ قرآن کریم میں حسد کرنے والوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔ سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ نے

فرمایا :

"اور (میں پناہ مانگتا ہوں رب کی) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد

کرے۔"

(- الفلق 5:113)

اسی طرح مختلف احادیث کے ذریعے ہمیں حسد سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔۔۔ حسد درحقیقت جنم ہی اس وقت لیتا ہے جب ہم کسی دوسرے کے پاس کوئی چیز دیکھیں اور جلن محسوس کر کے شکوہ شکایتیں کریں۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیا عطا کیا گیا ہے بلکہ یہ دیکھتے ہیں دوسروں کو کن چیزوں سے نوازا گیا ہے اور ہمیں محروم رکھا گیا

ہے۔ جو نعمتیں ہمیں دی گئی ہیں ان پر غور کریں کہ کئی لوگ اس چیز سے بھی محروم ہیں۔ دنیا کی مادی چیزوں کو کمتر اور عارضی سمجھیں گے تو حسد جیسی بیماری جنم نہیں لے گی اور شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہوگا۔ بس ہمیں ہر حال میں عرشِ عظیم کے مالک، قادر المطلق پر ودگار کی رضا میں راضی ہونا چاہیے یہی فلاح کا ذریعہ ہے اور یہی بہت سے دکھ اور پریشانیوں کو دور کرنے کا راستہ ہے "قاری صاحب نے بہت شائستگی کے ساتھ عائشہ کی ہر اُلجھن دور کی تو اس نے بھی ایک گہرا سانس خارج کیا اور دل میں عہد کیا کہ چائے حالات اچھے ہوں یا بُرے وہ ہر حال میں اللہ کی رضا میں راضی رہے گی۔ فاطمہ بیگم بھی انکی بات کو بغور سن رہی تھیں۔

"فاطمہ آج حوریہ کہیں نظر نہیں آرہی" قاری صاحب نے ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے اپنی دوسری بیٹی کے بارے میں استفسار کیا۔

"نماز پڑھ کر سو گئی ہے رات دیر تک پڑھتی رہی تھی نہ اس لئے۔" فاطمہ نے جواب دینے کے بعد اپنی تسبیح تھامی

"اوہ ! چلو صحیح ہے عائشہ بیٹا کچھ دیر بعد اسے جگا دینا۔۔۔ اذان کا ٹائم ہو رہا ہے میں اب مسجد جا رہا ہوں" قاری صاحب کہتے کھڑے ہوئے۔

"جی ابو" عائشہ نے کہا اور انکے ساتھ ہی کھڑی تو وہ مسجد کے لئے نکل گئے تو اس نے گیٹ لاک کیا اور اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

©®©®©™®™®™©™™®

\*\* ماضی \*\*

تبسم کے انتقال کے بعد امجد تو کہیں روپوش ہو گیا تھا۔ وہ چاروں بہت اُداس رہنے لگے تھے۔ اُن تینوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لوگ اپنے ماں باپ کے مرنے پر یتیم نہیں ہوئے تھے بلکہ تبسم کے مرنے کے بعد یتیمی کا احساس ہوا تھا۔ عالیان تو بالکل خاموش ہو گیا تھا نہ کسی سے بات کرتا نہ ہنستا مسکراتا تھا۔ زبردستی کھانا کھلاتے تو کھاتا ورنہ بالکل بھوکا بیٹھا ہوتا۔ اس دوران عالیہ اور اسکی والدہ نے ان چاروں کو سنبھالا تھا۔۔۔ لیکن کوئی کب تک کسی کا خیال رکھ سکتا تھا۔ کچھ دنوں بعد عالیہ کی شادی تھی جس کے بعد اسے اپنی والدہ اور شوہر کے ساتھ دبئی شفٹ ہو جانا تھا اور اسے یہی فکر تھی کہ اسکے بعد ان بچوں کو کون دیکھے گا۔ محلے والے بھی چار دن کر کے بیٹھ گئے تھے سب اپنی زندگی میں مصروف ہو گئے تھے اب کوئی ان معصوم بچوں کو پوچھتا بھی نہیں تھا۔ تیمور

سب سے چھوٹا تھا اور اس نے ہی اس چیز کا زیادہ اثر لیا تھا۔ اکثر بیمار رہنے لگا تھا۔ عالیہ اس کا علاج کر رہی تھی لیکن کوئی زیادہ فرق محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

"عالیان میرے بچے مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے" عالیہ نے جب عالیان کو ایک کونے میں آنسو بہاتے دیکھا تو اسکے پاس آ کر بیٹھی جس پر اس ننھے شہزادے نے اپنی ننھی ہتھیلی سے آنسو صاف کئے۔

"جی عالیہ باجی" عالیان نے سنجیدگی سے کہا

"عالی میرے بچے میں سمجھتی ہوں سب بہت مشکل ہے لیکن میری جان تمہیں ہمت کرنی ہوگی۔۔۔ نہ تم صحیح سے کھاتے پیتے ہو اور نہ ہی پڑھتے ہو ایسے تو نہیں چلے گا بچے۔۔۔ تم ان سب سے بڑے ہو اور اب تمہیں ہی ان تینوں کو سنبھالنا ہے" عالیہ نے اس کا زرد ہوتا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا جو اسکی بات سن کر اپنی نم نظریں جھکا گیا۔

"میری جان تم جانتے ہو چند دنوں میں میری شادی ہے اسکے بعد تمہیں ہی سب سنبھالنا ہوگا۔۔۔ تیمور کو دیکھو وہ کتنا بیمار رہتا ہے اگر تم اس طرح کرو گے تو اسے کیسے سنبھالو گے۔۔۔ وہ چھوٹا ہے اسے تمہاری ضرورت ہے" عالیہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھ کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا۔ عالیان کی آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنے لگے اور اسکے

سینے سے لگ گیا۔

"با جی۔۔ میں ماما کے بعد کیسے رہوں۔۔ مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔۔ امی کیوں چلی گئی مجھے چھوڑ کے" وہ روتے ہوئے دھیرے دھیرے کہ رہا تھا۔ اسکی بات سُن کر عالیہ کی آنکھوں میں بھی نمی کا جہاں تھا جسے اسنے بمشکل ضبط کیا۔

"اللہ کی مرضی کے آگے ہم سب بے بس ہیں بچے۔۔ وہ اپنی اتنی ہی زندگی لے کر آئی تھی۔۔ وہ تمہارے ساتھ نہ ہو کر بھی تمہارے ساتھ ہیں۔۔ تمہاری یادوں میں۔۔ تمہاری دعاؤں میں۔۔ اسکی دعاؤں کا حصار تمہارے ساتھ رہے گا۔۔ اب تمہیں اسکے خواب پورے کرنے ہونگے۔۔ وہ کہتی تھی میرا عالی ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا۔۔ کرو گے نہ اپنی ماما کا خواب پورا" عالیہ دھیرے دھیرے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیڑتی اسے شفقت بھڑے دھیمے لہجے میں سمجھا رہی تھی۔ اسکی بات سُن کر عالیان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میرا بیٹا تو بہت بہادر ہے۔۔ تمہیں یاد ہے تبسم بھی یہی کہتی تھی اور اگر تمہیں اس طرح روتے ہوئے دیکھتی تو اسے بہت تکلیف ہوتی" عالیہ نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔ کچھ ہی دن میں اسکا چہرہ زرد ہو گیا تھا آنکھیں بھی مسلسل رونے کی چغلی



کھا رہیں تھیں، جسم بھی کمزور ہو گیا تھا۔ عالیہ نے افسوس بھری نظر اسپر ڈالی۔ یہ ننھا پھول کچھ ہی دن میں مر جھا گیا تھا اور اب مزید نجانے کتنا مشکل وقت اس شہزادے کو دیکھنا تھا کیونکہ اسکا سفر بہت کٹھن تھا۔

"بس اب میری جان رونا مت۔۔۔ تمہاری ماما کو تکلیف ہوتی ہوگی جب تم اس طرح سے روتے ہو۔۔۔ اب نہیں روگے نہ" عالیہ نے ایک بار پھر اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"میری جان۔۔۔ چلو آؤ تیمور کو دیکھو وہ بہت بیمار ہے ان سب کو تمہاری ضرورت ہے اب وہ تمہاری ذمہ داری ہیں" عالیہ نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا اور اسے اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ دونوں اندر کمرے میں گئے جہاں وہ تینوں چار پائی پر بیٹھے رونے میں مصروف تھے۔

"کیا ہوا ہے میری جان کیوں رو رہے ہو" عالیہ نے پریشانی سے استفسار کیا۔ عالیان بھی اسکے ساتھ کھڑا فکر مندی سے دیکھ رہا تھا۔

"عالی دیکھ نہ یہ تیمور کیا کہ رہا ہے" منزل نے روتے ہوئے کہا عالیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ منزل سے روتے ہوئے مزید نہ بولا گیا۔

"بھائی یہ کہہ رہا ہے کہ وہ بھی ماما بابا اور تبسم خالہ کی طرح ہمیں چھوڑ کر چلا جائے گا" منزل سے روتے ہوئے مزید بولا نہ گیا تو فیضی نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ عالیان فوراً تیمور سے لپکا۔

"خبردار اگر آئیندہ کسی نے چھوڑنے کی بات کی تو میں تم سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا" عالیان نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اسکے گلے لگانے کی دیر تھی اور تیمور تڑپ اٹھا اور زور زور سے رونے لگا۔

"بس اب ہم میں سے کوئی نہیں روئے گا۔۔۔ اگر ہم روئیں گے تو ماما کو تکلیف ہوگی" عالیان نے تیمور کو الگ کرتے ہوئے تینوں کو تنبیہ کی تینوں نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کئے۔ عالیہ کے چہرے پر افسردہ مسکان ابھری۔

"بابا جی اسے بہت تیز بخار ہے" عالیان نے تیمور کی پیشانی چھوتے ہوئے فکر مندی سے کہا۔ عالیہ نے فوراً اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے دہکتے انگھارے پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔

"میں کچھ بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ وہ کھلا کر اسے دوا دے دیتی ہوں۔۔۔ ٹھنڈے پانی کی پٹی بھی کرنی پڑے گی۔۔۔ منزل امی کو بلا کے لاؤ تو اسکے سر پر پٹیاں کر دیں۔" عالیہ

نے کہا لیکن عالیان نے اسے روک دیا۔

"وہ آرام کر رہی ہو گی۔۔۔ میں کر لیتا ہوں" یہ کہتے ہی وہ کھڑا ہوا اور کچن کی طرف چلا گیا۔ عالیہ بھی اسکے پیچھے کچن میں آئی۔

عالیان اسکی سر پر ٹھنڈے پانی سے پٹیاں کر رہا تھا جب عالیہ تیمور کے لئے سوپ لے کر آئی۔ عالیان نے اسے زبردستی سوپ پلا کر دو اکھلائی اور دو بارہ اسے سُلا یا۔ عالیہ کو بھی زبردستی گھر بھیجا۔ رات جاگ کر اسنے اسکے ماتھے کی پٹیاں کی تب جا کر اسکا بخار کم ہوا اور اسکی چند دن کی محنت سے ہی تیمور صحت مند ہونے لگا۔

عالیان نے کچھ ہی دن میں ان سب کو بہت اچھے سے سنبھال لیا تھا۔ اب وہ چاروں اسکول بھی جانے لگے تھے۔ عالیہ کے منع کرنے کے باوجود عالیان نے قریب ہوٹل میں نوکری شروع کر دی تھی۔ تبسم کے انتقال کے کچھ عرصے بعد ہی پولیس کو ماجد کی لاش کچڑے کے ڈھیر سے ملی۔ عالیان نے تدفین کے سارے انتظامات کئے لیکن چاہنے کے باوجود اپنے باپ کی موت پر اسکا ایک آنسو نہیں بہا۔ وہ اُداس تھا غمزدہ تھا۔۔۔ دل درد سے پھٹ رہا تھا لیکن وہ بے بس تھا۔ ان آنسوؤں پر کسی کا اختیار ہوتا ہی

کب ہے۔۔۔ اسکی بھی آنکھ نے بہنے سے انکار کر دیا تھا۔ چند دن میں عالیہ کی شادی ہو گئی اور وہ دبئی چلی گئی لیکن جانے سے پہلے زبردستی اسے ایک بڑی رقم تنہا گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R

عبدالساہراہیم کی پیدائش ایک متوسط گھرانے میں ہوئی۔ انکے والد ابراہیم مسجد کے امام تھے ساتھ بچوں کو قرآن کی تعلیم بھی دیتے تھے جبکہ انکی والدہ آمنہ گھر میں لڑکیوں کو قرآن پڑھاتی تھیں۔ ان دونوں نے ساری زندگی قرآن پاک کی درس و تدریس میں صرف کی۔ دونوں میاں بیوی بہت ہی نیک تھے۔ انکی بیوی صوم و صلاۃ کی پابند اور ایک گھریلو خاتون تھیں ابراہیم صاحب کا ایک بیٹا عبدالساہراہیم نے چار سال چھوٹی ایک بیٹی فرحت ہے۔ عبدالساہیم نے اپنے والد کے پاس ہی قرآن پاک حفظ کیا۔ عبدالساہیم نے فارغ ہوئے تو انکے والدین نے انکی شادی اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ فاطمہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نیک سیرت لڑکی تھیں۔ ملنسار، ہمدرد اور مہربان خاتون تھیں۔ وقت کے ساتھ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی بہو اور ایک اچھی ماں بھی ثابت ہوئیں۔ فرحت سے بھی انکی خوب دوستی تھی۔ ابراہیم

صاحب ایک پرائیویٹ یونیورسٹی میں پروفیسر کے عہدے پر فائز تھے اور ساتھ مدرسہ پڑھانے میں اپنے والد کا ساتھ دیتے تھے۔ فرحت کے اینٹر کرنے کے بعد ابراہیم صاحب نے انکی شادی اپنے دوست کے بیٹے جاوید سے کر دی۔

شادی کے ایک سال بعد عبداللہ کے گھر ایک ننھی پری پیدا ہوئی جس کا نام عائشہ رکھا اور اسکی پیدائش کے تین سال بعد ایک اور خوبصورت گول مول سی لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ابراہیم صاحب نے حوریہ رکھا جبکہ فرحت کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن جاوید صاحب یا انکی فیملی نے کبھی بھی انہیں کوئی طعنہ نہیں دیا تھا۔

سب گھر والوں کی جان انہیں دونوں میں بستی تھی۔ فرحت اور جاوید کو شادی کے بارہ سال بعد اولاد کی نعمت سے نوازا گیا جن کا نام انہوں نے عبدالرحمن رکھا۔ عبدالرحمن شرارتی بچہ تھا جو اپنی حرکتوں سے آئے دن سب کی ناک میں دم کر کے رکھتا۔ گھر میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے سب کا لاڈلہ جبکہ فاطمہ کو تو وہ اپنے بیٹے کی طرح عزیز تھا اسکی ہر خواہش اسکے لئے بہت اہمیت رکھتی۔

ایک دن اچانک ابراہیم صاحب رات سوئے تو اگلے دن اٹھ ہی نہ پائے۔ انکی اچانک موت نے سب گھر والوں کو بہت دکھی کر دیا تھا انکے بعد عبداللہ صاحب نے مسجد کی ہر

ذمیداری اپنے سر لے لی اور اسکے بعد سے ہی وہ محلے میں قاری عبداللہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ابراہیم صاحب کے انتقال کے کچھ ہی عرصے بعد آمنہ بیگم بھی خالق حقیقی سے جا ملیں۔

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزرتا رہتا ہے۔ عبداللہ صاحب ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد یونیورسٹی کے علاوہ بہت سی دوسری جگہوں پر بھی لیکچر دینے کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ محلے کی چھوٹی سی مسجد اب ایک بڑی جامع مسجد کے طور پر تعمیر کی گئی جہاں امامت کافرئضہ اب بھی عبداللہ صاحب کے ذمے تھا۔ ہر کوئی انکی بہت عزت کرتا تھا۔ عائشہ نے ماسٹر ز کرنے کے بعد اپنے والد کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے استاد کے پیشے کو فوقیت دی اور ایک کالج میں لیکچرار ہے جبکہ حور یہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کر رہی ہے۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

تبسم ہاؤس میں چار نوجوان رہتے تھے۔ یہ دو فلور پر بنی اپارٹمنٹ تھا جسے انہوں نے بہت ہی خوبصورتی سے سجایا تھا۔ ایک بڑے لاؤنج کے ساتھ ہی ان چاروں کے روم تھے اور ڈرائینگ روم تھا جبکہ اوپری منزل پر سٹڈی روم اسکے ساتھ ہی ایک روم جس میں تبسم بیگم کی یادوں کو سانچہ گیا تھا، دو گیسٹ روم اور ایک ایکسٹرا روم تھا جس میں

عالیان اور منزل کے علاوہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ان میں سب سے بڑا عالیان ہے جو باقی تینوں کالیڈر، انکا باپ، انکی ماں انکا بھائی، انکا دوست اور ہمدرد ہے۔ تبسم بیگم کے انتقال کے بعد اسی نے انہیں ایک بڑے بھائی کی طرح سہارا دیا تو ایک باپ کی طرح دنیا کی مشکلوں سے محفوظ رکھا اور ہر سرد و گرم ہوا سے انہیں محفوظ رکھا۔ جب ان میں سے کوئی بھی بیمار ہوتا تو ایک ماں کی طرح ساری ساری رات جاگ کر خیال کرتا۔ کھانے کے لئے نہ ہوتا تو خود بھوکا رہتا لیکن انہیں بھوکا نہیں سلاتا تھا۔ اچھے سے اچھے انسٹیٹیوٹ سے انہیں تعلیم دلوائی۔ کبھی غلطی کرنے پر انکو ڈانٹ بھی دیتا تو کبھی ایک دوست کی طرح انکے ساتھ مزاق مستی بھی کرتا اور ہر مصیبت میں انکے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ اسکے بعد منزل آتا تھا۔ منزل عالیان سے ایک سال چھوٹا اور اسکی خالہ کا بیٹا تھا۔ جب وہ چار سال کا تھا تب اسکے ماں باپ پلین کریش میں وصال پا گئے۔ باپ اکلوتہ تھا اور کوئی تھا نہیں جو اسکو سنبھالتا تو تبسم اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئی۔ منزل ہر طرح کے حالت میں قدم بقدم اسکے ساتھ رہا تھا۔ عالیان کارائنٹ ہینڈ کہا جائے تو کم نہیں ہوگا۔ عالیان کے ہر فعل کی خبر اسے ہوتی تھی۔ اسکے بعد فیضان عرف فیضی تھا جو عالیان سے تین سال جبکہ منزل سے دو سال چھوٹا تھا۔ اسکے بعد ان سب کا لاڈلہ تیمور عرف بھولا تھا۔ وہ بہت ہی حساس اور ہر واقعے کا اثر فوراً لیتا تھا



اسی لئے اسے سب بھولا کہتے تھے۔ تیمور فیضان سے ۳ سال چھوٹا اور اسکا سگا بھائی تھا۔ وہ اور عالیان ایک ہی محلے میں رہتے تھے۔ جب فیضان کی عمر ۱۰ سال جبکہ تیمور ۷ سال کا تھا انکے ماں باپ ایک ایکسیڈینٹ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنا گھر اور ضرورت کی ہر چیز انہیں مہیا تھی لیکن ماں باپ کے جانے کے بعد ہی رشتے داروں نے اپنے اصلی رنگ دیکھائے اور انکے گھر پر قبضہ کر کے انہیں بے گھر کر دیا۔ انکے والد اسلم صاحب کے دو بھائی تھے۔ دونوں ہی لالچی اور خود غرض نکلے اور ان چھوٹے بچوں کو بے سرو آسرا کرنے سے پہلے ایک منٹ کے لئے بھی انکا دل نہیں کانپا کہ وہ انکا اپنا خون ہے اتنے چھوٹے بچے کہاں جائیں گے اور ان روتے بلکتے بچوں کو جو ابھی ماں باپ کے دکھ سے ہی نہ نکلے تھے کہ انہیں انکے ہی گھر سے دھکے دے کر نکال دیا گیا۔ کسی شخص کی اصل پہچان ہی اسی وقت ہوتی ہے جب ہم مصیبت میں ہوں۔ اچھے وقت میں تو ہر کوئی ساتھ ہوتا ہے لیکن بُرے وقت میں ہر کوئی کنارہ کشی کر لیتا ہے۔ دولت کے پوجاری لوگوں کے لئے انسانیت یا احساس نامی احساس کوئی معنی نہیں رکھتا انہیں بس دولت اور جائیداد سے سروکار ہوتا ہے چاہیے پھر اسکے حصول کے لئے جائز یا ناجائز طریقہ اختیار کیا جائے۔ فیضان اور تیمور کے چچاؤں کا خون بھی سفید ہو گیا اور انہوں نے ان دو یتیم

بچوں کو جن کی کفالت کا حکم اللہ نے بھی دیا ہے انہیں بے آسرا کر دیا۔

إِنَّ الدِّينَ يَنْ يَأْتِي كَلِمَةً نَّ آمَ وَالِ الَّ يِيْتِي ظُلًّا مَّا نَمْلِيَا كَلِمَةً نَّ فِي  
لُطُوًّا نَحْمُ نَارًا طَّ وَسَيِّصَ لَوْ نَّ سَعِي رَّا ﴿١٠﴾ اسورة النساء ﴿١٠﴾

ترجمہ :

جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور  
دوزخ میں ڈالے جائیں گے ﴿١٠﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے فرمایا:

"خیر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یحسن رالیہ، وشر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم  
یساءرالیہ.

"مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک

سلوک ہو اور بدترین گھروہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہو۔"

اس مشکل وقت میں تبسم نے ان یتیم بچوں کو سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور ان یتیم بچوں کو اپنے شوہر کی سختی کے باوجود اور غربت کے باوجود اپنی ممتا بھری آغوش کا سہارا دیا۔ اور انکے بعد عالیان نے ہی انکا دھیان رکھا۔

©©©©©©©©©©©©©©©©

صبح کا سورج تبسم ہاؤس میں حسب معمول بلچل، افرا تفری اور شور شرابہ لے کر ہی طلوع ہوا تھا۔

"خان بابا میرے سوکس نہیں مل رہے" فیزی کی تیز آواز خان بابا کے کانوں میں گونجی تو انہوں نے تاسف سے سر ہلایا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

"خان بابا میری بلیو شرٹ نہیں مل رہی" تیمور کی آواز آئی۔

"خان بابا میری بلیو شرٹ نہیں مل رہی" اتنے میں ہی منزل کی بھی چنگھارتی آواز آئی۔ خان بابا جواب تک ساری آوازوں پر سر جھٹک رہے تھے اب ان آوازوں سے

جھنجھلا گئے اور آملیٹ کو پلیٹ میں نکالنے کے بعد کک کو دھیان رکھنے کا کہہ کر کچن سے باہر نکلے۔ ایک نظر عالیان کو دیکھا جو اس وقت نہاد ہو کر فریش ہوئے اپنے سامنے اخبار پھیلائے بیٹھا تھا جیسے اس سے ضروری کوئی کام ہی نہ ہو خان بابا سے دیکھ کر مسکرائے۔ خان بابا اور انکی بیوی پچھلے 7 سالوں سے انکے گھر میں کام کر رہے تھے۔ انکی بیوی کی 3 سال پہلے وفات ہو گئی تھی چونکہ انکی کوئی اولاد نہیں تھی تو وہ چاروں کو اپنی اولاد کی طرح ہی پیار کرتے تھے اور وہ بھی انکے ساتھ بہت محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ نو کروا لاریہ کبھی بھی نہیں رکھا۔ انکی بیوی وہ پہلی خاتون تھی جو انکے گھر میں کام کرتی تھیں۔ انکے بعد یا ان سے پہلے کسی عورت کو اجازت نہیں تھی کہ وہ تبسم ہاؤس میں ملازمہ کے بطور کام کرے۔

اتنی دیر میں دوبارہ تینوں کے کمرے سے خان بابا کے لئے صدائیں بلند ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے وہ منزل کے روم کی طرف گئے۔

"ہائے منزل بابا یہ اپنے کمرے کا کیا حال کر دیا ہے اور کیوں پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا ہے" خان بابا نے ایک نظر بکھرے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر منزل کی طرف دیکھا جو کمرے کی ساری شرٹ کو بیڈ پر پھیلائے خود نجانے اب کمرے میں گھسے کیا تلاش

کر رہا تھا۔

"خان بابامیری یلو شرٹ نہیں مل رہی" منزل نے ابکی دفعہ اپنی پھیلی شرٹ کو کھنگالتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹا وہ تو میں نے دھونے میں لے لی ہے" خان بابا نے اپنے پیروں کو سلامی دیتے شرٹ اور شوز اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔۔۔ مجھے آج پہنی تھی" منزل نے اب اپنا کام روکتے ہوئے کہا۔

"ارے بابا کیا بھول گئے ہو وہ شرٹ تم دو دن سے پہن کے بیٹھے تھے۔۔۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی گندی شرٹ کو تم دھلے کپروں میں کیوں تلاش کرتے ہو" خان بابا نے ایک افسوس بھری نظر اسپر ڈالنے کے بعد دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے جبکہ منزل نے انکی بات سُن کر سر کھجایا۔

"کیا بابا۔۔۔ میں تو آپکی آسانی کے لئے کرتا ہوں" منزل نے بیڈ پر پھیلی شرٹ میں سے ایک لائٹ بلیو شرٹ نکالی اور اسکے ساتھ بلیو کلر کی جینس لے کر ہنستے ہوئے کہا۔

"بہت اچھے بچے۔۔۔ یہ جو کمرہ بکھرا یا ہے اسے سمیٹنا تو میرے لئے بہت آسان کام

ہے نہ "خان بابا نے تاسف سے سر ہلایا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتے اتنے میں ہی تیمور اور فیزی کی بھی آواز گونجی۔

"اوہو خان بابا آپ چھوڑیں نہ یہ سب میں کرتا ہوں۔۔۔ آپ سے کتنی دفعہ کہا ہے آپ یہ سب مت کیا کریں باقی امجد آتا ہو گا وہ سمیٹ لیگا۔" منزل نے انکے ہاتھ سے شرٹس لے کر کبرڈ میں رکھتے ہوئے کہا تو وہ بھی اب اگلے کمرے کی طرف گئے جو کہ فیضی کا تھا۔ فیضی بیڈ پر بیٹھا موبائل میں مصروف تھا جبکہ کمرہ صاف ہی تھا کیونکہ اسنے کچھ ڈھونڈھنے کی کوشش ہی نہیں کی ہوگی

"خان بابا شکر آپ آگئے۔۔۔ میری بلیو شرٹ نہیں مل رہی" فیضی نے انہیں دیکھتے ہوئے سکھ کا سانس لیا۔ جبکہ خان بابا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئے

"ذرا جو اپنی چیزوں کا دھیان ہو تمہیں۔۔۔ کل امجد سے استری کرنے کے لئے دے گئے تھے تو اسنے ڈریسنگ روم میں رکھ دی" خان بابا نے شرٹ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو فیضی نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے دانتوں کی نمائش کی۔

"اوہو خان بابا ! تھینک یو سوچ میں بالکل بھول گیا تھا۔۔۔ آج میری اتنی ایمپورٹنٹ پریزنٹیشن ہے اور مجھے یہ کبرڈ میں ملی ہی نہیں" فیضی نے مشکور لہجے میں کہا۔

"تو بیٹا جی بادام کھایا کرو یادداشت تیز ہوگی۔۔۔ اب میں بوڑھا صبح صبح تم تینوں کے پیچھے ہلکان نہیں ہو سکتا۔۔۔ عالیان بابا بھی تو ہیں اتنا سلیقہ مند بچہ ہے مجال ہے جو ایک بھی کام کے لئے وہ مجھے آواز دے بلکہ میرے پوچھنے پر بھی وہ سہولت سے انکار کر دیتا ہے" انہوں نے افسوس سے کہا تو وی مسکرایا اور کبرڈ سے کنٹراسٹ میں بلیک پینٹ نکالی۔

"ارے عالیان بھائی تو اپنی جان ہیں۔۔۔ وہ ہمیشہ سے ہی ایسے ہیں بلکہ ہمارے کام بھی وہ کرتے تھے" فیضی نے فخر سے بتایا تو خان بابا بھی اسکی محبت پر مسکرائے۔ وہ چاروں ایسے ہی تھے ایک دوسرے پر محبت برسانے والے۔

"چلو اب جلدی سے تیار ہو کر ناشتے کے لئے آ جاؤ پھر دیر ہو گئی کہ کر ناشتہ کئے بغیر ہی چلے جاؤ گے۔۔۔ میں ذرا تیمور بابا کو دیکھوں" خان بابا نے کہا فیضی مسکراتے ہوئے ہاتھروم میں چلا گیا جبکہ خان بابا اپنے نیکسٹ اسٹاپ کی طرف بڑھے جو کہ یقیناً تیمور کا کمرہ تھا۔

تیمور کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک تیز خوشبو نے انکا استقبال کیا۔

"ہائے اللہ! تیمور بابا اتنی تیز خوشبو۔۔۔ کیا آج آپ یونیورسٹی نہیں



جار ہے "خان بابا نے اپنے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے تیمور کو دیکھا جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا اور پھر کمرے پر نظر دوڑانے کے بعد کہا جو کہ یقیناً مزمل کے کمرے سے زیادہ پھیلا ہوا تھا۔

"نہیں آج اوف ہے۔۔۔۔۔ یار خان بابا میرے سوکس ہی نہیں مل رہے رات کو آکر میں نے یہیں کہیں اُتارے تھے" تیمور نے برش رکھتے ہوئے ایک بار پھر پرفیوم کی بوتل اُٹھائی لیکن اسپرے کرنے سے پہلے ہی خان بابا نے ٹوک دیا۔

"ارے بابا بس کرو کتنی لگاؤ گے پورا کمرے میں یہ تیز خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔" خان بابا نے ناک سکیرتے ہوئے کہا تو تیمور دھیمے سے مسکرایا وہ جانتا تھا کہ وہ تیز خوشبو سے کس قدر چیرتے تھے

"ہے نہ کتنی اچھی خوشبو ہے کل ہی میں نے پورے پانچ سو روپے کی خریدی ہے۔۔۔۔۔ دیں آپکو بھی لگا دوں" تیمور اپنی ہنسی دباتے ہوئے خان بابا کے نزدیک آیا جبکہ خان بابا اتنی ہی تیزی سے پیچھے ہٹے۔

"ارے پرے ہٹو۔۔۔۔۔ اپنی اس نقلی پرفیوم کو لے کر۔۔۔۔۔ عالیان بابا تم کو وہ کیا کہتے ہیں مہنگی پرفیوم کو انگریزی میں "خان بابا نے سوچتے ہوئے کہا

"برانڈڈ" تیمور نے کہا

"ہاں برانڈڈ۔۔۔ تم کو برانڈڈ پر فیوم لا کر دیتے ہیں وہ استعمال کرو اور اس سے پہلے روزانہ نہایا کرو" خان بابا نے کہا اور کمرہ سمیٹنے لگے جبکہ تیمور کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ تینوں ایسے ہی سُست تھے ایک ہی شرٹ کو کبھی دو دو دن تک استعمال کر لیں گے تو کبھی روزانہ نہانے سے گریز کریں گے۔ انکے برعکس عالیان ہمیشہ صاف ستھرا رہتا اور دن میں تقریباً دو بار نہا کہ چیخ کرتا جبکہ انکا کہنا تھا کہ کیوں کسی کو روز روز کپڑے اتار کر اتنے کپڑے دھونے کے لئے دو بقول انکے وہ دھونے والے کو تکلیف سے بچاتے تھے۔

"کیا بابا آپ بھی۔۔۔ کل ہی نہایا تھا میں نے اور وہ پر فیوم میں یونیورسٹی میں استعمال کرتا ہوں اب روز روز اتنی مہنگی پر فیوم کون استعمال کرتا ہے۔" تیمور نے منہ کے زاوے بگارتے ہوئے کہا

"آہ ! جانتا ہوں تمہارا اس پانچ سو کے پر فیوم کا کمال تمہارے جانے کے بھی کتنی دیر تک مجھے گھر میں یہ خوشبو آتی رہتی ہے۔۔۔ ارے سوسائٹی والے بھی پریشان ہو جاتے ہیں جب تم وہاں سے یہ پر فیوم لگا کر گزرتے ہو" خان بابا طنز یہ لہجے میں کہا تو

تیمور نے منہ بسور سے کہاں برداشت تھا اپنی پرفیوم کی شان میں گستاخی۔ تبھی اسے خان بابا کے ہاتھ میں اسکے موزے نظر آئے جو انہوں نے بیڈ کے نیچے سے دریافت کئے تھے۔

"ہائے میرے سوکس مل گئے" تیمور نے خوش ہوتے ہوئے کہا جبکہ بابا نے ناک چڑھایا۔

"اف! یہ تو گندے ہیں کیسے پہنوں گے دیکھو بد بو آرہی ہے۔۔۔ اسکے لئے تم کب سے چنچے جا رہے تھے" انہوں نے واشنگ باسکٹ میں ڈالتے ہوئے کہا اور ڈر اور سے دوسرے سوکس نکال کر دئے جسے اسنے بنا کسی بحث کے تھام لئے۔

"میں بتا رہا ہوں بابا۔۔۔ آج عالیان بابا سے تینوں کی شکایت کرنی ہے میں نے۔۔۔ ارے مجھ بوڑھے کی دوڑ لگواتے ہو تینوں اور پھر یہ گندہ پھیلا کرہ سمیٹنا" خان بابا نے بیزاری سے کہا تیمور صوفہ سے کھڑا ہو کر انکی طرف آیا۔

"ارے میرے کیوٹی پائے۔۔۔ آپ کو دیکھے بغیر ہماری صبح کا آغاز نہیں ہوتا اس لئے آواز دیتے ہیں۔۔۔ آپ کیوں یہ کام کر کے خود کو تھکاتے ہیں وہ کام چورا مجد ہے نہ وہ دیکھ لے گا سب" تیمور نے انکے ہاتھ سے ٹول لے کر اسٹینڈ پر رکھا اور چلے ذرا اپنے ان

پیارے ہاتھوں سے بنایا ہوا ناشتہ کھلائیں " تیمور نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور انکو لئے ڈاننگ روم کی طرف بڑھا جہاں یقیناً سب انہی کا انتظار کر رہے ہونگے۔

©R©R©R©C©R©R©R©

"حوری چھوڑ دو اب ان کتابوں کی جان اور جلدی سے ریڈی ہو جاؤ" عائشہ نے اسکارف پہنتے ہوئے حوریہ کو کہا جو پڑھنے میں مصروف تھی۔

"آپی بس دو منٹ تھوڑا سا ہی ریویزن رہ گیا ہے" حوریہ اسے جواب دیتے ہوئے دوبارہ پڑھائی میں مصروف ہو گئی۔

"یہ جملہ میں کوئی ایک گھنٹے سے سُن رہی ہوں بس کر دو اب۔۔۔۔۔ ورنہ جو یاد ہے وہ بھی بھول جاؤ گی" عائشہ نے اپنی کالج جانے کی تیاری مکمل کر کے اب اسکی پھیلی کتابوں کو سمیٹتے ہوئے کہا اور آخری میں اسکے ہاتھ سے بھی نوٹس لئے۔

"آپی۔۔۔۔۔ بس لاسٹ" حوریہ نے اسکے نوٹس لے لینے پر التجا کی۔

"نہیں بس بہت ہو گیا۔۔۔ جلدی ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ مجھے لیٹ ہو رہا ہے" عائشہ نے اسکی التجا پر بغیر دھیان کئے اسکا بیگ ریڈی کیا اور اسے کھینچ کر کھڑا کیا۔ وہ بھی منہ بسور

کر بیڈ سے اپنے کپڑے لے کر با تھر روم میں چلی گئی۔ عائشہ بھی اب اپنا بیگ تھام کر روم سے باہر نکلی جہاں انکے والدین ناشتے کے لئے اپنی لاڈلیوں کے انتظار کر رہے تھے۔

"کیا ہوا حوریہ نہیں آئی اب تک" عبداللہ صاحب نے شفقت سے اپنی بیٹی کو دیکھا جس کا خوبصورت چہرہ حجاب میں مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔ فاطمہ بیگم نے بھی پیار سے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے اسکی نظر اتاری بغیر میک اپ کے بھی اسکا چہرہ بہت دمک رہا تھا۔ عائشہ خوبصورتی میں اپنی ماں پر گئی تھی۔ نازک سراپا لیکن فاطمہ بیگم اب کچھ موٹی ہو گئی تھیں انہیں کی طرح چمکتی صاف رنگت اور بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھیں جن میں حیا کا پہرہ تھا۔ نازک ناک خوبصورت نقوش اور اسکی معصومیت اسے سب سے منفرد بناتی تھی۔

"جی بس آرہی ہے" عائشہ نے دھیمے لہجے میں کہا اور فاطمہ بیگم کے ساتھ موجود چئیر پر بیٹھ گئی۔ حوریہ کے آتے ہی انہوں نے ناشتہ شروع کیا۔ حوریہ بھی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی لیکن اپنے چہرے کے نقوش اپنے باپ سے چورائے تھے۔ انہیں کی طرح بھوری آنکھیں تھیں جن میں ہمیشہ کا جل کی سیاہی رہتی تھی جو اسکی آنکھوں کو

مزید خوبصورتی بخشی تھی۔ گندی رنگت لمبی کھڑی ناک پر کشش نین نقش اسکی خوبصورتی میں اضافہ کرتی تھی۔ وہ بھی اپنی بہن کی طرح سر پر ہمیشہ اسکارف پہن کے رکھتی لیکن عائشہ باہر نکلتے وقت ہمیشہ نقاب کرتی تھی۔ اسکی شرارتی آنکھیں اور چہرے پر سچی حیا اور معصومیت کے رنگ اسے دلکش بناتے تھے۔ وہ دہلی تیلی چھوٹی موٹی سی گڑیا جیسی تھی جس میں ان سب کی جان بستی تھی۔ اس کی شرارتوں سے ہر وقت رونق لگی رہتی تھی۔ ناشتہ کرنے کے بعد عبداللہ صاحب اپنی بانیک میں یونیورسٹی روانہ ہو گئے جبکہ عائشہ کالج اور حوریہ یونی کے لئے ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی۔ فاطمہ بیگم اپنے معمول کے کام میں مصروف ہو گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

©R©R©R©R©R©R©R©R

\*\* ماضی \*\*

تبسم کے ساتھ ہر وقت رہنے کی وجہ سے اسے کچھ کچھ پکانے کا شعور تھا اور باقی عالیہ نے جانے سے پہلے عالیان کو کچھ کچھ چیزیں پکانا سیکھا دی تھیں۔ وہ ایک ذہین اور ہوشیار بچہ تھا فوراً چیزوں کو کچھ کر لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔ اسکول میں بھی وہ پوزیشن ہولڈر رہا تھا اسے ٹیوشن کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی اور تو اور عالیہ نے جانے سے پہلے

سال بھر کی فیس بھی جمع کروادی تھی باقی عالیان ہی تینوں کو پڑھاتا۔ وہی کھانا بھی بناتا۔ وقت تیزی سے گزرتا گیا۔ عالیان نے سب کا بہت دھیان رکھا لیکن خود اپنا آپ فراموش کر بیٹھتا۔ وہ اکثر خواب میں اپنی ماں کی آہ و سسکیوں کی آواز سے سہم سے اٹھ جاتا اور پھر ساری ساری رات نہ سو پاتا۔ یہ بات منزل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

عالیہ کے جانے کے بعد محلے کے لڑکوں نے انہیں تنگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ عالیان کو نشئی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تو کبھی کہتے کہ اسکے باپ کی وجہ سے اسکی ماں مری۔ عالیان کو یہ الفاظ تیر کی طرح چبھتے اور وہ اکثر لڑپرتا جبکہ تیمور ان سب سے سہم جاتا تھا۔ عالیہ انہیں فون کرتی رہتی لیکن ان میں سے کسی نے اس بات کا ذکر اس سے نہیں کیا۔

ایک دن ایک لڑکے نے اسے خوب چھیڑا اور تیمور کو دھکا دیا جس پر اسکی اس سے لڑائی ہو گئی اور اسنے اس لڑکے کو خوب پیٹا۔ اسکے بعد اس لڑکے کے باپ نے عالیان کو ڈنڈے سے مارا۔ مار کھانے کے بعد اسکے جسم میں بہت درد تھا لیکن وہ تکلیف برداشت کرتا انکے لئے کھانا بنا رہا تھا۔ منزل نے اسے زبردستی ایک جگہ بیٹھا کر کھانا بنایا اور کھانے کے بعد اسے دوائی دی۔



"عالی ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں" منزل نے اسکا سو جھا چہرہ اور پریشانی دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم کہاں جائیں گے" اسنے پریشانی سے کہا

"اللہ کی زمین بہت بڑی ہے۔۔۔ کہیں بھی چلے جائیں گے لیکن یہاں نہیں رہیں گے۔۔۔ اگر ہم یہاں رہے تو یہ سب ہمیں اسی طرح تنگ کرتے رہیں گے۔۔۔ تیمور اور فیضی پر اس سب کا بہت اثر ہو رہا ہے۔۔۔ ہم یہ شہر ہی چھوڑ دیں گے تاکہ کوئی ہمیں پہچان نہ سکے۔" منزل نے تاسف سے کہا۔

"ہمم۔۔۔ عالیہ باجی نے جو پیسے دئے تھے ان میں سے کافی پیسے بچے ہوئے ہیں۔۔۔ امی کی بھی کچھ سیونگس ہیں۔۔۔ میں عالیہ باجی سے مشورہ کرتا ہوں" عالیان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا کیونکہ یہاں رہنا اب ان سب کے لئے بہت مشکل تھا۔

عالیہ نے ساری صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں کراچی جانے کا کہا۔ وہ چاروں یہ گھر چھوڑنے پر بہت افسردہ تھے خاص کر عالیان کیونکہ یہاں اسکی ماں کی خوشبو بسی تھی اسکی ہنسی کی گونج بسی تھی۔ یہاں کے کونے کونے میں اسکی یادیں بسی تھی۔ وہ تکلیف کے آخری مراحل سے گزر رہا تھا۔ وہ رویا نہیں لیکن دکھ سے نڈھال ہو گیا

تھا۔ بہت دُکھی دل کے ساتھ اس نے اس جگہ کو الوداع کہا لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں کیونکہ اسے یقین تھا ایک دن جب وہ زندگی میں مضبوط ہو جائے گا تو دوبارہ اس جگہ ضرور آئے گا پھر یہ ہجرت انکی مجبوری اور ضرورت بھی تھی۔

وہ سب ضروری سامان لے کر بس کے ذریعے کراچی پہنچے۔ کراچی کوروشنیوں کا شہر کہا جاتا ہے جہاں مختلف مذہب، زبان، رنگ و نسل کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی شاہراہیں دن رات مصروف دکھائی دیتی ہیں۔ اسے "چھوٹا پاکستان" کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ اسی خوبصورت اور آباد شہر میں وہ چاروں اپنا نام اور مقام بنانے کے عزم سے آئے تھے۔ کراچی شہر میں بسنا اور ایڈجسٹ کرنا آسان نہیں تھا لیکن اگر ارادہ مضبوط اور حوصلے بلند ہو تو کوئی چیز بھی ناممکن نہیں۔

یہاں عالیہ نے اپنی دوست سے کہہ کر انکے لئے ایک فلیٹ کرایہ پر لے لیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ کتنے خود دار ہے اور کسی کے ساتھ نہیں رہیں گے۔

"بہت شکریہ آپ کا انکل اور انٹی آپکا بھی" عالیان نے گھر دیکھ کر عالیہ کی دوست رضیہ اور اسکے شوہر سے کہا۔ یہ دو کمروں پر مشتمل فلیٹ تھا ساتھ ہی چوری کو من اور کونے پر چھوٹا سا بچن تھا۔

"شکریہ کیسا بیٹا ہمیں تو آپ جیسے پیارے بچوں کے لئے کچھ کر کے بہت خوشی ہوئی اور اگر آپ ہمارے ساتھ رہتے تو ہمیں بہت اچھا لگتا۔" رضیہ کا شوہر معین ہمدرد انسان تھا اور رضیہ سے انکی کہانی سننے کے بعد وہ ان چھوٹے بچوں سے بہت متاثر ہوا تھا تبھی ہنستے ہوئے کہا تو عالیان بھی مسکرایا۔

"انکل انٹی آپ بیٹھیں۔۔۔ میں آپکے لئے پانی لاتا ہوں" منزل نے ایک شاپر سے گلاس اور بوتل نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا بہت شکریہ۔۔۔ میں نے ساری ضرورت کی چیزیں رکھوا دی ہیں اور دو وقت کا کھانا بھی بنا کر کچن میں رکھ دیا ہے۔۔۔ اگر کچھ کام ہو تو میرا نمبر تو آپکے پاس ہے کال کر لینا" رضیہ نے پیار سے کہا

"آپنے تکلف کیا" عالیان نے کہا تو ان دونوں نے اسے خفگی سے دیکھا۔ عالیان نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا ان تینوں نے بھی شکریہ کہا وہ دونوں میاں بیوی مسکرا دئے۔

"انکل آپ بیٹھیں مجھے آپکا مزید ایک فیور چاہیے ہوگا" عالیان نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان چاروں کے ساتھ وہ بھی کومن میں رکھے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"انکل مجھے قریب ہی ایک دکان کرایہ پر چاہیے تاکہ میں فاسٹ فوڈ کا کام شروع کر سکوں" عالیان نے سنجیدگی سے کہا تو دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیا تمہیں اس کام کا کوئی آئیڈیا ہے؟" رضیہ نے کہا تو وہ تینوں دھیماسا مسکرائے جبکہ عالیان نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ عالیان جانتا تھا کراچی کے لوگ کھانے پینے کے کتنے شوقین ہیں اور ذائقہ اللہ تعالیٰ نے اسکے ہاتھ میں دیا تھا۔ اس لئے اسنے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ وہ یہی کام شروع کرے گا کیونکہ اس بڑے شہر میں نوکری ڈھونڈنا بہت مشکل تھا۔

"انٹی عالی بھائی بہت اچھا پکاتے ہیں اور تو اور وہ حیدرآباد میں ایک ہوٹل مس جو ب بھی کرتے تھے۔" تیمور نے فخر سے بتایا

"گویا سب سوچ کر آئے ہو" معین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے میں آج ہی کسی سے بات کر کے آپکو دو تین میں جواب دیتا ہوں" معین صاحب نے کہا۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔



گا۔ یہاں پر بھی عالیان نے اپنی ذہانت کے جھنڈے گھارے اور میٹرک میں ٹوپ کیا جس کی بدولت اسے ایک اچھی کالج میں اسکالرشپ پر داخلہ مل گیا۔

دوسری طرف انکی برگر کی دکان میں بھی آہستہ آہستہ وسعت آنے لگی اور اب برگر کے علاوہ دوسری فاسٹ فوڈ آئیٹم کا بھی اضافہ ہوتا گیا۔ کرایہ کے گھر کو چھوڑ کر انہوں نے پی سی ایچ ایس کی ایک سوسائٹی میں اپارٹمنٹ لیا اور وہاں شفٹ ہو گئے۔ عالیان نے کوکنگ کلاس لے کر اور کچھ یوٹیوب سے سیکھ کر اپنے ٹیلینٹ کو مزید نکھارا۔ لوگ دور دور سے انکی ہوٹل پر کھانے کے لئے آتے۔ وہ چاروں ہوٹل کے ساتھ پڑھائی بھی کرتے رہے کیونکہ انکی تبسم ماما اور خالہ کا سپنا تھا جسے پورا کرنا وہ اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔

وقت گزرتا گیا اور کامیابی انکے قدم چومتی رہی جس میں سب سے بڑا کردار عالیان کا تھا۔ اس کرایہ کی دکان کو چھوڑ کر انہوں نے کراچی کی مشہور فوڈ اسٹریٹ پر ہوٹل کھولی۔

وہ انہیں ہر وقت پڑھائی میں مصروف رکھتا اور خود محنت کرتا۔ رات کو گھر جانے کے بعد وہ خود پڑھتا تھا۔ وہ دونوں تو عالیان کی ڈانٹ سے بیٹھ جاتے لیکن مزمل ہر قدم

اسکے ساتھ ہی رہتا اور اسکی ایک نہیں سنتا۔ وہ دونوں بھی کچھ وقت نکال کے عالیان کی مدد کروادیتے تھے کیونکہ جیسے جیسے کام بڑھتا تھا عالیان کے لئے اکیلے سب مینیج کرنا مشکل ہوتا۔ وہ چاروں جیسے جیسے بڑے ہوتے ہو گئے انکا چارم مزید نکھرتا گیا۔ وہ تینوں کسرتی جسم تھے جبکہ تیمور دبلا پتلا ہو کے بھی ہینڈ سم تھا۔ اس اسٹریٹ کے خوبصورت لڑکوں میں انکا شمار ہونے لگا۔ وہ چاروں ہینڈ سم اور مغرور شہزادوں کے نام سے مشہور تھے۔ لڑکیاں انکی ہوٹل پر کھانے کم اور انہیں دیکھنے زیادہ آتی تھی جتنکی انہیں رتی برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔

انکے کام نے دن دگنی رات چگنی ترقی کی عالیان نے ایم بی اے کے علاوہ اون لائن ہوٹل مینیجمنٹ میں ڈپلومہ کیا اور اپنی محنت سے ہوٹل کو چار چاند لگا دئے۔ منزل نے بھی اسکے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایم بی اے کیا۔ فیضان ایم کام کر رہا تھا جبکہ تیمور اے۔ سی۔ سی۔ اے (A.C.CA) کر رہا تھا۔ ان لوگوں نے ثابت کیا کہ جہاں چاہ ہو وہیں راہ ہوتی ہے۔ ان سب میں وہ رضیہ اور معین صاحب کو بلکل فراموش نہ کر پائے۔ انکی دو بیٹیاں رائمہ اور نائمہ تھیں جنہوں نے انکی بہن کی کمی پوری کی۔ معین صاحب کے لئے بھی وہ بیٹوں سے کم نہیں تھے۔ ان دونوں بہنوں کی شادی



میں بھی ان چاروں نے بھائی کا فرض نبھا کے انہیں رخصت کیا۔ انکے بے حد اسرار پر بھی وہ دونوں انکے ساتھ اپارٹمنٹ شفٹ نہیں ہوئے تھے۔ زندگی میں کامیاب ہونے کے بعد وہ حیدر آباد اپنے پُرانے گھر گئے تھے اور وہاں سے تبسم کی بہت سی چیز لے کر آئے تھے۔ اس دن عالیان خوب رویا تھا اور ساتھ ان تینوں کو بھی رُلا گیا تھا۔ انہوں نے بھی اسے رونے دیا تھا کہ اسکا دل ہلکا ہو۔

©TM©TM®TM©®TM®

ناشتہ کے بعد تیمور اپنے دوستوں میں چلا گیا جبکہ فیزی یونی چلا گیا۔ اب ڈائمنگ ٹیبل پر منزل اور عالیان ہی باقی تھے۔

"کیا بات ہے مزہ کی کافی ٹینس لگ رہے ہو۔۔۔ کوئی پرابلم ہے؟ عالیان نے اسکی پریشان صورت دیکھتے ہوئے کہا جواب خالی پلیٹ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ ناشتہ بھی اسنے تھوڑا بہت ہی کیا تھا۔

"ریسٹورینٹ نہیں جاؤ گے" منزل نے اسکے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے انکے



موجود تھی۔ یہ ایک سیکریٹ روم تھا۔ دیواروں پر لائٹ گرے رنگ کیا ہوا تھا۔ کمرے میں بلیک کلر کی خوبصورتی سے بنائی گئی بک شیلف جن پر مختلف موضوعات پر کتابیں رکھی گئی تھیں اور وسط میں خوبصورت سی بلیک رنگ کی ہی سٹڈی ٹیبل جس کے آمنے سامنے دو کرسیاں موجود تھی یہی اس روم کا کل فرنیچر تھا۔ ٹیبل کے سینٹر میں ایک سٹڈی لائٹ رکھی گئی تھی۔ اسکے ساتھ ہی عالیان کالیپ ٹاپ موجود تھا۔ عالیان اپنی کرسی پر براجمان ہوا تو منزل بھی اسکے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب بتاؤ کیا بات ہے؟" عالیان نے اسکی پریشان صورت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شہباز بھٹی کا نام تو سنا ہوگا" منزل نے ایک سرد آہ خارج کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی نہ جس کا فروٹ اور سبزی امپورٹ ایکسپورٹ کرنے کا کاروبار

ہے۔" عالیان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی لیکن اسکا صرف پھل وغیرہ کے امپورٹ ایکسپورٹ کا نہیں بلکہ منشیات اور

دوسری اسمگلنگ کا بھی کام ہے" منزل نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا ہے۔

"تشویشناک بات کیا ہے وہ بتاؤ" عالیان سیدھا مدعے پر آیا۔

"آج شام اسکا ایک کنٹینر نکلے گا جن میں منشیات کے علاوہ نو عمر اور جوان لڑکیاں بھی روانہ کی جائے گی۔۔۔ اور یہ معلومات مجھے ابھی ناشتے سے پہلے ہی معلوم ہوئی ہے۔۔۔ ٹینشن کی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس صرف آٹھ گھنٹے ہیں جن میں ہمیں یہ کام انجام دینا ہے کیونکہ پانچ بجے کے بعد پہرہ سخت ہو گا اور انکی نکلنے کی تیاری ہوگی۔" عالیان نے پوری تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے ایک فائل اسکے سامنے کی جس میں شہباز بھٹی کی ساری معلومات موجود تھی۔

"ہمم۔۔۔ آٹھ گھنٹے کافی ہیں۔۔۔ ہم اس سے پہلے ہی اس شہباز کا منصوبہ ناکام بنا دیں گے۔" عالیان نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"عالی یہ سب اتنا آسان نہیں۔۔۔ وہ کوئی معمولی شخص نہیں ہے اس پر ہاتھ ڈالنا بہت مشکل ہے" مزمل نے فکر مندی سے کہا۔

"مشکل ہو گا لیکن ناممکن نہیں اور ویسے بھی آسان ہدف عالیان کو پسند نہیں۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسکی فائل اسٹڈی کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اپنا پلین ترتیب دے چکے تھے۔

©R©R©R©R©R©R©R

ایک پرانی کھنڈر عمارت میں چار پانچ جوان لڑکے بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ پاس ہی انکے شراب کی بوتل رکھی ہوئیں تھیں جن میں سے وہ گھونٹ گھونٹ پی رہے تھے۔ ٹیپ ریکارڈر میں فل ولیم میں گانے بج رہے تھے۔ دور ایک پیر کی اوٹ میں چُھپے دو نفوس انکی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ جب انہیں محسوس ہوا کہ اب وہ مکمل نشے میں ہیں تو انہوں نے اپنے قدم اس عمارت کی جانب بڑھادئے۔

ایک بوڑھا آدمی لڑکھڑاتے ہوئے جب انکی ٹیبل سے ٹکرایا تو ریڈ شرٹ میں موجود لڑکا اقدم غصہ میں کھڑا ہوا۔ دوسرے لڑکے نے ٹیپ بند کیا

"کون کمینہ ہے" اس لڑکے نے چیختے ہوئے کہا وہ بوڑھا آدمی فوراً گھبرا کے دو قدم پیچھے ہوا۔

"معاف کرنا بچے۔۔۔ وہ دراصل بس عمر کا تقاضا ہے کبھی کبھی لڑکھڑاتا ہوں" اس بوڑھے شخص نے اپنی بھاڑی آواز میں غصے سے کھڑے لڑکے کو دیکھتے ہوئے ہچکچاکے کہا۔

"کوئی بات نہیں چاچا۔۔۔ دھیان سے چلا کرو" اسکی عمر دیکھ کر اُسکا جوش بھی کم ہوا تو آہستگی سے کہا لیکن لہجے میں لڑکھڑاہٹ موجود تھی۔

"چاچا آپ یہاں کیسے آگئے" یلو پرنڈٹ شرٹ میں موجود لڑکے نے کچھ برہمی سے کہا کیونکہ یہ سنسان علاقہ تھا۔

"ارے بیٹا کیا بتاؤں یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔۔۔ محلے کا لڑکا حاجی صاحب کے پاس چھوڑ کر گیا تھا پھر وہاں سے واپسی میں اکیلا ہی نکل آیا اور بس رستہ بھٹک گیا۔۔۔۔۔ چلتے چلتے یہاں آگیا۔" اس بوڑھے شخص نے اپنے لہجے میں بے بسی طاری کرتے ہوئے کہا اور اپنی جیب سے ایک فیر (face) ماسک نکال کر پہنانا چاروں کو بھی بیچارے کی حالت پر رحم آیا۔

"اوائے۔۔۔۔۔ چا۔۔۔۔۔ چا۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ ماس۔۔۔۔۔ سک۔۔۔۔۔ کیوں پہنا" ایک نشے میں ڈھت لڑکے نے اٹکتے ہوئے کہا۔

"۔۔۔۔۔ چا۔۔۔۔۔ چا۔۔۔۔۔ لگتا ہے بیچارے کی گاڑی سلو ہے۔۔۔۔۔ ارے بچے تمہیں معلوم نہیں کارونا وائرس چل رہا ہے حکومت کی ہدایت ہے ماسک پہن کر ہی گھر سے نکلنا چاہیے اور پھر یہاں تو دھول مٹی اور بدبو بھی کتنی ہے۔۔۔۔۔ مجھے تو سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے" بوڑھے شخص نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ چاروں پریشان ہو گئے اور اسے اپنی کرسی پر بیٹھایا۔ پیچھے موجود شخص نے اسکی کارد گردگی کو

سراہا اور اپنے قدم عمارت کی طرف کئے کیونکہ اب انکا رخ داخلی دروازے کی دوسری طرف تھا۔

"س۔س۔سانس۔۔۔ہو۔ر۔ہا ہے" بوڑھے نے لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے کہیں مر مر اگیا تو باس اپن کو پکڑے گا کہ غیر شخص یہاں کیسے آیا" ایک لڑکے نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ارے چچا اپنا فون نمبر یا ایڈریس بتاؤ یہ بہادر تمہیں چھوڑ آئے گا" ایک لڑکے نے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بوڑھے نے ایک سپر جس پر موبائیل نمبر لکھا ہوا تھا اس لڑکے کی جانب بڑھایا جبکہ لمبے لمبے سانس لینا اب بھی جاری تھا وہ اپنے موبائیل میں نمبر ملانے لگا لیکن ایک بار نمبر ملانے پر غلط نمبر درج کا بتایا گیا اسنے جھنجھلا کر دوبارہ ڈائیل کیا۔ اتنی دیر میں اس بوڑھے نے اپنی جیب سے ایک اسپرے نما چھوٹی بوتل نکالی اور انکے کچھ سمجھنے سے ہی پہلے ان پر اسپرے کر دیا۔

"اے۔ج۔ج۔چاچا یہ کی ک۔ کر رہے ہو" ایک لڑکے نے اس پر جھپٹنے کی کوشش کی تو وہ انکے نیچے سے نکل گیا۔

"نہ نہ بیٹا یہ غلطی مت کرنا۔۔ گھبرانا مت یہ سلیپنگ اسپرے ہے تو مرو گے نہیں۔ تم سب کو بس کچھ گھنٹوں کے لئے سکون کی نیند دے رہا ہوں۔۔ چلو شاباش سو جاؤ۔۔ تمہارا نشہ بھی اتر جائے گا" منزل نے ہنستے ہوئے انکی آدھی کھلی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پانچ منٹ کے اندر وہ سب مکمل ہوش سے بیگانا ہو چکے تو وہ بھی عمارت کی طرف بڑھ گیا جہاں عالیان اسکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اندر پہنچا تو عالیان چار آدمیوں کو ٹھکانے لگا چکا تھا۔

"تُسی گریٹ ہو عالیان بھائی" منزل نے نعرہ لگایا اور ارد گرد نظریں دوڑانے لگا "نوٹسکی اب کام کی طرف توجہ دو" تبھی اسے عقب سے عالیان کی آواز سُنائی دی وہ فوراً پیچھے گھوما۔

"یس باس۔۔ کیا ایڈیٹ ہیں" منزل نے سیلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "اس طرف کے سارے روم میں چیک کر چکا ہوں سبزیوں اور پھلوں کے کارٹن میں منشیات اور اسلحہ موجود ہیں۔۔ تیمور کو میسج کر دیا ہے وہ پہنچنے والا ہے یہاں کا باقی کام وہ سنبھال لے گا" عالیان نے اسے آگاہ کیا اور دونوں اسی روم کی طرف گئے۔ ایک روم کھولا تو وہ خالی تھا پھر دوسرے روم کی طرف گئے۔



"لاک ہے" منزل نے روم کے نہ کھولنے پر کہا عالیان نے اپنی جیب سے ایک پن نکالتے ہوئے لاک میں گھمائی۔ تیسری کلک کی آواز سے ہی روم کھل گیا۔

اندر کا منظر دیکھ کر انہوں نے جہاں سکون کا سانس خارج کیا وہیں ان لڑکیوں کو دیکھ کر انہیں افسوس بھی ہوا۔ وہ غالباً ۲۵-۲۰ لڑکیاں تھیں جو ایک کونے پر ڈری سہمی سی بیٹھیں تھیں۔ ان میں سے کئی کے چہروں پر تھپڑوں کے نشان، بازو اور پاؤں پر بھی زخم کے نشان نظر آ رہے تھے۔

"بچیوں ڈرنے کی ضرورت نہیں اب آپ لوگ محفوظ ہیں۔۔۔۔۔ جلدی چلیں اس سے پہلے کہ یہاں دوبارہ کوئی آجائے۔" عالیان نے اپنی بھاری آواز میں کہا تو ان سب نے ایک دوسرے کی طرف حیرانگی سے دیکھا اور پھر دوبارہ عالیان اور منزل کو دیکھا۔

"آپ سچ کہ رہے ہیں کئی پھر کوئی دھوکا تو نہیں" ان میں سے ایک لڑکی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو عالیان کو شہباز پر جی بھر کے غصہ آیا۔

"نہیں بچے۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کو کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔"

"کیا آپ پاکستانی فوج یا ایجنٹ ہیں" ان میں سے ایک لڑکی نے معصومیت سے کہا

عالیان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"نہیں ہمارا تعلق کسی ادارے سے نہیں لیکن آپ ہمیں اپنا محافظ سمجھیں۔۔۔ جس طرح ایک بھائی ہوتا اپنی بہنوں کا محافظ" عالیان نے رسان سے کہا ان سب کے چہرے پر کچھ سکون آیا۔

"جلدی چلیں یہاں رُکنا خطرے سے خالی نہیں" منزل نے کہا تو وہ سب ڈری سہمی لڑکیاں کھڑی ہو گئی سوائے ایک کے۔ اسی وقت تیمور بھی داخل ہوا۔

"بھائی جیسا آپ نے کہا تھا سب ہو گیا ہے۔۔۔ باہر گاڑی آگئی ہے اور آپ کو بتایا ہوا سامان بھی۔" تیمور نے بتایا چونکہ عالیان نے اسے وہاں موجود تمام آدمیوں کو دور گودام میں بند کرنے کا کہا جسے وہ اپنے دوست بلال کی مدد سے کر چکا تھا عالیان نے اسکی بات پر اثبات میں سر ہلایا۔

"تم دونوں انہیں لے کر نکلو میں پیچھے آ جاؤں گا۔" عالیان نے کہا دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلیں" منزل نے کہا ان سب نے ایک لڑکی طرف اشارہ کیا جس کی آستین پھٹی ہوئی

تھی چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ان تینوں نے اسے دیکھتے ہوئے اپنے لب بھینچے۔ عالیان نے تیمور کے ہاتھ سے شاپرلی اور ایک چادر نکال کر اس لڑکی کے پاس گیا۔ اسکے گرد چادر اوڑھائی تو اس چھوٹی لڑکی نے جس کی عمر میں ۱۸ سال سے زیادہ نہیں تھی نے اپنی آنسو سے بھڑی آنکھوں کو اٹھا کر اسے دیکھا۔ عالیان نے اسے دیکھ کر نظریں چرائی۔

"چلیں بیٹا" عالیان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"آپ پلیز مجھے یہیں مار کے کہیں دفنادیں۔۔۔ میں یہاں سے باہر جا کر لوگوں کی نظروں کو مقابلہ نہیں کر سکتی" اس لڑکی نے روتے ہوئے کہا عالیان نے اذیت سے اپنی آنکھیں میچیں لیکن جواب کوئی نہیں دیا۔

"پ۔پ۔ پلیز بھائی۔ کچھ بھی کر کے مجھے مار دیں میں نہیں جینا چاہتی۔۔۔ ہم یہاں کافی دنوں سے قید ہیں۔۔۔ عورت اگر ایک دن بھی گھر سے غائب رہ لے تو اسکی عزت پر حرف آجاتا ہے اسکی عظمت کو روند دیا جاتا ہے اسے ہر خوشی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔۔۔ یہ دنیا ہم پر ہماری زندگی تنگ کر دیگی۔۔۔ یہ لوگ ہم سے ہمارا سب کچھ چھین چکے ہیں اب تک تو ہمارے ماں باپ بھی ہمیں مردہ تصور کر چکے ہونگے اور اگر ہم یہاں سے گئے بھی تو کوئی ہمیں ایکسیپٹ نہیں کرے گا۔ ہمیں زندہ دیکھ کر ہمارے

ماں باپ روز جنیں گے روز مریں گے۔ اُس اذیت بھڑی زندگی سے اچھا تو آپ یہیں  
 مار دیں۔۔۔ روز روز موت سے ایک بار مرنے کی تکلیف سہنا بہتر ہے " اس لڑکی نے  
 اپنے چہرے پر نکلتے آنسو کو رگڑتے ہوئے کہا۔

" یہ صحیح کہ رہی ہے۔۔۔۔ یہاں سے باہر نکل کر یہ دنیا ہمیں جینے نہیں  
 دیگی۔۔ ہمارے اندر جینے کی کوئی اُمنگ کوئی چاہ کوئی خواہش نہیں رہی۔۔۔ سب ختم  
 ہو گیا۔ ویسے بھی تو کوئی ہمیں ایکسیپٹ نہیں کرے گا اور اگر ہمارے ماں باپ ہمیں اپنا  
 بھی لیں گے تو یہ معاشرہ یہاں کے بسے لوگ ہمیں طعنے دے دے کر مار ڈالیں  
 گے۔۔ ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے گھر والوں کو روز ایک نئی اذیت سے گزرنا ہو گا تو  
 بہتر نہیں ہے کہ ایک بار ہی مار کر ہم پر قتل پڑھ لیا جائے گا۔۔۔ ہم کس کس کو اپنی  
 بے گناہی کا ثبوت دیں گے۔۔۔ کس کس کو بتائیں گے کہ ہم پاک ہیں۔۔۔ اغوا شدہ  
 لڑکی کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔۔۔ پلیز ہمیں یہیں مار دیں " ایک دوسری لڑکی نے بھی  
 کہا باقی سب نے بھی روتے ہوئے اسکی تائید کی۔ ان سب کا دکھ سا نچھتا تھا اور وہ تینوں  
 اس وقت بے بسی کی آخری سہج پر تھے۔ انکا دکھ انہیں دل میں اُترتا ہوا محسوس ہو رہا  
 تھا۔ ایسی کتنی ہی لڑکیاں ظلم و زیادتی کا شکار ہو کر زندہ درگور ہو جاتی ہیں لیکن انکے لئے

کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ہوتا۔

"کیا موت ہی ان سب کا حل ہے۔۔۔ اگر مر کر ہی تمام مسائل حل ہو جاتے تو ہر کوئی یہاں خود کشیاں کرتا ہوا نظر آئے گا" عالیان نے رسائیت سے کہا اور ایک نظر ان سب کو دیکھا جو اب بھی رو رہیں تھیں۔

"آئے دن کئی لڑکیوں کی عزتوں کو پامال کیا جاتا ہے کتنی ہی کلیاں مسل دی جاتی ہیں۔ انہیں مار دیا جاتا ہے یا پھر آپ لوگوں کی طرح وہ بھی موت کو ہی گلے لگانا پسند کرتی ہونگی لیکن یہ کوئی حل تو نہیں۔۔۔ ان حوس کے پوجاریوں کو کوئی روکنے والا نہیں۔۔۔ ایسے تو ان حادثات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔۔۔ کب تک عورت کی عظمت کو پاؤں تلے رونداجائے گا۔۔۔ ہمارے مذہب نے عورت کو بہت اونچا مقام دیا ہے اسی لئے تو اسے قیمتی اشیاء کی طرح باحفاظت پردے میں رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور آپ لوگ کس معاشرے کی اور کن لوگوں کی بات کر رہی ہیں۔۔۔ وہ لوگ جو اگر کوئی کالا ہے تو بھی اسے ٹیس کرے گا۔۔۔ کوئی گورا ہے کوئی موٹا ہے یا کوئی پتلا وہ ہر حال میں اسے تنگ کریں گے کسی کو چین سے جینے ہی کب دیتی ہے یہ دنیا۔۔۔ لوگوں کا تو کام ہی ہے ہر بات میں نقص نکالنا۔۔۔ یاد رکھنا معاشرے میں اپنا نام اپنا مقام خود بنانا ہوتا



انکے چہرے سے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا۔

"آپکی بات صحیح ہے۔۔۔ ہمیں لڑنا ہو گا ہر اُس لڑکی کے ظلم کا بدلہ لینا ہو گا جو درندگی کا نشانہ بنی لیکن ہم اپنے گھر نہیں جاسکتے نہ ہی کسی دارالامان۔۔۔۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے وہاں ہماری عزت محفوظ ہوگی کہ نہیں" ان میں ایک لڑکی جس کی عمر غالباً بیس برس کی تھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اگر مجھ پر بھروسہ ہے تو میرا ایک اپارٹمنٹ خالی ہے آپ لوگ وہاں چلیں۔۔۔ میں یقین دہانی کروانا ہوں کہ آپ سب کو وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی" عالیان نے انہیں تجویز پیش کی تو وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگی اور سب نے اثبات میں سر ہلایا گویا وہ اس بات سے متفق تھیں۔ عالیان کے ساتھ منزل اور تیمور کے بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"تم ان کو لے کر جاؤ میں بعد میں ملتا ہوں" عالیان نے ان دونوں کو کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا جس پر وہ ایک بار پھر پریشان ہو گئیں۔

"فکر کی بات نہیں۔ یہ میرے بھائی ہیں۔۔۔ میرا نام عالیان ہے اور یہ منزل اور یہ تیمور ہے اسکے علاوہ فیضان ہے جو اس وقت موجود نہیں اور آج سے ہم آپکے بھائی

ہیں۔ آپکے محافظ۔۔ اس لئے آپ میں سے کسی کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں "عالیان نے انکی الجھن دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیں اور یہ اتنی دیر میں پہلی مسکراہٹ تھی۔

"چلیں۔۔ ہمیں پانچ بجے سے پہلے نکلنا ہوگا" منزل نے کہتے ہوئے اس کمرے میں موجود پچھلے گیٹ کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ وہ بھی عالیان کے اشارہ کرنے پر اسکے پیچھے گئیں۔

"بھائی دھیان سے کیجئے گا سب۔۔ ہم گھر پر آپکا انتظار کر رہے ہیں" تیمور نے اس سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"میرے بھولے جب تم گھر پہنچو گے تو مجھے اپنے سامنے پاؤ گے۔" عالیان نے اسکی کمر پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ تیمور اس سے الگ ہو کر مسکرا دیا اور باہر نکل گیا۔ انکے جانے کے بعد عالیان روم سے باہر آیا جہاں چار گیس سلینڈر موجود تھے جو تیمور اسکے کہنے پر رکھ کر گیا تھا۔ اپنے چہرے پر ماسک لگانے کے بعد وہ دونوں روم میں سلینڈر رکھ چکا تھا جن کا گیس لیک ہو رہا تھا اور باہر نکل کر ماسک کی تیلی پھینکی اور خود جلدی سے عمارت سے باہر نکل گیا۔ کچھ ہی دیر میں عمارت آگ کی لپٹ میں آگئی تھی۔ پوری



عمارت سے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ عالیان یہ منظر دیکھ کر طنزیہ ہنسا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

©©©©©©©©©©©©

"نوشی بیٹا ذرا کچن میں ہانڈی دیکھ کر آنچ کم کر دو۔۔۔ میں تسبیح پوری کر لوں" زبیدا بیگم نے اندر سے ہی آواز لگائی کیونکہ گھٹنوں کے درد کی وجہ سے وہ بار بار کھڑی نہیں ہو سکتی تھیں۔ نوشین جسے سب پیار سے نوشی کہتے تھے اس وقت بچوں کو ٹیوشن پڑھا رہی تھی۔ اپنی والدہ کی آواز سن کر وہ بچوں کو ہدایت دے کر کچن میں گئی۔ ہانڈی میں چمچا گھومنے کے بعد اس نے پانی پیا اور جب وہ واپس آئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ غصے سے بولی۔ دو خوبصورت سے بچے جو تھوڑی دیر پہلے معصوم بنے اپنے کام میں مصروف تھے اب جانی دشمنوں کی طرح لپکے ہوئے ایک دوسرے کے بال کھینچنے میں مصروف تھے۔ اسکی آواز سن کر فوراً سیدھے ہوئے۔

"تم لوگوں کو میں یاد کرنے کا کہہ کر گئی تھی اور تم دونوں یہاں جنگلی بلیوں کی طرح ایک دوسرے کے بال نوچ رہے ہو۔" نوشی نے ان دونوں کے بگھڑے حلے کو دیکھتے

ہوئے کہا جواب بھی ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے  
 "ارے باجی بلی کہاں ایک دوسرے کے بال کھینچتی ہیں" گول مٹول سرخ گال والے  
 حارث خان جسے سب چھوٹو بھی کہتے تھے نے گویا اسکی عقل پر ماتم کیا تو نوشی نے اسے  
 گھور کر دیکھا۔ حارث نے فوراً نظریں جھکا لیں۔

"تم بتاؤ علی کیوں لڑ رہے تھے" نوشی نے اب دوسرے دبلے پتلے بچے کو مخاطب  
 کرتے ہوئے کہا۔

"باجی وہ۔۔۔" حارث دوبارہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی نوشی نے اسے غصے سے چُپ  
 رہنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گیا جبکہ علی نے اسکی بے عزتی پر اپنی ہنسی پر قابو کیا۔

"میں اپنا کام کر رہا لیکن اسنے میری میٹھس کی کاپی لے کر سارا کام مٹا دیا۔۔۔ اور پھر  
 مجھے سڑی ہوئی بھنڈی بھی کہا" علی نے معصوم شکل بنا کر کہا۔

"ہاں تو کل اسنے ہماری کاپی چھپا دی تھی" حارث نے بھی اسکی شکایت لگائی۔

"علی بُری بات ہے کل یہ کاپی کے لئے کتنا پریشان ہوا تھا اور تم کل کی بات تھی تو آج

کیوں لڑ رہے تھے۔" نوشی نے دونوں کو ڈپٹتے ہوئے کہا۔ باقی سب بچے بھی اب اپنا

کام چھوڑے ان دونوں کی لڑائی سے لطف ہو رہے تھے۔ انکار و زکا یہی معمول تھا۔

"تو آج اسنے ہمیں آلو کہا ہے۔۔۔ اب ہم موٹا ہے تو یہ ہم کو یوں تنگ کرے گا" حارث نے مگر مجھ کے آنسو نکالتے ہوئے کہا۔ نوشی کو اسکی ایکٹنگ پر ہنسی تو بہت آئی لیکن اسنے بروقت قابو پایا۔

"علی کتنی بُری بات کسی کو یوں تنگ نہیں کرنا چاہیے۔" نوشی نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"باجی اسنے بھی مجھے بھنڈی کہا ہے" علی نے فوراً احتجاج کیا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"سڑی ہوئی بھنڈی" علی کے برابر میں بیٹھے عارش نے فوراً تصحیح کی علی نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ حارث نے اسے غصے سے دیکھا۔

"ہاں تو شروعات اسنے کی تھی اور مزہ بھائی کہتے ہیں کوئی تم پر ظلم کرے تو تم فوراً اپنا بدلہ لو تا کہ تمہیں کوئی کمزور نہ سمجھے" نوشی کا رخ اپنی طرف دیکھ کر اسنے اپنا دفاع کیا۔

"اف! منزل۔۔۔۔۔ خان یہ ظلم ہے" نوشی نے غصے سے منزل کا نام لیا جو  
نجانے اسے کیا کیا سکھاتا تھا گویا وہ سامنے ہو تو ابھی اسے کچا چبا جاتی پھر دوبارہ حارث کو

مخاطب کیا۔

"ہاں تو۔۔ ایک صحت مند بچے کو موٹا آلو کہنا ظلم ہی ہے۔۔ اب اسکا اماں اسکو دیسی گھی کے پراٹھے نہیں کھلاتا تو یہ سوکھی بھنڈی اب مجھے یوں تنگ کرے گا" حارث نے جتنی سنجیدگی سے کہانوشی کے لئے ہنسی روکنا اتنا ہی مشکل کیا۔

"باجی" علی نے پھر اپنا احتجاج بلند کیا۔

"بس خاموش شرافت سے دونوں بیٹھو اور یاد کرو اپنا اور تم حارث جو کام تم نے اسکا مٹایا وہ کر کے دو گے پھر گھر جاؤ گے اور علی تم نے اسکی کاپی چھپائی اسکے لئے آدھا گھنٹہ لیٹ گھر جاؤ گے۔۔۔ باقی سب جلدی سے اپنا کام کریں" نوشی نے اب دونوں کی نہ ختم ہونے والی بحث کو اپنے غصے سے ختم کیا تو دونوں نے منہ بسور کے ایک دوسرے کو دیکھا۔ باقی سب بھی باجی کا غصہ دیکھ کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے کہ کہیں ان دونوں چکر میں انکی جھٹھی بھی بند نہ ہو جائے۔ نوشی بھی ان ان سب میں مصروف ہو گئی۔

©©©©©©©©©©

نوشین عمران صاحب اور زبیدہ بیگم کی اکلوتی اولاد ہے جسے انہوں نے بہت ہی لاڈ سے پالا تھا۔ یہ لوگ عالیان کی ہی سوسائٹی کے رہائشی ہیں۔ عمران صاحب بینک میں مینیجر کی پوسٹ پر تعینات تھے۔ انکی تنخواہ بھی اچھی تھی۔ زبیدہ بیگم ایک کفایت شعار عورت تھیں اور انکی یہی عادت انکی بیٹی میں بھی تھی۔ نوشی اسقدر خوبصورت اور پیاری تھی اور اسکے وجود نے اسکے ماں باپ کو مکمل کر دیا تھا۔ وہ نہایت ہی سلیقہ شعار اور فرمانبردار بیٹی ثابت ہوئی تھی اور اسکے ماں باپ ہر وقت اسکے اچھے نصیب کے لئے دعا گو تھے۔ لوگ سچ ہی کہتے ہیں بیٹیوں سے نہیں انکے نصیب سے ڈر لگتا ہے۔

نوشی بی ایس سی کی طالب علم ہے اور اپنے شوق کے لئے وہ شام کو ٹیوشن پڑھاتی تھی جس میں زیادہ تر بچے اسکی سوسائٹی کے رہائشی تھے۔

©R©R©R©R©R©R©R

قاری عبدالمداس وقت بچوں کو مدرسہ پڑھا کر فارغ ہوئے تھے۔ سب بچے ایک ایک کر کے المدسافظ کرتے ہوئے روانہ ہو رہے تھے۔

"عبدالرحمن بچے آپ ذرا میری بات سنئے" قاری عبداللہ نے اپنے مدرسے کے ایک طلبہ علم کو روکتے ہوئے کہا۔

وہ دبلا پتلا لڑکا جو کہ تقریباً دس سال کا تھا، شلوار قمیض میں ملبوس سر پر ٹوپی پہنی اور ہاتھ میں عمدہ سپارہ لئے اپنے قاری کی نرم مگر عبدالرحمن کی آواز سن کر چونکا۔ وہ جانتا تھا کہ اسکے قاری صاحب کو اسکی امی نے ضرور اسکی کوئی شرارت کی شکایت کر دی ہوگی اسی لئے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیڑی اور انکے نزدیک کیا۔

"ج۔ج۔جی قاری صاحب" عبدالرحمن نے کچھ حد تک اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھیں" قاری عبداللہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر اپنے رجسٹر میں کچھ لکھنے لگے۔ وہ بھی انکے سامنے ہی بیٹھ گیا۔ کچھ دیر میں پورا مدرسہ خالی ہو گیا اب صرف وہ دونوں ہی رہ گئے تو انہوں نے اپنا رجسٹر بند کیا۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے آپکی؟" اب وہ پوری طرح اسکی طرف متوجہ تھے۔

"جی اچھی" عبدالرحمن نے نظریں جھکاتے ہوئے ہی جواب دیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔ اگلے مہینے تقریر کا مقابلہ ہے آپ کا اس بارے میں کیا ارادہ ہے" عبدالرحمن جو کب سے یہ سوچ رہا تھا کہ ضرور اسکی ماں نے کوئی شکایت کی ہوگی اب کچھ مطمئن ہوا۔

"قاری صاحب ارادہ کیسا میں ضرور حصہ لوں گا اور دیکھئے گا ہر بار کی طرح انشاء اللہ میں ہی جیتوں گا" اسنے پُر جوش لہجے میں کہا کیونکہ پچھلے تین سال سے وہ اس مقابلے کا حصہ رہ چکا تھا اور ہر سال فرسٹ آتا تھا۔

"انشاء اللہ۔۔۔۔۔ یہ دنیاوی مقابلہ تو آپ جیت جائیں گے لیکن آخرت کے دن جو مقابلہ ہوگا اس بارے میں کیا خیال ہے۔" قاری صاحب نے سنجیدگی سے کہا

"آخرت میں مقابلہ۔۔۔ میں سمجھا نہیں" اسنے الجھن آمیز لہجے میں کہا

"ہاں بچے۔۔۔۔۔ آخرت میں مقابلہ۔۔۔ اس دن جب کوئی ہمارا نہیں ہوگا سب کو اپنی

ہوگی۔۔۔ ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی۔۔۔ جس دن اللہ کی بارگاہ میں ہمارے ہر اعمال کا

حساب ہوگا اصل کامیابی تو وہاں سے پاس ہو کر جنت میں داخل ہونے کو ہے کیونکہ اسی

زندگی کا نام اخروی زندگی ہے۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں بتاؤں اس زندگی میں کامیاب

ہونے کی کنجی کیا ہے؟" قاری صاحب نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بہت غور

سے انکی بات سُن رہا تھا۔ عبدالرحمن نے انکی بات سنتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو کچھ توقف کے بعد وہ بولے۔

"نماز۔۔۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔۔۔ it's a key to enter in \_\_\_\_\_ jannah جنت میں جانے کا ذریعہ ہے" قاری صاحب کی نظریں اسی پر ٹکی ہوئی تھی جو پھر اپنی نظریں جھکا گیا تھا۔

"ن۔ن۔ نماز" عبدالرحمن نے اٹکتے ہوئے کہا۔

"جی میرا بچہ نماز۔۔۔ نماز دین کا ستون ہے۔۔۔ نماز مومن کی معراج ہے۔۔۔ جب جنت والے جہنم والے سے سوال کریں گے کہ تم جہنم میں کیوں گئے تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔۔۔ اگر ہمیں آخرت کے مقابلے کو جیتنا ہے اور کامیابی حاصل کرنی ہے تو نماز کو فوقیت تو دینی ہوگی۔۔۔ قاری صاحب نے وقفہ لیا اور پھر کہا۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے \* ہمارے اور کافروں کے درمیان فرق نماز ہے، جس نے نماز چھوڑ دی اسے کفر کیا \*"



نماز کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ کرنے سے پہلے امت کو جن چیزوں کی وصیت فرمائی ان میں سے سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی، بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صحیح کے مطابق آخری الفاظ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر بار بار آتے تھے وہ یہی تھے:



(أبو داود، السنن، کتاب الأدب، باب فی حق المملوک، 4: 378، رقم: 5156)

"نماز کو لازم پکڑو اور اپنے غلام، لونڈی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔"

نماز کے ذریعے دنیا میں تو کامیابی ہے ہی اور اسکے بے شمار دنیاوی فوائد ہیں لیکن یہ آخرت میں بھی کامیابی کا ذریعہ ہے۔۔۔ اب آپ بتائے آپ کامیاب ہونا چاہتے

ہیں۔ "قاری صاحب نے نماز کی اہمیت بتانے کے بعد عبدالرحمن سے پوچھا تو اس نے جلدی سے ہاں میں گردن ہلائی۔ قاری صاحب اسکی حرکت پر مسکرا دئے۔ وہ انکا سب سے لائق شرارتی شاگرد تھا لیکن ساتھ ساتھ انکی بہن فرحت کا اکلوتہ بیٹا بھی ہے انکو لاڈلا بھی تھا صرف انکا نہیں بلکہ انکے گھر میں بھی سب کا لاڈلا تھا۔

"تو اس کامیابی کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا ہوگا" قاری صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"پابندی کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہوگی۔۔۔ آپ دیکھئے گا اب سے میری ایک بھی نماز کا نامہ نہیں ہوگا انشاء اللہ" عبدالرحمن نے عزم سے کہا اور یہ کہتے ہوئے اسکی آنکھوں میں چمک تھی جسنے قاری صاحب کو سرشار کر دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بچہ جس چیز کا عہد کر لے تو پھر پیچھے نہیں ہٹتا۔

"انشاء اللہ۔۔۔۔۔ چلو اب جاؤ تمہاری امی انتظار کر رہی ہوگی۔۔۔۔۔ اور خبردار جو گھر جا کر میری بہن کو تنگ کیا" قاری صاحب نے مسکراتے ہوئے تنبیہ کی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"ماموں میں تنگ نہیں کرتا۔۔۔ وہ مجھے تنگ کرتی ہیں۔۔۔ بس ڈانٹتی ہی رہتی

ہیں۔۔۔ کچھ کرنے ہی نہیں دیتیں " اسنے اپنی ہی ماں کی شکایت کی تو انہوں نے مصنوعی غصے سے انہیں دیکھا۔

" اچھا اچھا نہیں کروں گاتگ اور مامی سے کہئے گا کل میں آؤں گا جرحا حلوہ تیار رکھیں اور حوری باجی سے چھپا کر رکھیں " اسنے اپنا عمہ سپارے ڈیسک سے اٹھاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دئے۔

" ٹھیک ہے کہ دوں گا " انہوں نے بھی اب اپنا سامان سمیٹتے ہوئے کہا کیونکہ گھر جا کر انہیں لیکچر کی تیاری بھی کرنی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" فی امان اللہ " عبدالرحمن نے کہا۔

" فی امان اللہ " قاری صاحب نے بھی کہا تو وہ باہر نکل گیا انہوں نے گہری سانس خارج کی اور پُر سکون ہو گئے۔ انکار شتہ ایسا ہی تھا کبھی وہ دوست بن جاتے تو کبھی شاگرد اور استاد۔

کل ہی انکی بہن فرحت نے بتایا تھا کہ وہ نماز پڑھنے میں بہت تنگ کرتا ہے تو وہ انہیں سمجھائے اور انکا انداز ہی ایسا تھا کہ سامنے والے کی اصلاح بھی ہو جاتی اور اسے

شرمندگی بھی نہیں ہوتی۔

©©©©©©©©©©

وہ جب گھر لوٹا تو سب ملازم اپنے کام سے فارغ ہو کر جا چکے تھے۔ خان بابا کو بھی اسنے آرام کی غرض سے انکے روم میں بھیج دیا۔ آج کا دن بہت ہی مصروف گزرا تھا۔ اسے ریسٹورینٹ جانے کا ٹائم بھی نہیں ملا تھا۔ وہ آج کے دن کے بارے میں سوچنے لگا۔ اُن لڑکیوں کی بے بسی اور آنسو نے آج ایک بار پھر سے اذیت سے دوچار کیا تھا۔ وہ جب بھی کسی عورت کی آنکھوں میں اپنی عزت کی خاطر آنسو بہاتے ہوئے دیکھتا تو اسے اپنی ماں کی سسکیاں یاد آ جاتی تھیں۔ اس نے سر صوفی کی پشت سے ڈکالیا تھا اور دھیرے دھیرے سر انگلیوں سے سہلا رہا تھا۔ وہ آج پھر ماضی کی یاد میں قید ہو گیا تھا۔

"تبسم او تبسم ! میرے کپڑے استری کیوں نہیں کئے اب تک" ماجد نے اپنے کمرے سے اونچی آواز میں چلا رہا تھا۔ اسکی آواز سن کر تبسم جو روٹی بنانے میں مصروف تھی فوراً سے سب کام چھوڑ کر کمرے میں گئی۔ عالیان چھوٹے سے صحن میں رکھی چار پائی پر اپنا اسکول کا کام کرنے میں مصروف تھا اپنے باپ کی آواز سن کر اور اپنی ماں کو بوکھلاتے ہوئے کمرے میں جاتے دیکھ کر سہم گیا۔

"م۔م۔م میں نے یہ والا سوٹ استری کیا تھا" تبسم نے گھبراتے ہوئے ایک نیلے رنگ کا شلوار کرتا اسکے سامنے کیا۔

"یہ۔ یہ ایسا سوٹ پہن کر میں اپنی دوست کی دعوت میں جاؤں گا۔۔۔ کمینی عورت تو چاہتی نہیں کہ میں کہیں خوشی سے جاؤں" ماجد نے اسکے بال کھینچتے ہوئے کہا تبسم نے تکلیف سے آنکھیں میچیں۔

"م۔ ماجد۔۔۔ آپنے ہی رات کو کہا تھا کہ یہ سوٹ استری کر کے رکھوں" تبسم نے اپنے بال اسکی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے کہا۔

"آگے سے زبان چلاتی ہے" ماجد نے اسکے بال کو زور سے کھینچا اور اسکا رخ اپنی طرف کرتے تھپیر مارتے ہوئے کہا۔ تبسم کے سفید گال اسکے تھپیر سے سرخ ہو گئے جبکہ اسکی انگھوٹی لگنے کی وجہ سے ہونٹ کے کونے سے خون رس رہا تھا۔

"م۔م۔م میں ابھی کر دیتی ہوں" وہ روتے ہوئے بولی اور الماری کہ طرف گئی اور ایک وائٹ کلف والا سوٹ نکالا۔

"کسی کی میت میں نہیں جا رہا پارٹی میں جا رہا ہوں جاہل عورت۔۔۔ پینٹ شرٹ

نکال "ماجد نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا تو اسنے الماری سے پینٹ شرٹ نکالا۔ کمرے کے کونے میں چادر بچھا کر استری کا پلگ لگایا اور وہیں بیٹھ کر استری کرنے لگی جبکہ تکلیف سے آنسو اب بھی جاری تھے۔

"اب رو کر منحوسیت مت پھیلا۔۔۔ جلدی کر" ماجد کی تیز آواز سے اسنے فوراً اپنے گال رگڑے۔

باہر بیٹھا عالیان اکیلے بیٹھے سسک رہا تھا۔ وہ تینوں بھی اسکے پاس موجود نہ تھے۔ دن کے وقت ماجد کی موجودگی میں وہ ان تینوں کو خالہ کے گھر چھوڑ آتی تھی اور رات وہ انکو ایک کمرے میں سب کو سٹلا کر روم لاکڈ کر دیتی کیونکہ ماجد کو اس گھر میں ان بچوں کی موجودگی کھٹکتی تھی۔ عالیان جانتا تھا روز کی طرح آج بھی اسکا باپ اسکی ماں کو مار رہا ہو گا لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ جائے۔

ایک بار وہ جب اپنی ماں کو مار سے بچانے گیا تھا تب ماجد نے اسے بھی خوب مارا تھا اسکے بعد وہ تین دن بخار میں پتتا رہا تھا۔ اس واقعہ کے بعد تبسم نے اسے اپنی قسم دی تھی کہ وہ انکے درمیان نہیں آئے گا۔

ماجد کے جانے کے بعد تبسم منہ دھو کر باہر نکلی لیکن اسکی حالت اسکی آپ بیتی سنار ہی

تھی۔ عالیان اسے دیکھ کر اس سے لپک گیا۔ تبسم نے اسکے بال پیار سے سہلاتے ہوئے  
اسکی پیشانی چومی۔

"امی۔۔۔۔ ابو نے آپکو مارا ہے" عالیان نے اسکے ہونٹ کے نزدیک زخم دیکھتے ہوئے  
کہا تو اسنے تکلیف سے آنکھیں میچیں اور اپنی آنکھوں کی نمی کو اندر اُتارا۔

"نہیں میری جان وہ تو بس میں گر گئی۔" تبسم اسکے پاس پنجوں سے بیٹھ گئی اور اسے پیار  
کرنے لگی۔ عالیان ہی اسکی جینے کی وجہ تھی۔ عالیان بھی خاموش ہو گیا جانتا تھا وہ کچھ  
نہیں بتائے گی۔

"عالی میری جان اپنی ماں کی بات مانو گے" تبسم نے اسکے گال پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے  
ہوئے کہا اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"میری جان ہمیشہ عورتوں کی عزت کرنا۔۔ اس پر کبھی ہاتھ نہیں اُٹھانا۔۔ تم جانتے  
ہو ہمارے دین نے عورت کو بہت اونچا مقام دیا ہے اور بات بات پر اس پر ہاتھ اُٹھانے  
کی ممانعت کی ہے۔ تشدد اور گالم گلوچ نہ فطرت اجازت دیتی ہے اور نہ ہی اسلام حکم  
دیتا ہے۔۔۔ تم میری بات سمجھ رہے ہونہ" تبسم نے عالیان کو دیکھتے ہوئے کہا جو غور  
سے اسکی بات سُن رہا تھا۔ عالیان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میری جان عورت چاہیے ماں ہو بہن بیوی ہو یا کسی بھی روپ میں ہو وہ ہر حال میں قابل احترام ہے۔ مجھ سے وعدہ کرو تم ہمیشہ عورتوں کی عزت کرو اسکی عصمت کی پاسداری کرو گے۔ اسکو پیر کی جوتی سمجھنے کی بجائے اسے سرکاتاج سمجھنا۔۔ وعدہ کرو تم زندگی بھر میری یہ بات یاد رکھو گے اور ہر لڑکی ہر عورت کی عزت کرو گے" تبسم نے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا تو عالیان نے فوراً اسکا ہاتھ تھاما۔

"میں وعدہ کرتا ہوں امی اور میں ان تینوں کو بھی یہی سمجھاؤں گا" عالیان نے عہد کرتے ہوئے کہا تو تبسم مسکرائی۔

"ارے واہ میرا بیٹا تو ہوشیار ہے اپنے بھائیوں کا ہمیشہ اسی طرح خیال رکھنا۔۔ اور جب تمہاری شادی ہو تو اپنی بیوی کو بہت خوش رکھنا۔۔ اسے چھوٹی چھوٹی بات پر طعنہ شکنی اور اسکے نفس کو کچلنے کی بجائے اسے پیار دینا" تبسم نے اسکا گال چومتے ہوئے کہا جبکہ بیوی کا سن کر شرمایا گیا۔ تبسم نے اسکے سرخ گال دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

@#%##

پارکنگ میں سے ہارن کی آتی آواز سے وہ ماضی کی یادوں سے واپس آیا۔



"امی آج آپکو اپنے عالی پر فخر ہو گا نہ" عالیان نے اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا اور ایک ٹھنڈی آہ بھڑی۔ اتنی دیر میں وہ تینوں لاؤنج میں آگئے۔ تیمور سیدھا اسکے نزدیک صوفے پر دھڑم کر کے بیٹھا اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"آرام سے" عالیان نے اپنے کندھے پر رکھا اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے تشبیہ کی۔

"سب ٹھیک تھا" عالیان نے اسے استفسار کیا۔

"ہمم۔۔۔ اللہ کا شکر ہے سب کچھ ٹھیک سے ہو گیا اب سب سیف ہیں گارڈ کو بھی ہدایت دیدی ہیں۔۔۔ کوئی پریشانی نہیں۔" منزل نے اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔

"ہمم۔۔۔ اور فیضی تمام ضروریات کی چیز تم نے پہنچادی تھی" عالیان نے فیضان سے دریافت کیا کیونکہ عالیان نے ہی اسے تمام ضروریات اپارٹمنٹ پہنچانے کی ڈیوٹی دی تھی۔

"جی بھائی۔۔۔ آپ جانتے ہیں لڑکیوں کی شاپنگ کا مجھے کوئی خاص تجربہ نہیں اس لئے میں نے فرقان (فیضی کا دوست) کی بہن سے کہ دیا تھا کوئی کمی بیشی ہوئی تو ہم کل جا کر پوچھ لیں گے۔" فیضی نے سنجیدگی سے کہا۔

"لڑکیوں کی شاپنگ کا تجربہ نہیں۔۔۔ ہم نے تو جیسے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے" تیمور نے منہ کے زاویہ بگارتے ہوئے کہا۔ جہاں ان دونوں کا قہقہہ گونجا وہیں فیضی نے اسے غصے سے دیکھا لیکن اس سے پہلے کے وہ اس پر لپکتا تیمور نے فوراً اپنے روم کی طرف دوڑ لگائی۔

@C@R@C@R@C@R@C@C@R@C@C@R@

وہ چھت پر کھڑا سگریٹ ہاتھ میں لئے چاند کو تکتا کسی گہری سوچ میں قید تھا اور اسکی سوچ کا محور صرف اور صرف عالیان تھا۔ آج جو کچھ بھی ہوا اسکے بعد شہباز خاموش نہیں بیٹھنے والا تھا وہ جلد یادیر معلوم کروا ہی لے گا کہ یہ سب کس نے کیا ہے اور اسکے بعد عالیان کی دشمنوں میں ایک اور نام کا اضافہ ہو جائے گا۔ انڈر ورلڈ کی دنیا میں کوئی کسی کا نہیں۔ یہ بُرے ظالم اور بدکار لوگوں کی دنیا ہے۔ عالیان اس دنیا میں منسلک درندوں اور ظالم لوگوں کی سازشوں کو ناکام بنا رہا تھا۔ انکے منصوبوں کو ناکام کرنے کے لئے انکے درمیان آنا بہت ضروری تھا۔ وہ غائبانہ طور پر ہی لیکن ان میں شمولیت حاصل کر چکا تھا۔ اسکا سب سے بڑا دشمن سیٹھ تھا جسے اسنے کچھ سال پہلے پوری دنیا کے لئے عبرت کا نشانہ بنایا تھا۔ کہنے کو اسنے معاشرے کے بہت سے معزز لیکن درحقیقت

معاشرے کے لئے داغ نما لوگوں کو بے نقاب کیا تھا۔ عالیان ان ظالم لوگوں کی جڑیں کاٹ رہا تھا اور ظالم کے درمیان رہ کر مظلوموں کے لئے کسی فرشتے سے کم نہ تھا۔ وہ ان درندوں کا کڑوڑوں کا نقصان کرنے کے بعد انہیں آپس میں ہی دشمن بنا دیتا تھا پھر وہ خود ہی ایک دوسرے کو مارنے کے لئے کافی ہو جاتے اور اسے اپنے ہاتھ انکے گندے خون سے رنگنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ اسے آج تک کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

وہ عالیان کے لئے کافی فکر مند تھا۔ عالیان پاکستان کا ایک جانا پہچانا نام تھا۔ 'فوڈ پوائنٹ (food point) ریسٹورینٹ' آج پاکستان کی مشہور بڑی ہوٹلوں میں سے ایک تھی جس کے اوزر چار نوجوان اور خوبصورت لڑکے تھے۔ فیضی اور تیمور تو پڑھائی کی وجہ سے زیادہ دھیان نہیں دیتے تھے اس وجہ سے کوئی انہیں زیادہ نہیں جانتا تھا۔ منزل بھی مینجمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ میں ہوتا تھا چنانچہ ان سب میں پہلی کی جو سب سے زیادہ نمایاں تھا وہ عالیان تھا جس نے کم عمری میں ہی اپنا آپ ثابت کیا تھا۔ گوری رنگت پر کشش چہرہ لائٹ ڈارھی اسکی خوبصورتی کو مزید نکھار پہنچاتی تھی سنجیدگی جو اسکی شخصیت کا حصہ تھی۔ بھوڑی آنکھوں والا شہزادہ لڑکیوں کا کرش سوشل میڈیا کی جان نوجوان نسل کا سینسیشن کوئی اور نہیں بلکہ 'عالیان' رہی تھا۔ عالیان تک رسائی

حاصل کرنا مشکل نہیں ہوگا اور یہی سب الجھن اسے پریشان کر رہی تھی۔ وہ انہیں سب سوچوں میں غلطاں تھا کہ اسے اپنے چہرے پر کسی کی نظریں محسوس ہوئیں جس کے باعث اسکی سوچوں کا ارتکاز ٹوٹا۔ اسنے ارد گرد نظر دوڑائی تو نوشین سامنے کی چھت پر کھڑی غصے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسکی غصیلی آنکھیں دیکھ کر منزل کا دھیان اپنے ہاتھ میں موجود سگریٹ کی طرف گیا تو فوراً پھینک کے اسے اپنے پیروں تلے مسل کے نوشی کو اسمائیل پاس کی جس کے بدلے میں اسے مزید گھوری سے نوازا گیا۔

نوشی کی دوست اقرار کا پارٹمنٹ تبسم ہاؤس کے بلکل سامنے تھا جبکہ نوشی کا فلیٹ انکے گھر کی ہی لائن میں تھا۔ وہ دونوں دوستیں اکثر ایک دوسرے کے گھر پائی جاتی تھی۔ کچھ دنوں میں اقرار اور اسکے بھائی کی شادی تھی تو وہ دونوں نجمہ (اقراء کی امی) کے ساتھ بازار گئی تھیں۔ واپسی میں وہ کھانے کے لئے زبردستی اسے ساتھ لے آئی۔ نوشی کچھ دیر فریش ایئر لینے کے لئے چھت پر آگئی جبکہ اقرار روم میں فریش ہو رہی تھی۔ یہاں وہاں نظر گھومتے اسکی نظر منزل پر گئی اسے دیکھ اسکے چہرے پر مسکراہٹ

آئی۔ نوشی کو اس چہرے کو دیکھ اپنی تمام تھکاوٹ زائل ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ بلاشبہ بہت پیارا اور خوبصورت مرد تھا۔ اس وقت بلیک ٹراؤزر اور بلیک ہی شرٹ میں ملبوس پیشانی پر بکھڑے بال ہلکی شیوا سے چاند کی مدہم روشنی میں جاذب نظر بنا رہی تھی تبھی اسکی نظر منزل کے ہاتھ میں موجود سگریٹ پر گئی اور مسکراہٹ کی جگہ غصے نے لی۔ شاید اسکے غصے کی ہی تپش تھی جو منزل کی سوچوں کا ارتکاز ٹوٹا۔

"سو سوری۔۔۔ بس وہ کچھ ٹینشن میں تھا۔" منزل جانتا تھا کہ اسے سگریٹ سخت بری لگتی ہے اسلئے فوراً کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر ایک مجھے بھی دو۔۔۔ میری دوست رخصت ہونے والی ہے پھر میں اکیلی ہو جاؤں گی تو میں بھی ٹینشن میں ہوں" نوشی نے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔ ان دونوں گھر کی چھت میں تھوڑا ہی فاصلہ تھا۔

"سچ میں تم پیو گی۔۔۔ لیکن ابھی تو میرے پاس دوسری نہیں ہے کل تم آنا پکا دونگا" منزل نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا نوشی نے رُخ مور لیا۔

"اچھا سوری نہ۔۔۔۔۔ یار سنو تو" منزل نے اسکی ناراضگی دیکھتے ہوئے ایک بار پھر معافی مانگی لیکن وہ یونہی منہ پھلائے کھڑی تھی۔

"سنو تو میرے پاس ایک آئیڈیا ہے جس سے تمہاری ٹینشن دور ہو سکتی ہے۔۔۔ سنو نہ "مزل نے کچھ لاڈ اور سنجیدگی سے کہا تو نوشی نے اپنا رخ اس طرف کیا گویا اشارہ ہو کے کہو لیکن بولی کچھ نہیں

"ہم بھی شادی کر لیتے ہیں۔۔۔ ایسے تمہارا اکیلا پن بھی دور ہو جائے گا اور ٹینشن بھی ختم" مزل نے ہاتھ جارتے ہوئے کہا گویا قصہ ہی ختم جبکہ نوشی کو اس بات سے جھٹکا لگا اس نے حیا سے پلکیں جھکائیں لیکن پھر اپنی ناراضگی یاد آئی تو شرم کو پس پردہ کرتے ہوئے اپنی پہلے والے روپ میں واپس آئی

"سوچنا بھی مت۔۔۔ خاص کر جب تک یہ سگریٹ نوشی کی عادت نہیں چھوڑ دیتے" نوشی نے غصے سے کہا۔

"اگر تم مل جاؤ زمانہ چھوڑ دیں گے ہم

تمہیں پا کر زمانے بھر سے رشتہ توڑ دیں گے ہم" مزل نے دھیمے لہجے میں گنگناتے ہوئے اسے اپنی محبت کا یقین دلایا جبکہ نوشی نے اپنا چہرہ نیچے کرتے ہوئے مسکراہٹ دبائی۔

"چھوڑ دوں گا سب چھوڑ دوں گا بس ایک بارہاں کہ دو" منزل نے اسکی جھکی پلکیں اور خاموش لب دیکھتے ہوئے کہا۔

"نوشی آ جاؤ کھانا تیار ہے" وہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی اقرامی آواز اسکے سماعت سے ٹکرائی۔

"اب مت پینا۔۔۔" اللہ حافظ "نوشی اقرامی آواز سن کر اسے ہدایت دیتی پلٹ گئی۔

"جواب تو دیتی جاؤ" منزل نے اسکے قدم بڑھانے سے پہلے ہی آواز لگائی۔

"امی سے پوچھ لینا" نوشی بھی جواب دیتے ہوئے فوراً چھت سے بھاگ گئی جبکہ اسکی بات سنتے ایک دلفریب مسکراہٹ نے منزل کے لبوں کا احاطہ کیا اور وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا نیچے کی جانب بڑھ گیا۔ اس مختصر سی ملاقات نے منزل کو فریش کر دیا تھا اور اب اسے شدید بھوک لگی تھی۔ اسکے نکلنے سے پہلے ہی ایک وجود جو باہر کھڑا انکی بات سن رہا تھا وہ غائب ہو گیا گویا کوئی یہاں تھا ہی نہیں۔

©R©R©R©R©R©R©R

عالیان جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا اسکی سیٹھ کے لئے نفرت پروان چڑھتی گئی۔ وہ فارغ

اوقات میں اسکے بارے میں تمام معلومات جمع کرتا تھا۔ سیٹھ نے نہ صرف اسکی ماں بلکہ اور کہیں لوگوں کی زندگیاں برباد کی تھی۔ وہ ایک شیطان صفت انسان تھا۔ مزمل کو جب معلوم ہوا تو اسنے اسے بہت روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا تو اسنے بھی اسکا ساتھ دینے کی ٹھان لی۔ ان سب میں مزمل کا ایک دوست جو سکریٹ ایجنٹ تھا وہ بھی انکا ساتھ دے رہا تھا۔ فیضی اور تیمور کو اس سب سے دور ہی رکھا گیا تھا۔

عالیان نے سیٹھ کے بارے میں اتنی معلومات جمع کر لی تھی کہ اسے برباد کرنے کے لئے کافی تھی۔ اسکے تمام کالے کرتوت بمع ثبوت اسنے مختلف چینل کو میل کر دئے۔ اسکے بعد ہر چینل پر سیٹھ پر خوب کچھ اچھالی گئی اور اسے تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ہر جگہ سے گالیاں اسکا مقدر بنی۔ اسکے تمام کالے دھندھوں کو بے نقاب کیا گیا۔ لوگوں نے سیٹھ کے خلاف خوب احتجاج کیا۔ اس بدنامی اور سوائی نے سیٹھ کی کمر توڑ دی۔ ہر کوئی یہاں تک کے اسکے گھر والے بھی اس سے لا تعلق ہو گئے۔ بلا آخر لوگوں کے دباؤ اور میڈیا کی تنقید کے تحت سیٹھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت نے انصاف کا تقاضا نبھاتے ہوئے تمام ثبوتوں کے مد نظر سیٹھ کو پھانسی کی سزا سنائی۔ اس طرح ایک بُرے وجود کا خاتمہ ہوا اور عالیاں کو سکون میسر ہوا۔ اس دن کے بعد سے عالیاں





"ارے بابا آرہی ہوں۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے بیل پر ہاتھ رکھ کر ہٹانا ہی بھول گئے ہو" حوریہ نے گھنٹی کی مسلسل آواز سے جھنجھلاتے ہوئے کہا اور دروازہ کھولا۔

"السلام علیکم آپی" عبدالرحمن نے اندر آتے ہوئے کہا

"وعلیکم السلام۔۔۔ مجھے معلوم تھا یہ تمہاری ہی حرکت ہو سکتی ہے" حوریہ نے گیٹ بند کرتے ہوئے کہا۔

"ارے تو آپ بھی جلدی گیٹ کھول دیا کریں نہ اب آپ جیسے سست لوگوں کو جگانے کے لئے یہ ضروری ہے" عبدالرحمن نے معصومیت سے کہا جبکہ حوریہ نے دانت پیسے۔

"یہاں انسان رہتے ہیں روبروٹ نہیں لہذا دروازے پر کھڑے ہونے والے کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے" حوریہ نے بھی اسکے پیچھے جاتے ہوئے غصے میں جواب دیا جبکہ عبدالرحمن نے صرف مسکرا کر انہیں پر اکتفا کیا اور لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھا

"دیکھو یہ میرا ٹائم ہے۔۔۔ خبردار جو تم نے ریموٹ کو ہاتھ لگایا" حوریہ نے اسے ریموٹ لیتے ہوئے دیکھا تو کہا۔

"ارے یہ کیا بچوں والی موی لگا کے بیٹھی ہیں بیٹھیں مل کر کرکٹ دیکھتے ہیں" اسنے  
اطمینان سے چینل چیلنج کرتے ہوئے کہا وہیں حوریہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔  
"کیا ہو گیا ہے حوری ابھی تو بچہ آیا ہے اور تم اس سے بحث کرنے بیٹھ گئی ہو" دونوں کی  
آواز سن کر عائشہ بھی ہاتھ دھو کر کچن سے باہر آئی۔

"السلام علیکم آپ کیسی ہیں" عبدالرحمن نے عائشہ کو دیکھتے ہوئے پیار سے پوچھا۔  
"وعلیکم السلام۔۔۔ الحمد للہ میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسے ہو" عائشہ نے اسکے پاس  
بیٹھتے ہوئے اسکے سلکی براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"میں بالکل ٹھیک" عبدالرحمن نے آہستگی سے کہا اور پھر عائشہ کے کانوں میں کچھ کہ  
رہا تھا جس پر وہ اسے مسکرا کر جواب دے رہی تھی اور انکا یہ پیار دیکھ کر حوریہ جل بھن  
رہی تھی۔

"میں کہ رہی ہوں آپنی اسے کہیں ریموٹ مجھے دیدے ورنہ اچھا نہیں ہوگا" وہ دونوں  
اپنی کھسر پھسر میں مصروف تھے کہ حوریہ کی جھنجھلاتی ہوئی آواز آئی۔

"ارے آپنی کیوں غصہ ہوتی ہیں کالی ہو جائیں گی۔۔۔ چلیں ہم مل کر فٹ بال میچ

دیکھتے ہیں"

عبدالرحمن نے مصلحت سے کام لیا۔

"آج کوئی میچ نہیں" حوریہ نے بھی اب دھیمے لہجے میں کہا اور صوفے پر بیٹھ گئی کیونکہ

اسے فٹ بال بہت پسند تھا۔

"ارے رسیٹ میں آرہا ہے۔۔۔۔ عائشہ آپ کی ممانی نے گاجر کا حلوہ بنایا ہے" اسنے

حوریہ کو جواب دیتے ہوئے چینل چینج کیا اور ساتھ عائشہ سے استفسار کیا۔

"بلکل بنایا ہے۔۔۔ کیا ابھی کھاؤ گے" عائشہ نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا تو اسنے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اثبات میں سر ہلایا۔

"میرے لئے بھی" عائشہ کو کھڑے ہوتے دیکھ حوریہ نے بھی ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپی انہیں تھوڑا دیجئے گا کیونکہ میں گھر بھی لے جاؤں گا" عبدالرحمن نے فوراً آواز

لگائی حوریہ نے اس پر کشن پھینکا جسے بروقت کچھ کیا گیا

"امی نے تمہارے گھر لے جانے کے لئے الگ سے نکال دیا ہے" عائشہ نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا اور کچن میں چلی گئی۔

"اوہو ! ایسٹ اور ویسٹ ممائی از بیسٹ" عبدالرحمن نے نعرہ بلند کیا۔ عائشہ اسکا نعرہ سُن کر مسکرائی جبکہ حوریہ بھی نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

دونوں جو کچھ دیر پہلے لڑ رہے تھے اب حلوہ کھاتے ہوئے زور و شور سے میچ پر تبصرہ کر رہے تھے جبکہ عائشہ انکے پاس ہی بیٹھی اپنے پیپر زچیک کر رہی تھی اور دونوں کی باتوں سے لطف ہو رہی تھی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R



وہ اپنی کرسی پر براجمان سرخ چہرہ لئے ہر ایک پر بھڑک رہا تھا۔ اس شخص کے اعمال بھی اسکی شکل کی طرح سیاہ تھے۔ کالی رنگت، بڑی مونچھیں جنہیں وہ بار بار تاؤ دے رہا تھا ہاتھ میں سگاڑ پکڑے جسے وہ بار بار اپنے ہونٹوں پر لگاتے دھواں اُڑا رہا تھا اور غصے سے بلبلا تا ہوا اس سگار کی طرح ہی سلگ رہا تھا۔ اسکے سامنے چارہٹے کٹے نوجوان کھڑے کانپ رہے تھے۔ کہ کبھی بھی یہ شخص انہیں موت کے منہ میں ڈال سکتا تھا۔ اسکے ساتھ ہی کھڑا اسکا وفادار اسکی طرح ہی بے رحم اور سفاک تھا۔

"تم لوگ اس گوڈاؤن میں بند کیسے ہوئے" شہباز کے وفادار کاظم نے غصے سے کہا۔ یہ چاروں وہی تھے جنہیں بے ہوش کر کے گوڈاؤن میں بند کیا گیا تھا۔

"سر ہمیں کسی اسپرے کے ذریعے بے ہوش کیا گیا تھا" ان میں سے ایک نے کہا

"نکمے ہو سب کے سب۔۔۔ نشے میں ڈھت ہو گے تبھی کوئی بھی آکر بے ہوش

کر کے چلا گیا اب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں" شہباز نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"سر ہمیں معاف کر دیں اور ایک موقعہ دیں" ان میں سے ہی ایک پتلے دبلے لڑکے

نے کہا

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہا ہا ہا۔۔۔ موقعہ چاہیے تجھے۔۔۔ میرا کڑوڑوں کا نقصان ہو گیا تم لوگوں کی موجودگی

میں ان لڑکیوں کو کوئی نکال کے لے گیا عمارت میں آگ لگادی اور کہتے ہو موقعہ

چاہیے۔۔۔ معافی مانگتے ہو۔۔۔ وہاں آگ لگ گئی اور تم لوگ کو کوئی خبر ہی نہیں

ہوئی۔۔۔ اس آگ سے میرا کتنا سرا یا ڈوب گیا۔۔۔ پھر بھی چل میں نے معاف کیا

تجھے" شہباز نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور ایک گولی سیدھا اس لڑکے کے کنپٹی پر ماری

جس سے وہ وہیں ڈھے گیا اور اسکا سرخ خون زمین پر پھیلنے لگا۔ اسکے بعد یکے بعد ایک

ان تینوں کا بے جان وجود زمین پر موجود تھا۔

"کاظم مجھے جلد از جلد اس سب کے پیچھے جو ملوث ہے اسکا نام چاہیے اور نہ تم بھی اسی طرح بے جان پڑے ہو گے" شہباز نے تلملاتے ہوئے کہا۔۔۔ اسکی آنکھوں میں زہریلا پن تھا جو کاظم کو دھیلا گیا تھا۔

"ج۔جی۔۔۔ جلد ہی معلوم ہو جائے گا" کاظم نے ان بے جان وجود کو دیکھتے ہوئے جھرجھری لی اور ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ یہ نہیں بتا سکا کہ وہاں ایک آدمی شدید زخمی ملا تھا جسے وہ اسپتال پہنچا چکا ہے۔

"ہمم۔۔۔ ٹھکانے لگاؤ ان خبیثوں کو۔۔۔ موقعہ چاہیے" شہباز نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔۔۔ پیچھے کاظم نے کسی آدمی کو آواز دے کر لاش کو ٹھکانے لگانے اور اس خون آلود جگہ کو صاف کرنے کا کہہ کر باہر نکل گیا۔

©©©©©©©©©©©©©©©©

شہباز بھٹی پاکستانی بزنس کا جانا مانا نام تھا جس کا بظاہر ایمپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار ہے لیکن درحقیقت وہ اس بزنس کی آر میں ہیومن ٹریفیکنگ اور اسمگلنگ جیسے سنگین جرائم میں ملوث تھا جس سے اسے کڑوڑوں کا فائدہ ہوتا تھا۔

©©©©©©©©

وہ تینوں ریسٹورینٹ میں موجود اپنے مشترکہ روم میں بیٹھے ڈسکشن کر رہے تھے کہ  
تیمور کی گنگناتی ہوئی آواز آئی۔

"لال چنریا والی کوئی گھر میرے بھی لائے

میں کنوارا کب تک بیٹھوں بینڈ میرا بجواؤ

ارے جیسے بھی چلتا ہے چکر چلو او

میری شادی کرواؤ۔۔۔ میری شادی کرواؤ" تیمور گنگناتے ہوئے عالیان کے برابر میں  
رکھی کرسی پر بیٹھا۔

"کیا بات ہے ہمارے بھولے کو شادی کرنی ہے" فیضی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بھئی مجھے نہیں کرنی ابھی شادی۔۔۔ یہ تو میں ہم میں سے کسی کے لئے

گا رہا تھا۔۔۔۔ بھائی میرا خیال ہے اب ہمیں ایک عدد بھا بھی لانے کے بارے میں

سوچنا چاہیے" تیمور نے فیضی کو جواب دیتے ہوئے عالیان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے



ہوئے کہا۔

"میرا فلحال شادی کا کوئی ارادہ نہیں" عالیان نے فیضی اور منزل کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے منہ بگارتے ہوئے کہا۔

"ارے عالی بھائی کی شادی کی بات نہیں کر رہا لیکن کوئی ہے جسے عالی بھائی سے زیادہ جلدی ہے اور جو ہم سب سے چھپ کر لڑکی کو پرپوز بھی کر چکے ہیں" تیمور نے منزل کو دیکھ کر اپنی ہنسی قابو کرتے ہوئے کہا۔ دراصل اس دن چھت پر وہ ہیولہ تیمور تھا جس نے نوشی اور منزل کی چھپ کر تمام گفتگو سن لی تھی اور اسکے نکلنے سے پہلے ہی بغیر کوئی آواز کئے پلٹ گیا تھا اور سوچ لیا تھا کہ کوئی صحیح موقع پر اس کا ریکارڈ لگائے گا۔

"کیا؟" منزل نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا جبکہ اسے سمجھ آگئی تھی کہ تیمور چھت والی بات کر رہا ہے۔

"سنو سنو سنو لونه"

ہمسفر مجھی کوچن لونه "تیمور نے دوبارہ اسے دیکھ کر گنگنا شروع کیا۔ وہ دونوں ابھی بھی انجان تھے جب کہ منزل اسکی شرارت سمجھ گیا تھا۔

"گھر سے نکلتے ہی

کچھ دور چلتے ہی

رستے میں ہے اسکا گھر " تیمور الگ الگ گانے گا کرا سے تنگ کر رہا۔ وہ دونوں بھی سمجھ گئے تھے کہ یہ الگ الگ گانے کسکے لئے گنگنایا جا رہا تھا۔ ان تینوں کی شرارتی نظریں منزل پر تھیں جس پر منزل جُزبُز ہو رہا تھا۔

"مجھے کام ہے" منزل کو جب بچاؤ کے کوئی آثار نظر نہیں آیا تو اسنے کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آہاں۔۔۔ دوبارہ بیٹھو اور مجھے بتاؤ یہ سب کیا چکر ہے " عالیان نے اسے تشبیہ کی تو چار

وناچار اسے بیٹھنا پڑا۔

"کوئی چکر نہیں یہ بکواس کر رہا ہے " منزل نے غصے سے تیمور کو دیکھتے ہوئے کہا جبکہ وہ

ڈھیٹ بنا اپنے دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔

"اچھا جی میں بکواس کر رہا ہوں بتاؤں عالی بھائی کو کہ پر سورات آپ چھت پر نوشی باجی

کو اور کیا کیا کہ رہے تھے۔

"بھولے دیکھ کوئی بکواس کی ضرورت نہیں" منزل نے اسے وارن کرتے ہوئے کہا

"بھائی میں سچی بتا رہا ہوں انکا پورا پورا سین اون ہے یہ رات کو چھت پر تھے

اور۔۔۔۔۔" تیمور بتا رہا تھا کہ منزل نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

"میں کہ رہا ہوں چپ کر جا۔۔۔ بھولے زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں

ہے" منزل نے پین ہولڈر اٹھایا اور اسکی طرف پھینکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بچاؤ۔۔۔ بچاؤ۔۔۔ مزی بھائی یہ نیچے رکھیں۔۔۔ بچے کی جان لیں گے کیا" تیمور

نے عالیان کی چیئر کے پیچھے چھپتے ہوئے منزل کو کہا جو خونخوار بنا اب آفس کی چیزیں

اٹھائے کھڑا تھا۔ عالیان کی چیئر کے پیچھے اتنی ہی جگہ تھی کہ تیمور جیسا پتلا لڑکا ہی وہاں

گھس سکتا تھا جبکہ منزل کا ایکسر سائز کی وجہ سے چوڑا جسم تھا اسکے لئے وہاں گھسنا مشکل

تھا۔

"باہر نکل چھپتا کہاں ہے۔۔۔ بہت شوق ہے نہ سب کی باتیں سننے کا" منزل نے اسکی

طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور عالیان کی چیئر کا رخ اپنی طرف کیا تو تیمور دو قدم

پیچھے ہوا۔ اب سین کچھ اس طرح سے تھا کہ عالیان کرسی پر بیٹھا تھا اسکے آگے منزل تھا

جبکہ اسکی کرسی کے پیچھے تیمور۔۔۔ فیضی انکی لڑائی کو فل انجوائے کر رہا تھا جبکہ عالیان

ان دونوں کے درمیان پھسا ہوا تھا۔

"اچھا ریلیکس مزمل۔۔۔۔۔ تیمور باہر نکلو" عالیان نے دونوں کو مخاطب کیا۔

"بھائی پہلے مزی بھائی سے کہیں کہ اپنی چمیر پر جا کر بیٹھیں" تیمور نے معصومیت سے

کہا تو مزمل نے دانت پیسے لیکن اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔

"بھائی پلیز آپ ادھر آ کر بیٹھیں" فیضی نے اپنے برابر والی مزمل کی کرسی کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا عالیان نے بھی اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بڑبڑاتا ہوا اپنی جگہ پر

بیٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھ سے شادی کرو گی۔۔۔۔۔ مجھ سے شادی کرو" تیمور پھر گاتا ہوا عالیان کے پیچھے سے

نکلا اور اپنی جگہ پر بیٹھا تو ایک فائل اسکے چہرے پر لگی۔۔۔ عالیان اور فیضی نے اپنا قہقہہ

روکا

"آہ۔۔۔۔۔ مار ڈالا۔۔۔۔۔ السمار ڈالا" تیمور کی شرارتی آواز سے مزمل کا پارہ مزید ہائی ہو گیا

اس سے پہلے کے وہ کوئی اور چیز اٹھا کے اسے زخمی کرتا عالیان نے مداخلت کی۔

"او کے تیمور ناؤ اسٹوپ دس آل" عالیان نے اسے تشبیہ کرتے ہوئے کہا اسنے

مسکراہٹ دبائے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

"اہم۔۔۔ مزی بتاؤ کب جانا ہے نوشی کا رشتہ لے کر عمران انکل (نوشی کے والد) کے

گھر" عالیان نے اب سیدھامدے کی بات کی منزل جھینپ گیا جبکہ فیضی اور تیمور کی

شرارتی نظریں ہنوز منزل پر تھیں

"جب جانا چاہو" منزل نے بمشکل اپنی مسکراہٹ قابو کی اور کچھ دیر والا غصہ نوشی کے

نام سے ہی ختم ہو گیا تھا۔

"اوکے۔۔۔ کل تو اپارٹمنٹ جانا ہے تاکہ ان لڑکیوں سے آگے کی پلیننگ کی بات

کر سکیں تو تم لوگ بھی کہیں کا پروگرام مت بنانا اسکے بعد ایک دو دن میں ٹائم نکال کے

چلیں گے۔۔۔ میں انٹی انکل سے بھی بات کر لوں گا اور عالیہ باجی سے بھی وہ جب آ

سکیں گے ویسے چلیں گے۔۔۔" فیضی اور تیمور نے تائید کی۔ منزل نے مسکراتے

ہوئے نظریں جھکالیں۔

"آہاں مزی بھائی یو آر بلشنگ لائک آگرل" فیضی نے اپنی کرسی منزل کے نزدیک

کھسکاتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو منزل نے اسکے پیٹ پر مکا جڑا۔

"آہ ! " فیضی نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے درد سے کہا

"دودل مل رہے ہیں مگر جھپ کے جھپ کے

سب کو ہو رہی ہے۔۔۔ ہاں سب کو ہو رہی ہے خبر جھپ کے جھپ کے " تیمور کی

شرارتی رگ پھر سے جاگی۔

"بھولے تیری تو۔۔۔" منزل اپنی جگہ سے اٹھا تیمور دوبارہ عالیان کے پیچھے جھپنے لگا

لیکن اس سے پہلے ہی منزل نے اسے پکڑ لیا۔

"آہ بھائی نہیں کل یونی بھی جانا ہے۔۔۔ سو جھا ہوا چہرہ لے کر جاؤں گا تو لڑکیاں کیا

کہیں گی " تیمور نے منزل کا مکا اٹھتے ہوئے دیکھا تو اپنے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

تینوں کا قہقہہ بلند ہوا۔ منزل نے ہنستے ہوئے اسے گلے لگایا۔ پیچھے سے عالیان نے

کھڑے ہو کر دونوں کو اپنے بازو میں لیا۔

"میں کیوں پیچھے رہوں " فیضی نے بھی منزل کے پیچھے سے اسے گلے لگایا۔ عالیان نے

ان تینوں کے گرد اپنا بازو گہرا کیا۔ چاروں ایک ساتھ مسکرا دئے تبھی دروازے نوک

ہوا چاروں ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔



"آپو آپکو امی کی عادت کا معلوم تو ہے وہ ہر چیز لینے میں اتنا ہی ٹائم لگاتی ہیں۔۔۔ اسی لئے میں ساتھ چلنے کو کہ رہا تھا لیکن آپ میری سنتی ہی نہیں ہیں" بچے نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔ فیضان کی انکی طرف پشت تھی وہ انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن وہ ان سے کچھ دوری کے فاصلے پر ہی بیٹھا تھا تو آواز بخوبی سُن سکتا تھا۔ اسے یہ تو سمجھ آگئی تھی کہ دونوں بھائی بہن ہیں۔

"یار تمہیں معلوم تو ہے مجھ سے یہ سبزی گوشت لینے کے لئے خوار نہیں ہوا جاتا۔۔۔۔ اور اب یہاں اکیلے ہم کھڑے ہیں مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے" لڑکی نے اپنے آگے پیچھے چہرہ گھماتے ہوئے کہا۔

"آپو آپ بھڑ سے اور نئی جگہ سے اتنا گھبراتی کیوں ہیں اور مجھے تو یہ جگہ ہمارے پرانے محلے سے کافی بہتر لگ رہی ہے" بچے نے اپنی بہن کی گھبراہٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتا نہیں کیوں لیکن مجھے بھڑ دیکھ کر عجیب الجھن ہوتی ہے۔۔۔ سفو کیشن ہوتی ہے۔۔۔ اور یہ تو محلہ نیا ہے یہاں کے لوگ بھی نئے ہیں بس اسی لئے مجھے کچھ

گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔۔ یار اب تو میرے پیروں میں درد ہو گیا ہے ماما کب آئیگی" اس لڑکی نے پریشانی اور اکتاہٹ سے کہا۔



"امل آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں جب زایان آپ کے ساتھ ہے۔۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے آپ کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔" زایان نے اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"امل" فیضان نے زیر لب اس کا نام دہراتے ہوئے کہا۔ اس کے دل نے یہ شدت سے خواہش کی وہ اس کا چہرہ دیکھے۔ جس کا لہجہ اتنا شگفتگاہ اور پیارا ہے وہ خود کتنی پیاری ہوگی۔

"اے میلاننھا بوڈی گارڈ۔۔۔ چھوٹا ڈان۔۔۔ میرا چھوٹا شہزادہ۔۔۔ واقعی میں میرا بھائی میرے ساتھ ہے تو ڈر کیسا" امل نے اس کے بال بگارتے ہوئے لاڈ سے کہا وہیں اس کے بولنے کے اسٹائل پر فیضان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ ان دونوں نے پیچھے مرہ کر دیکھا۔ جہاں اسکی ہنسی کو بریک لگا وہیں اسے اپنی دھڑکنیں تھمتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔ پہلی نظر کی پہلی محبت کا ادراک ہوا تو فیضان کو اپنے ارد گرد خوشبوؤں بکھیرتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ یہ نظر ان لمحوں کو معطر کر گئی تھی۔ جھکی پلکیں، معصومیت کا پیکر چہرہ گلابی رنگ کے سوٹ پر ہمرنگ اس کا روف پہنا ہوا تھا جس میں اسکی گوری رنگت مزید کھلی کھلی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ بے شک وہ سراپا حسن تھی۔۔۔ فیضان کے لئے اپنی نظریں سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا وہیں امل نے اسکی

نظروں سے کنفیوز ہو کر رُخ پھیر لیا تھا۔ اسکے رُخ پھیرنے پر وہ اپنے حواس میں آیا۔ اسکی نظر زایان پر گئی جو اسے ہی گھور رہا تھا۔ وہ چھوٹا بوڈی گارڈ کہاں اپنی بہن پر کسی کی نظریں یا کسی کا اس پر ہنسنا برداشت کر سکتا تھا۔

"آئی ایم سوری" فیضان نے اپنے دونوں کان پکڑ کر کہا تو زایان مسکرا دیا اور رُخ پھیر لیا "سنو چھوٹے شہزادے" فیضان نے اسے اسی نام سے پکارا جس سے کچھ دیر پہلے امل نے پکارا تھا۔ زایان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ چاہیں تو یہاں بیٹھ سکتے ہیں" فیضان نے اپنے سامنے موجود کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ زایان نے امل کی طرف دیکھا سنے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بھائی شکریہ" زایان نے امل کے انکار کرنے پر سہولت سے انکار کیا۔ فیضان کے لبوں پر ہنسی آئی۔ وہ اسکی جھجک سمجھ گیا تھا۔

"چھوٹے شہزادے! آپ اور آپکی آپنی اب تو یہاں بیٹھ سکتے ہیں نہ" فیضان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور خود کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

"لیکن بھائی۔۔۔" زایان کچھ کہتا اس سے پہلے ہی اسے فیضان نے "پلیز" بولا زایان

نے امل کہ طرف دیکھا جو بنا کچھ کہے نظریں جھکائے فیضان کی چھوڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی کیونکہ اسکے پیروں میں کافی درد تھا اور وہاں بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں تھی تو وہ نخرے دکھا کر یہ جگہ نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ فیضان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ جس نے اسے فوراً اچھپا لیا۔ زایان بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ فیضان بظاہر موبائیل میں مصروف تھا لیکن کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مما آگئیں" زایان نے رکشے سے اترتے ہوئے ایک خاتون کو دیکھ کر کہا۔ وہ دونوں کھڑے ہو کر انکی طرف گئے جو رکشے والے کی مدد سے سامان نکالنے کے بعد پیسے دے رہی تھیں

"مما آپ اتنا سب کچھ لے کر آگئی۔ ابو نے کہا تو تھا کہ آکر سب راشن لے دیتے۔۔۔۔ اور اگر لے ہی لیا تو سو سائٹی تک رکشہ لیجاتی" امل نے تمام گروسری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا تمہارے ابو تھکے ہوئے آئیں گے اور پھر انکا کام بھی کتنا ہوتا ہے تو میں نے سوچا میں ہی خرید لوں۔۔۔۔ اور تم لوگ ادھر میرا انتظار کر رہے تھے اسی لئے ادھر ہی اتر گئی۔" نزہت بیگم نے متانت سے کہا۔

"لیکن مماناسب کچھ ہم لے کر کیسے جائیں گے" زایان نے فکر مندی سے کہا۔  
 "دیکھتے ہیں کسی سے مدد لے لیتے ہیں" نزہت بیگم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ  
 ایک کمرشل ایریا تھا جہاں آس پاس بہت سے اسٹورز، دکانیں اور ہوٹل موجود  
 تھیں۔ فیضان انکی جھنجھلاہٹ دیکھ کر انکی طرف آیا۔  
 "السلام علیکم انٹی۔۔۔ کیا میں آپکی کچھ مدد کر سکتا ہوں" فیضان نے ادب سے  
 نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔ آپ کسی سے یہ سامان گھر تک پہنچانے میں مدد کرنے کا کہہ سکتے  
 ہیں۔۔۔ بے شک وہ پیسے لے لیں" نزہت بیگم نے کچھ جھجک سے کہا۔ انہیں یہ خوب رو  
 نو جوان پسند آیا جو نظریں جھکائے ادب و تمیز کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے مخاطب ہو رہا تھا۔  
 "آپکا گھر کہاں ہے" فیضان نے پوچھا۔

"بیٹا آگے سوسائٹی میں جو سمعیہ کمفرٹ ہے وہیں ہمارا فلیٹ ہے" نزہت بیگم نے  
 اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ فیضان ایک تو اسی سوسائٹی کا تھا اور یہ تو نوشی والی ہی بلڈنگ  
 تھی۔

"او کے انٹی آئیے میں آپکا سامان پہنچانے میں ہیلپ کر دیتا ہوں" فیضان نے زمین پر موجود سامان اٹھاتے ہوئے کہا

"لیکن بیٹا آپکو تکلیف ہوگی" نزہت بیگم نے کہا

"تکلیف کیسی انٹی۔۔۔ لائے یہ بھی دیجئے" فیضان نے ساری شاپرز لیتے ہوئے اب انکے ہاتھ میں موجود شاپرز کی طرف اشارہ کیا۔

"بھائی یہ میں لے لیتا ہوں" زایان نے وہ شاپرز اپنی والدہ سے لیتے ہوئے کہا تو فیضان مسکرا دیا اور آگے قدم بڑھائے۔

"بھائی آپ کیا یہیں رہتے ہیں" زایان نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ اہل اور نزہت بیگم انکے بالکل ساتھ چل رہی تھیں۔

"آپکے گھر سے اسٹریٹ ہی ہمارا پارٹمنٹ ہے" فیضان نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"اوواؤ ! مینس ہم نیبرز ہیں۔۔۔ ہم یہاں پر نئے آئے ہیں اور کسی کو جانتے بھی نہیں۔۔۔ پہلے ہم گلشن میں رہتے تھے۔۔۔ میرے ابو گورنمنٹ آفیسر ہیں تو اسلام آباد میں ہی ہوتے تھے لیکن اب انکا یہاں ٹرانسفر ہو گیا ہے۔۔۔ ہمارے محلے سے

انکی آفس بہت دور تھی اس لئے ہم یہاں رہنے آگئے یہاں سے ابو کا آفس بلکل نزدیک ہے "زایان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو بہت جلد سب سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ فیضان اسکی اسقدر تفصیل پر مسکرایا جبکہ امل اپنی جگہ زایان کی اس عادت سے تلملا گئی۔

"آہ ہم اب نیبرز ہیں لیکن میں نے آپ کا نام تو پوچھا ہی نہیں" زایان نے اپنے سر پر چپتے مارتے ہوئے کہا۔

"فیضان"   
 NEW ERA MAGAZINE   
 Novels / Fictions / Articles / Books / Poetry / Interviews   
 "میرا نام زایان احمد ہے" انکی باتوں میں انکی بلڈنگ بھی آگئی۔ وہ سب لفٹ میں اینٹر ہوئے تو زایان نے ۴ پر ایس کیا۔ امل نے گھر کا لاک کھولا اور سلام کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ اسکے پیچھے ہی وہ تینوں بھی داخل ہوئے۔ یہ چار روم کافلیٹ کافی صاف ستھرے اور خوبصورتی سے بنا ہوا تھا۔ احمد صاحب نے یہاں آنے سے پہلے تمام سیٹنگ کروالی تھی۔

"بیٹا آپ بیٹھیں۔۔۔ امل بھائی کو پانی دو" نزہت بیگم نے اسے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ساتھ امل کو بھی تائید کی لیکن فیضان اپنے لئے بھائی سن کر تلملا

گیا۔

"نہیں انٹی شکریہ۔۔۔ میں چلوں گا۔۔۔ میرا فرینڈ ویٹ کر رہا ہے" فیضان نے معذرت کرتے ہوئے کہا کیونکہ موبائیل پر اسکے دوست کی کال آرہی تھی۔

"بیٹا بس پانچ منٹ۔۔۔ ایسے ہی جاؤ گے تو مزہ نہیں آئی گی" نزہت بیگم نے التجا یہ کہا

"نہیں انٹی تکلف کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں واقعی لیٹ ہو رہا ہوں" فیضان نے

رسانیت سے کہا

"بہت شکریہ بیٹا اپنے مدد کی۔۔۔ جیتے رہو" نزہت بیگم نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا وہ انکی محبت پر مسکرا دیا۔

"انٹی شکریہ کی ضرورت نہیں یہ میرا فرض تھا۔۔۔ تھوڑا آگے ہی ہمارا پارٹمنٹ ہے باہر ہی تبسم ہاؤس کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے۔۔۔ آپ کو کچھ بھی کام ہو پلیز مجھے بلا لیجئے گا" فیضان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور شہزادہ زایان آپ ہمارے گھر پر آئیے گا۔۔۔ میں آپکا ویٹ کروں گا" فیضان نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔

"جی بھائی ضرور" زایان نے بھی مسکرا کر کہا

"اجازت دیں انٹی۔۔۔ السحافظ" فیضان نے اب دوبارہ موبائیل پر آنے والی کال دیکھتے ہوئے کہا۔

"فی امان السنچے" نزہت بیگم نے کہا۔ فیضان نے ایک نظر امل کو دیکھا جو انکے کچھ فاصلے پر ہی نظریں جھکائے کھڑی تھی اور باہر نکل گیا۔ زایان اسکے ساتھ گیٹ تک آیا اور اسکے جانے کے بعد گیٹ بند کیا۔ فیضان نے باہر نکلتے ہی ایک لمبی سانس خارج کی۔ اس اچانک افتاد پر وہ حیران تھا جو اسکے دل و دنیا کی تہہ و بالا ہلا چکا تھا۔ وہ تو یونی میں بھی کسی لڑکی کو نظر اٹھا کے نہ دیکھتا تھا لیکن آج نجانے کیا ہوا کہ وہ بے خود سا سے دیکھے گیا اور پھر بار بار اسکی نظریں اس وجود کی طرف اٹھنا چاہ رہی تھیں جسے وہ ملامت کرتے بھٹکنے سے روکتا تھا۔ فیضان نے اپنی کیفیت پر جھرجھری لی اور موبائیل پر آنے والی کال کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں بس آرہا ہوں" اسنے موبائیل پر جواب دے کر پاکٹ میں رکھا اور لفٹ میں بیٹھ گیا۔

©©©©©©©©©©©©©©©©



وہ چاروں آج ریسٹورینٹ سے آنے کے بعد شام کی چائے کے لئے سوسائٹی کے باہر بیٹھے ایک چائے کی ہوٹل میں بیٹھے تھے۔ امجد (نوکر) آج جلدی چلا گیا تھا اور خان بابا کی طبیعت خراب تھی تو وہ یہیں آگئے۔ انہیں دیکھ کر کوئی کہ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی گروپ ہے جو ایک عالیشان ریسٹورینٹ کے مالک ہیں۔

"اے ادھر آؤ؟" عالیان جو کب سے ایک لڑکے کو ٹیبل پر نظریں جھکائے ادا اس اور غمگین بیٹھا دیکھ رہا تھا اب اسکے اٹھ کر جانے پر اسے آواز دے کر اپنی طرف بلا یا۔

"میں" اس لڑکے نے گھبراتے ہوئے اپنی طرف اشارہ کر کے تصحیح چاہی۔

"ہاں تم بھی ادھر آؤ" عالیان نے بے زاریت سے کہا وہ تینوں حیران رہ گئے کیونکہ

بہت کم ہی کسی کو مخاطب کرتا تھا۔ وہ لڑکا عالیان کے ساتھ بیٹھے لڑکوں کو دیکھ کر گھبرا

رہا تھا جو بلاشبہ خوبصورت تو تھے لیکن ایک جیسی پرنٹڈ اورنج رنگ شرٹ اور پھٹی

پینٹ پہنے آوارہ ہی معلوم ہوتے تھے ہاتھوں میں بینڈ۔۔۔ آج انہوں نے کچھ لکچر چینیج

کرنے کا موڈ بنایا تھا۔ عالیان کے علاوہ سبھی کے ہاتھوں میں سگریٹ تھی جب کے کب

سے انکی اونچی آواز میں لگائے گئے قہقہے کب سے اس ماحول کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ وہ

ایسے ہی تھے کبھی ان سے زیادہ مہذب کوئی نہیں ہوتا تو کبھی ایسے کے ان سے بڑا بد معاش

کوئی نہیں لیکن اس سب کے باوجود وہ اس سوسائٹی کی جان تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اسکے پکارنے پر حیران اور پریشان ہو گیا تھا۔

"ارے بھائی کھڑے کھڑے کہاں پہنچ گئے ہو۔ ادھر آؤ۔۔۔ شاباش کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا" عالیان نے اس بار تھوڑا نرم لہجے میں کہا کیونکہ اسکی شکل دیکھ کر وہ پہچان گیا تھا کہ وہ گھبرا رہا ہے جبکہ اسکے ساتھ موجود لڑکوں نے نظروں کا تبادلہ کیا اور نا سمجھی کا مظاہرہ کیا کیونکہ عالیان جیسا مغرور شہزادہ بہت ہی کم کسی کو مخاطب کرتا تھا۔ عالیان کے دوبارہ پکارنے پر وہ انکی ٹیبل کے نزدیک آیا۔

"بیٹھو" عالیان نے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ کچھ جھجھکتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" عالیان کا لہجہ ہنوز نرم ہی تھا۔

"ج۔ج۔ جی عامر" اسنے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔۔۔۔ چھوٹے ادھر آؤ۔۔۔۔۔ عمر کیا ہے؟" عالیان نے ہوٹل کے لڑکے کو آواز

دے کر دوبارہ اسے مخاطب کیا۔ اسکے ساتھ بیٹھے تینوں لڑکوں کی نظریں ان دونوں پر ہی تھی۔

"ج۔ج۔جی دو مہینے بعد سترہ کا ہو جاؤں گا" عامر نے جھجھکتے ہوئے ہی کہا

"جی عالیان بھائی" اتنے میں چھوٹے اسکے نزدیک آگیا۔

"ارے میرے چھوٹے شیر کیسے ہو۔۔۔ کہاں تھے اتنی دیر؟ عالیان نے حارث عرف

چھوٹے کے بال بگارتے ہوئے کہا۔

"وہ بھائی ہم ٹیوشن گیا تھا تو بس آج باجی نے چھٹی بند کر دی تھی" چھوٹے نے منہ

بگارتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنے ہو شیار بچے کی چھٹی کیوں بند کر دی" اب کے منزل نے اسکے گال کھینچتے

ہوئے کہا۔

"مڑا تم ہمارا گال مت کھینچو ہم نوشی باجی سے تمہاری شکایت کرے گا۔۔۔ اس

سگریٹ کا بھی بتائے گا" حارث نے اپنے گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اسکی بات سن

کر سب کا قبضہ بلند ہوا کیونکہ سب کو رعب میں رکھنے والا منزل عرف مزنی نوشی سے

ڈرتا بھی اتنا ہی ہے وہیں منزل نے حیرانگی سے عالیان کے چھوٹے شیر کی طرف

دیکھا۔ منزل نے فوراً سگریٹ پھینکی۔

"تو۔۔ تو میری شکایت کرے گا میں تیری شکایت کر کے کل پھر چھٹی بند کرواؤں  
گا" مزی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہا ہا ہا۔۔ مڑا تمہارا آواز ہی کب نکلتا ہے باجی کے سامنے۔۔ دیکھا تھا ہم نے کل  
مارکیٹ کے نگرپر کیسے اسے دیکھتے ہی تمہارا سٹی پیٹی گم ہو گیا تھا اور شریف بچہ بن کے  
بیٹھ گیا تھا۔ حادثہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تیری تو میری جاسوسی کرتا ہے۔۔۔ سالے ابھی زمین سے اگا نہیں اور نکلا ہے جیمس  
بونڈ بننے" منزل نے غصے سے کہا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہوا کیونکہ سب کے سامنے پول  
کھلتے ہوئے وہ تملایا ہی گیا تھا۔ پہلی وہ تیمور کم اسکار یکارڈ لگا چکا تھا جو اب یہ چھوٹا  
بد معاش بھی اس پر ہنس رہا تھا۔ عامر تو ان سب کو حیرانگی سے دیکھے جا رہا تھا۔

"اوہو۔۔۔ چھوڑو یہ سب۔۔۔ اور چھوٹے تم سے میں بعد میں پوچھوں گا ضرور آج  
پھر کوئی ٹیسٹ میں کم نمبر لائے ہو گے یا کوئی نئی شرارت کی ہوگی۔۔۔ ابھی جلدی  
سے ایک بریانی کی پلیٹ لے کر آؤ" حادثہ نے تو فوراً ہی وہاں سے دور لگائی کیونکہ وہ  
منزل کے غصے سے بھی واقف تھا اور عالیان کے بھی۔

"ہاں تو عامر بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟" عالیان نے اس دبلے پتلے لڑکے کو ایک بار پھر مخاطب

کیا۔

"ج۔ج۔جی کوئی مسئلہ نہیں"

"دیکھو مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں کب سے تمہیں دیکھ رہا ہوں کافی پریشان اور اُلجھے ہوئے لگ رہے ہو۔۔۔ کوئی تو بات ہے جو تم اتنے چُپ چُپ ہو۔۔۔ جبکہ تمہاری عمر کے لڑکے تو شرارت اور مستیاں کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں" عالیان نے سنجیدگی اور نرمی سے کہا جبکہ عامر تو اسکی باتوں میں ہی اُلجھ گیا تھا کہ اتنی سی دیر میں وہ اتنا کیسے جان گیا۔ وہ اسے ایسے ہی دیکھتا رہا کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بتائے۔ جبکہ عالیان کو اس میں اپنا بچپن دکھ رہا تھا۔

"دیکھو بچے پریشان مت ہو۔۔۔ اگر تم سمجھ رہے ہو کہ ہم انجان ہیں تو جان پہچان کروادیتے ہیں۔۔۔ میرا نام عالیان ہے یہ منزل عرف مزوی، یہ فیضان عرف فیزی اور یہ ہمارا بھولا میرا مطلب تیمور ہے اور ہم سب بھائی ہیں۔ اگر تم انکے گیٹ اپ سے گھبرارہے تو ڈرو مت یہ لوگ فلحال "پانی کا بچاؤ کرو، پاکستان کی خدمت کرو" مہم پر نکلے ہوئے ہیں اس لئے تین چار دن بعد بھی مشکل سے نہاتے ہیں اور اسی بدبو کو دور کرنے کے لئے سستی پر فیوم لگاتے ہیں جن سے اُن بیچاروں کا بھی روزگار چلتا

ہے "عالیان نے اتنی تفصیل سے سب کا تعارف کروایا کہ وہ سب تلملا کر اور منہ بسور کر رہ گئے لیکن عالیان کے سامنے اپنا احتجاج بھی بلند نہ کر پائے کہ تین چار دن کچھ زیادہ ہو گیا ہے۔ عالیان ہی ان چاروں میں تھا جو ہمیشہ اچھی طرح ملبوس رہتا تھا اور روز دو دفعہ نہائے بغیر تو اسے چین ہی نہیں آتا تھا جبکہ پرفیوم بھی برانڈ ہوتا تھا۔ اسکے اس حوالے سے عامر کی بھی ڈھارس بنی جبکہ اس قدر سفاکی سے بیان کئے گئے حوالے پر ہلکی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر آ کر دوبارہ معدوم ہو گئی۔ اتنی دیر میں بریانی بھی آگئی تو عالیان نے اسکو پیش کی لیکن اسنے کھانے سے انکار کر دیا۔

"جی وہ میں قریبی آفس میں پیون کی جوب کے لئے اپلائے کرنے آیا تھا لیکن کسی نے سلیکٹ نہیں کیا سب کا کہنا ہے کہ انہیں بڑی عمر اور کم پڑھے لکھے لوگ درکار ہیں" عامر نے جھجھکتے ہوئے بتایا

"پیون کی جاب۔۔۔۔۔ لیکن کیوں میرا مطلب ہے تم پڑھے لکھے ہو" عالیان نے حیرانگی سے کہا۔

"فرسٹ ایئر کا طالب علم ہوں میرے بابا کا خواب تھا میں آرکیٹیکچر بنوں لیکن اسکے لئے بھی پیسے درکار ہیں لیکن ان سب سے پہلے پیٹ بڑھنا ضروری ہے جس کے لئے

نوکری کی ضرورت ہے لیکن ہر جگہ سے مایوسی ہوتی ہے کوئی ڈگری مانگتا ہے کچھ کہتے ہیں کہ ابھی چھوٹے ہو۔ "عامر نے افسردگی سے بتایا۔

"ہمم۔۔۔ تمہارے والد صاحب "مزل نے کہا تو عامر نے اسکا سوال ہونے سے پہلے ہی کاٹ دیا۔

"وہ چار سال پہلے وفات پا گئے ہیں" عامر نے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے بھگیے لہجے میں بتایا۔

"اور کون ہیں تمہارے گھر میں۔۔۔ اور اتنے سال سے گھر کیسے چل رہا تھا۔" فیزی نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"میری ایک چھوٹی بہن ہے چودہ سال کی اور امی ہوتی ہیں۔۔۔ ہماری ایک دکان تھی جس کا کرایہ آتا تھا اور کچھ امی سلائی کر لیا کرتی تھیں تو گزارہ ہو جاتا تھا لیکن اب وہاں مال (mall) تعمیر ہو رہا ہے سب کی دکانوں پر قبضہ کر لیا گیا ہے "عامر کا لہجہ اب بھی بھگا تھا اور آنکھوں میں نمی جو فلوقت عالیان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

"قبضہ کر لیا ایسے کیسے۔۔۔ مطلب کاغذات وغیرہ تو تمہارے نام ہونگے نہ "عالیان

نے غصے سے کہا

"جی میری امی کے نام تھے۔۔ ہم نے دینے سے انکار کیا تو علاقے کا ایس پی زبردستی ہمارے گھر آ گیا اور میری ماں اور بہن کو جس نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے تو اس نظر سے بھی وحشت ہو رہی ہے۔۔ اس نے۔۔ اسنے میرے سر پر گن رکھی اور بہن کو اپنے۔۔۔۔ اپنے غلیظ ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے دھمکی دی کہ یا تو عزت بچالے یا دکان" یہ کہتے ہی عامر نے اپنی آنکھیں میچی کب سے رُکے ہوئے آنسو اباسکے گالوں پر بہہ رہے تھے اور کچھ دیر کا وقفہ لیا۔

"میری معصوم بہن اسکی غلاظت کو نہیں پہچان پارہی تھی لیکن اسکی آنکھوں میں التجا تھی کہ بھائی مجھے اس درندے سے بچاؤ، ایک آس تھی کہ اسکا بھائی اسکا محافظ ہے وہ اس پر آنچ نہیں آنے دے گا۔۔ میری ماں کی آنکھوں میں بے بسی کچھ کھودینے کا درد تھا۔ میں نے۔۔ میں نے اس شخص کی وحشی آنکھیں دیکھی تھیں اسکی درندگی محسوس کی تھی۔۔ اس وقت میرے لئے سب سے زیادہ ضروری اپنی بہن کی حفاظت تھی۔۔ ایک غریب کے پاس عزت کے علاوہ تو کوئی قیمتی اثاثہ نہیں ہوتا اور اس سے ضروری میری بہن کی معصومیت تھی جسے میں داغدار نہیں ہونے دے سکتا



تھا اسی وقت ہم نے اپنے کاغذات انکے حوالے کر دئے اور میری امی نے پراپرٹی ٹرانسفر کے پیپر پر سائن کر دئے "عامر نے اپنی بے بسی بتا کر اپنے آنسو صاف کئے جبکہ عالیان نے غصے سے اپنے مٹھیاں بھینچی۔ اسکے سامنے وہی درد بھڑی آنکھیں آرہی تھیں جنہیں وہ روز بھولنے کی کوشش کرتا تھا۔

"عالیان بھائی جب محافظ ہی لٹیڑے بن جاتے ہیں تو ہم غریبوں کو اپنا آشیانہ چھوڑنا ہی ہوتا ہے۔۔۔ میرے بابا کہتے تھے کہ میں بہادر ہوں۔۔۔ لیکن اس وقت۔۔۔ اس وقت جب میری بہن کے ساتھ میری ماں کو بھی غلاظت بھری نظروں سے دیکھا جا رہا تھا اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میں نہیں ہوں بہادر۔۔۔ نہیں ہوں میں بہادر۔۔۔ بابا جھوٹ کہتے تھے۔۔۔ میری ماں اس ڈر سے گھر سے نہیں نکلتی کہ کوئی آ نہیں جائے۔۔۔ اسکول بھی میرے بے حد اسرار کرنے کے بعد میرے ساتھ بھیجتی ہیں لیکن جب تک وہ گھر نہیں آجاتی انکی آنکھوں میں ڈر اور خوف کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔۔۔ ہلکی سی آہٹ سے گھبرا جاتی ہیں۔۔۔ اور میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔ ایک نوکری تلاش نہیں کر سکتا۔۔۔ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ بہت بزدل ہوں میں بہت بزدل" یہ کہتے ہی وہ بلک بلک کہ روپرا اور یہی انکی برداشت تھی چاروں

نے کھڑے ہو کر اسے گلے لگایا۔ انکے درمیان کیا بات ہو رہی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا لیکن اس ہوٹل میں کچھ ایسے لوگ تھے جو اس بات کو جانتے تھے کہ آج پھر کسی مظلوم کو انصاف ملے گا اور ایک ظالم عنقریب اپنے انجام کو پہنچے گا کیونکہ اکثر وہ ایسے لوگوں کی مدد کرتے تھے۔

"بس بچے بس کس نے کہا تم بہادر نہیں ہو" منزل نے اسکا سر سہلاتے ہوئے کہا۔ وہ کوئی کمزور لڑکا نہیں تھا جو ہر کسی کے سامنے اپنے دُکھوں کا اشتہار لگائے لیکن نجانے کیوں انکے سامنے اسنے ہر بات کھل کر بیان کی۔ شاید انسان کو کبھی کبھی ایسے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے سامنے وہ اپنا دل ہلکا کر سکے اور عالیان کے استفسار پر اسے کچھ ایسا ہی محسوس ہوا۔

"بلکل تم بہت بہادر ہو جسنے اس کٹھن وقت کا سامنا کیا اور اب تک باحوصلہ ہو۔۔۔ انسان تب تک نہیں ہارتا جب تک وہ خود ہار نہ مان لے اور خدا بھی انکی مدد کرتا ہے جو خود آپ اپنی مدد کرتا ہے" عالیان نے اسکے آنسو پونچتے ہوئے کہا۔ اب اسے سمجھ آیا تھا کہ کیوں اس بچے میں وہ اپنا آپ محسوس کر رہا تھا۔

"چلو شاہاش چپ کرو اور پانی پیو ورنہ یہ بھولا یہاں ندیاں بہا دیگا اور کریم دادا کا ہوٹل

تم دونوں کے آنسوؤں سے ہی ڈوب جائے گا" فیضی نے اسے پانی دیتے ہوئے کہا۔ عامر نے بھی تیمور کی طرف دیکھا جو واقعی رو رہا تھا اسنے تھوڑا پانی پی کر اسے دیا تو سب کے چہروں پر ہنسی آگئی۔ بھولانے بھی اسی گلاس سے پانی پی کر ٹیبل پر رکھا۔

"اچھانچے پہلے تو بتاؤ کیا حساب کتاب جانتے ہو" منزل نے پوچھا

"جی۔۔ میرا میتھس بہت اچھا ہے" عامر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو بھئی۔۔ میں ٹینشن فری ہو گیا۔۔ کریم دادا کو اس ہوٹل کے لئے کسی ایسے

شخص کی ضرورت تھی جو انکا حساب سنبھال سکے۔۔ کچھ دنوں سے میں یہ کام

سرا انجام دے رہا تھا اب تمہاری ذمہ داری۔۔ کر لو گے نہ" منزل نے اسے بتاتے

ہوئے پوچھا تو عامر نے خوشی سے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو بھئی ڈن ہو گیا۔۔ پہلا مسئلہ تو حل ہو گیا۔۔ اب ذرا اس ب۔۔۔ میرا مطلب

ہے اس بھائی صاحب کا نام بتاؤ جو تمہارے گھر آیا تھا۔" فیضی نے گالی دیتے دیتے

عالیان کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر تھوک نگلا اور بات بدلی۔

"ایس پی جنید" عامر نے بتایا تو عالیان کے چہرے پر غصے کے آثار آئے۔

"یہ ایس اس پی آجکل بہت ہواؤں میں اڑ رہا ہے ذرا سی پاور کیا آگئی ہے اپنے آپکو تیس مارخان سمجھ بیٹھا ہے۔۔ اس کے سارے بل کس میں نکالوں گا۔۔ تیمور کل تک کا وقت ہے ساری معلومات چاہیے مجھے اسکے بارے میں اور مزئی تم اس پر نظر رکھو گے اور فیزی تم اس زمین پر جہاں یہ مال (mall) بن رہا ہے اسکے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر کے دو" عالیان نے سب کے ذمے کام سپرد کرتے ہوئے عامر کی طرف متوجہ ہوا۔

"بچے اب تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں اور کل سے تم اپنے کالج کے بعد آ جانا اور ہاں اپنی کتابیں ساتھ لے کر آنا کیونکہ چھ سے آٹھ تمہارا کام میں سنبھالوں گا اور تم پڑھو گے اور دس بجے تمہاری چھٹی ہوگی بیس ہزار تنخواہ ہوگی۔۔ اور اپنی امی سے کہنا اب ڈرنے کی ضرورت نہیں اور اپنی بہن کو بنا کسی خوف کے اسکول بھیجو" عالیان نے اسے سارا شیڈیول سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن بھائی میں مینج کر لوں گا اور سیلری بہت زیادہ ہے۔" عامر نے رسائیت سے کہا۔

"دیکھو بچے۔۔ تمہارے سامنے یہ جو تین جوان شیر بنے بیٹھے ہیں میرے سامنے یہ

بھی گیڈر بن جاتے ہیں اسکے لئے کوئی بحث نہیں پہلی اور آخری بار بتا رہا ہوں۔۔۔ چلو اب جاؤ کل سے ٹائم پر آنا" عالیان دوبارہ اپنے غصے کے خول میں آیا جبکہ ان تینوں نے معصومیت کی مثال قائم کرتے ہوئے معصوم چہرہ بنایا۔

"چل بھی وائلڈ موڈ آن ہو گیا جلدی چلتا بن" منزل نے عالیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور فوراً دھر دھر ادھر ادھر نظریں گھمائی تو عامر کو اسکے انداز پر ہنسی آگئی اور پھر سب اسے سلام کر کے اپنے گھر کے لئے روانہ ہو جبکہ وہ اب چاروں سرگوشی میں کچھ باتیں کرنے لگے۔

عمران صاحب کے کزن شاہد حمدانی کافی ٹائم بعد اپنی بیوی کے ساتھ کام کے سلسلے میں لاہور سے کراچی آئے تھے تو آج وہ ان سے ملاقات کے لئے انکے گھر موجود تھے۔ وہ چاروں باتوں میں مصروف تھے کہ نوشی کھانے کے لوازمات کے ساتھ ٹرے لے کر ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔

"السلام علیکم" نوشی نے دھیمی آواز میں سب کو مخاطب کیا۔



"آمین" عمران صاحب اور زبیدہ نے انکی بات پر کہا۔

"آج مجھے بڑا دکھ ہو رہا ہے کہ میرا کوئی بڑا بیٹا نہیں ورنہ اس پری کو میں اپنی بیٹی بنا کے لے جاتی" آمنہ نے اسکے سر پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

"بھابھی آپکی ہی بیٹی ہے" زبیدہ بیگم نے کہا جبکہ نوشی نے دل میں شکر ادا کیا کہ انکا کوئی بڑا بیٹا نہیں ورنہ جس طرح وہ واری جارہی تھیں جیسے آج ہی رخصت کروا کے لیجاتے۔

"بھابھی کہیں بات چلائی ہے کیا۔" آمنہ بیگم نے پوچھا جبکہ عمران اور شاہد ہمدانی اپنی سیاسی گفتگو میں مصروف ہو گئے تھے۔

"نہیں ابھی تو پڑھ رہی ہے۔۔۔ میں تو اسے وداع کرنے کا سوچتی ہوں تو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔۔۔ ہمارے گھر میں تو کل یہی ہماری رونق ہے" زبیدہ بیگم نے افسردگی سے کہا۔

"ہمم۔۔۔ لیکن یہ تو دنیا کا دستور ہے۔۔۔ دل مضبوط کر کے بھی انہیں رخصت کرنا ہی ہوتا ہے۔۔۔ دیکھئے گا ہماری گڑیا کے لئے تو شہزادہ آئے گا" آمنہ نے آخر میں

شرارتی انداز سے کہا تو زبیدہ بیگم مسکرا دیں اور نوشی جو اپنی ماں کے بات پر افسردہ ہو گئی تھی اب مسکرا دی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے منزل کا سراپا لہرایا۔ وہ بھی کسی شہزادے سے کم نہیں تھا۔ کانوں میں اسکی بات "مجھ سے شادی کرو گی" گونجی تو اسکا چہرہ حیا سے گلنار ہوا۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد وہ دونوں اگلی بار آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ نوشی بھی زبیدہ بیگم کے ساتھ کام میں مصروف ہو گئی۔

©©©©©©©©©>

شہباز کا غصے سے بُرا حال تھا۔ وہ نقصان کم تھا جو اب اسکے دو کنٹینر مزید آرمی کی چیکنگ کے دوران پکڑے گئے تھے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر اسکا یہ کونسا دشمن تھا جو اسے تباہ کرنے پر تلا ہوا تھا۔ کاظم نے اپنے تمام ذرائع استعمال کر لئے تھے لیکن کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

©©©©©©©©©©

عامر نے جب گھر جا کر اپنی والدہ کو یہ بات بتائی تو وہ بہت خوش ہوئیں لیکن انہیں آجکل کے حالات کے لحاظ سے کچھ فکر بھی لاحق تھی۔



"عامر بیٹا۔۔۔۔ کہیں کوئی غلط لڑکے تو نہیں تھے جو تجھے لالچ دے رہے ہوں۔" اسکی

والدہ امینہ نے فکر مندی سے کہا

"نہیں امی پہلے تو میں بھی ان سے بہت ڈر رہا تھا لیکن وہ چاروں بہت اچھے ہیں ہمارے

سب مسئلے یوں حل کر دئے اور آپکو معلوم ہے جب میں نے ساری بات بتائی نہ تو وہ

سب رنجیدہ ہو گئے تھے اور تیمور بھائی کی تو آنکھوں میں آنسو بھی آگئے تھے" عامر نے

اپنی ماں کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا

"آپ دیکھئے گا ہمارے سب مسائل اب حل ہو جائیں گے میں بابا کا خواب پورا کروں گا

اور ہماری ہانی گڑیا بغیر کسی ڈر کے اب اسکول جائے گی" تیمور نے کہا تو امینہ نے اسکی

پیشانی چومی۔ انکا شرارتی بچہ اتنی سی عمر میں ہی زندگی کی تلخیوں کو برداشت کرتے

ہوئے سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"بھائی سچی" ہانی جو انکے برابر میں بیٹھی اسکول کا کام کر رہی تھی نے چہکتے ہوئے کہا۔

"مچی میری گڑیا" عامر نے اپنی بہن کو مسکراتے ہوئے کہا۔ دونوں کے چہرے پر اتنے

دن بعد ہنسی دیکھ کر امینہ بیگم بھی مسکرا دیں اور دل سے ان چار اجنبیوں کو دعادی جو بنا

کسی تعلق کے لئے انکی پریشانی کم کرنے کا باعث بنے۔ وہ عامر کے سر میں اپنی انگلیاں

چلانے لگی۔ عامر بھی انکی گود میں سکون پا کر جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا

©R©O©R©R©R©R©R

کچھ مصروفیت کے باعث وہ اپارٹمنٹ نہیں جاسکے جہاں ان لڑکیوں کو ٹھہرایا تھا آج وہ کچھ گروسری لے کر اس اپارٹمنٹ میں گئے تھے اور عالیان کے کہنے پر وہ سب ابھی لاؤن میں گھاس پر بیٹھے تھے۔ وہ چاروں ایک ساتھ بیٹھے تھے جبکہ سامنے لڑکیاں خاموش بیٹھیں تھیں۔ عالیان کے پوچھنے پر سب نے اپنا نام بتایا تھا لیکن پھر خاموش ہو گئیں تھیں۔

"اہم۔۔۔۔ کیا آپ سب ہمیں اپنا بھائی نہیں مانتی" عالیان نے گلہ کھنکھارتے ہوئے ان اداس لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا جن حالات سے وہ گزری ہیں انکے لئے کسی پر بھی اتنی آسانی سے بھروسہ مشکل تھا لیکن وہ یہی بحال کرنا چاہتا تھا۔

"ایسی بات نہیں بھائی" اقصیٰ نامی لڑکی نے کہا۔

"تو پھر اتنی افسردگی اور خاموشی کیوں ہے" عالیان نے کہا۔ ان سب نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا لیکن خاموش ہی رہیں کیونکہ انکے پاس بولنے کے لئے کچھ تھا ہی

نہیں۔

"اچھا چھوڑیں۔۔۔ آپ سب نے اپنی تعلیم کے بارے میں کیا سوچا ہے۔" فیضی نے کہا ایک چھوٹی لڑکی اقصیٰ جو خود بمشکل ۱۸ سال کی ہوگی کے چہرے پر تبسم بکھڑا۔

"کیا ہم پڑھ سکتے ہیں" نائمہ نے کہا

"جی بلکل اور آپ تو مجھے میٹرک کی اسٹوڈینٹ لگ رہی ہیں" فیضی نے اسکے چہرے کی چمک دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھائی میں نے اینٹر کیا ہے اور پورے بورڈ میں ٹوپ کیا تھا۔۔۔ آپکو معلوم ہے میری ماما چاہتی تھیں کہ میں ڈاکٹر بنوں اور اسکے لئے میں نے میڈیکل کالج میں اپلائے بھی کیا تھا" اقصیٰ نے نم لہجے میں بتایا۔

"واؤ۔۔۔ میری ایک بہن فیوچر میں ڈاکٹر ہونگی۔۔۔ Is'nt it great ڈاکٹر

اقصیٰ۔۔۔ sounds interesting تیمور نے کہا وہ نم آنکھوں سے

مسکرا دی۔

"آپ سب لوگوں کو کوئی فکر کی ضرورت نہیں ہے آپ لوگ اپنا ایڈریس

دیں۔۔۔ آپکے گھر والوں سے کیا کہنا ہے یہ مجھ پر چھوڑ دیں آپ لوگ بس اپنے خواب پورے کریں "عالیان نے سب کو سنجیدگی سے کہا تو ان سب نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

"چلیں پھر آج ہم سب کے ہڈن ٹیلیمنٹ معلوم کرتے ہیں " تیمور نے کہا سب لڑکیاں اپنی اپنی صلاحیت بتانے لگیں۔ کوئی کہ رہی تھی کہ اسے سلائی اچھی آتی ہے تو کوئی بیکنگ اور کوکنگ کا بتا رہا تھا۔

"ارے ہماری سسٹرز تو بہت ٹیلیمنٹڈ ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ سب اپنے اس ٹیلیمنٹ کو نکھاریں "مزل نے کہا وہ اسکا چہرہ دیکھنے لگیں۔

"یہ بالکل صحیح کہ رہا ہے۔۔۔ آپ لوگ کوئی انسٹیٹیوٹ جوائن کریں یا پھر میں لیپ ٹاپ لادوں گا تو اونلائن سیکھیں "عالیان نے مزل سے متفق ہوتے ہوئے کہا۔

"بھائی وہ۔۔۔ ہم نے ڈیساٹیڈ کیا تھا کہ ہم آپ پر اس قدر ڈیپینڈ نہیں رہ سکتے۔۔۔ میرا مطلب ہے ہم نوکری کرنا چاہتے ہیں "اریبہ نے جھجھکتے ہوئے کہا۔ عالیان انکی خوداری دیکھ کر مسکرایا۔

"آپ میں سے کوئی بھی مجھے بھاری نہیں ہے۔۔۔ نہ ہی ہم میں سے کسی پر بوجھ ہیں" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں ہم نے صرف کہا نہیں ہے بلکہ دل سے آپ کو بہن مانتے بھی ہیں۔۔۔ پھر یہ سب" مزمل نے بھی استفسار کیا۔

"بھائی یہ بات نہیں ہے۔۔۔ لیکن ہم یہاں رہ کر کچھ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ خود کو قابل بنانا چاہتے ہیں" نازیہ نے کہا۔

"جی بھائی ہم بھی آپ کو سچے دل سے بھائی مانتے ہیں اور ہمیں یقین ہے آپ ہمیں سمجھیں گے" اریبہ نے بھی اسکی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ایک آئیڈیا ہے اگر آپ سب کو پسند آئے تو" فیضان نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تو سب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیوں نہ نیچے کے پورشن کو ہم ٹریننگ سینٹر بنا دیں۔۔۔ میرا مطلب ہے آپ یہاں لڑکیوں کو ٹیوشن پڑھا سکتی ہیں، بیکنگ اور سلانی وغیرہ سکھا سکتی ہیں مطلب جس کا جو ہنر ہے وہ اس مطابق سلیکٹ کر لے" فیضان نے کہا تو سب اس سے متفق ہوئے۔

"گریٹ آئیڈیا۔۔۔۔ میں آپکی ہیلپ کے لئے کسی کو ہائیر بھی کر سکتا ہوں اور کسی پر کوئی زبردستی بھی نہیں ہے۔۔۔ آپ لوگ جو پڑھنا چاہتی ہیں وہ اپنی پڑھائی بھی کھٹینو کریں۔۔۔ آپکے ڈاکیومنٹ دو چار دن میں آپکے پاس ہونگے۔" عالیان نے پورا پلین ترتیب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ممکن ہے" اقصیٰ نے کہا۔

"Every thing is possible in world to be  
dr.aqsa تیمور نے ہنستے ہوئے کہا تو اقصیٰ بھی کھل کر مسکرائی۔ کچھ دیر باتوں کے بعد وہ لوگ اپنے گھر آگئے۔

©R©R©C©R

عالیان نے اپنا کہا سچ کر دکھایا اور ان سب کے والدین کو قائل کر کے ان لڑکیوں سے ملوانے بھی لے کر گیا۔ اسکے سمجھانے پر وہ انہیں یہاں رہنے پر رضامند بھی ہو گئے۔ عالیان نے مشورہ دیا کہ وہ نوکری یا پڑھائی کا کہہ کر کوئی بہانہ بنا دیں۔ اس طرح وقت کے ساتھ لوگ بھول بھی جائیں گے اور ان کا بھی اعتماد بحال ہو گا جو اس وقت سب سے ضروری تھا جس سے وہ سب متفق ہوئے۔ عالیان نے کہا تھا کہ وہ

لوگ جب چاہیں اپنی بیٹی سے مل سکتے ہیں اور اگر یہ لوگ جانا چاہیں تو جا سکتی ہیں۔ ان سب نے ادھر رہ کر کچھ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اقصیٰ کا بھی میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہو گیا اور جو 6-7 لڑکیاں بھی پڑھنا چاہتی تھیں ان سب کا کالج میں ایڈمیشن بھی کروا دیا۔

ان چاروں نے اپارٹمنٹ کے گراؤنڈ فلور کو واقعی ٹریننگ سینٹر بنا دیا اور دوسرے فلور پر انکی رہائش کا بندوبست کر دیا۔ ضروریات کی ہر چیز مہیا کر دی گئی۔ سلائی مشین، کمپیوٹر، بیلنگ اور کوکنگ کی ہر چیز، مہندی حتیٰ کے ہر فیلڈ کے لئے الگ الگ پورشن بنا دئے گئے۔ باہر لان کو بھی اس کام کے لئے استعمال کیا گیا۔ ہر چیز کا بہت عمدہ سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا تھا کہ وہ پڑھائی کے بعد یہ سینٹر چلانے میں ہیلپ کریں گی۔ یہ سب دیکھ کر وہ حقیقی معنوں میں خوش ہوئیں تھیں اور انکے پر مسرت چہرے دیکھ کر وہ چاروں بہت خوش تھے۔

©R©R©R>©©©©

عبدالرحمن کورات سے بخار تھا تو آج قاری صاحب کے سب گھر والے اسکی عیادت

کے لئے فرحت بیگم کے گھر موجود تھے۔ قاری صاحب اسکے سرہانے بیٹھے اور کچھ کلمات کہے۔ عبدالرحمن کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض کے پاس عیادت کے لئے جاتے تو اس کے سرہانے بیٹھتے اور سات بار یہ دعا پڑھتے

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ

(میں اللہ عظیم، عرش بریں کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تمہیں شفاء دے) \* صحیح ابن حبان: 2975، 2978، 1، الصحیح المسند: 643،

سنن الترمذی: 2083 \*

"ایک دن میں میرے بچے کا چہرہ کیسا زرد پر گیا ہے فرحت ڈاکٹر کو دکھایا کہ نہیں۔" فاطمہ بیگم نے اسکے بال سہلاتے ہوئے کہا۔ عبدالرحمن بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور وہ تینوں اسکے ارد گرد بیٹھے تھے۔



"جی دوائی تورات کو ہی لے آئی تھی اب تو شکر ہے اللہ کا کافی بہتر ہے" فرحت بیگم نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ عبد اللہ صاحب جاوید بھائی (عبدالرحمن کے والد) سے ملنے کے لئے کھڑے ہو کر باہر چلے گئے۔

"السلام علیکم" عائشہ اور حوریہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بیک وقت سلام کیا۔ یہ دونوں آتے ہی کچن میں سوپ گرم کرنے چلی گئیں تھیں۔ سب نے انکے سلام کا جواب دیا۔

"ہمارے شہزادے کو کیا ہو گیا ہے" عائشہ نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس سے پوچھا پھر ایک چھوٹے باؤل میں سوپ نکال کر اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھی۔

"ارے آپی بس پیار لوٹنے کے بہانے ہیں۔۔۔ مجھے تو یہ کہیں سے بیمار نہیں لگ رہا" حوریہ نے عائشہ کو جواب میں کہا۔

"الحمد للہ سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔ اسکے لئے مجھے تو یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہاں البتہ آپ کے بارے میں کچھ کہ نہیں سکتے" عبدالرحمن نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"دیکھا کیسی پٹر پٹر زبان چل رہی ہے۔۔۔ ڈاکٹر حوریہ شکل دیکھ کر ہی پہچان جاتی ہے کہ مریض کو کیا بیماری ہے" حوریہ نے پہلے غصے سے اور پھر فخریہ انداز میں فاطمہ کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے بغور اسکا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"اللہ ہی بچائے ایسے ڈاکٹر سے پھر تو۔۔۔ ابھی تو ڈاکٹر بنی نہیں یہ حال ہے۔۔۔ وہ کہتے ہیں نہ نیم حکیم خطرہ جان" عبدالرحمن نے بھی عائشہ کے ہاتھ سے سوپ پیتے ہوئے نخوت سے کہا۔ وہ سب انکی گفتگو سے لطف ہو رہے تھے۔

"بس کرو حوری دیکھو تو کیسا میرا بچہ کملا گیا ہے۔۔۔ نظر لگ گئی ہے" فاطمہ بیگم نے اسکے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"لگ ہی نہ جائے نظر" حوریہ نے منہ بگاڑا۔

"آہاں ایسے نہیں کہتے نظر تو برحق ہے۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: حضور پُر نور صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جنّات سے اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ سورہ فلق اور سورہ والنّاس نازل ہوئیں، پھر آپ نے ان سورتوں کو پڑھنا شروع کر دیا اور ان کے علاوہ (دیگر وظائف) کو چھوڑ

دیا۔" فاطمہ بیگم نے کہا اور سورتیں پڑھ کر اسے دم کیا۔ اتنی دیر میں اسکا سوپ بھی ختم

ہو گیا۔ حوریہ بھی خالی کٹوری دیکھ کر مسکرائی کیونکہ اسے معلوم تھا یہ ایسے سوپ نہیں پئے گا اسی لئے جان بوجھ کر اس سے جگھڑا کر رہی تھی۔

اسکے کھانے کے بعد حوریہ نے اپنے پرس میں سے ایک گفٹ نکال کر اسے دیا۔

"واؤ گفٹ میرے لئے" عبدالرحمن نے خوشی سے کہتے ہوئے تصدیق چاہی تو اسنے اثبات میں سر ہلایا۔ اسنے تھام کر کھولا۔

"اسمارٹ واچ۔۔۔۔۔ تھینک ہو حوری آپنی" اسنے چہکتے ہوئے کہا۔

"لوجی ابھی یہ لڑ ہے تھے اور ابھی دیکھو۔۔۔۔۔ بھابھی میں ذرا کچن میں دیکھلوں" فرحت بیگم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو سب مسکرا دئے۔

"میں بھی چلتی ہوں" فاطمہ بھی اسکے ساتھ کھڑی ہوئی۔ دونوں کچن کی طرف چلی گئیں جبکہ وہ تینوں اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے۔

فرحت کے اسرار پر انہوں نے کھانا ساتھ ہی کھایا اور شام کو گھر روانہ ہوئے۔

©R©R©R©R©R©R©R

عامر نے اگلے دن سے آنا شروع کر دیا تھا۔ کریم دادا بھی اسکے کام سے بہت خوش

تھے۔ باقی عالیان بھی ریسٹورینٹ کے بعد اسکی مدد کے لئے موجود ہوتا اور اگر وہ مصروف ہوتا تو باقی تینوں میں سے کوئی مدد کر دیتا تاکہ وہ اپنی پڑھائی پر توجہ دے سکے۔ اس وقت وہ اپنے سیکریٹ روم میں موجود تھا جب منزل آیا اور اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھا۔

"کیا بنامال (mall) والے کیس کا" عالیان نے اپنی نظریں فائل سے ہٹا کر اس سے استفسار کیا۔

"ملک پرویز نام ہے۔ قبضہ مافیا میں سرفہرست ہے۔ یہ زور و بردستی سے لوگوں کی زمین پر قبضہ کرتا ہے اور انکار کی صورت میں انہیں دھمکی دی جاتی ہے اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔۔ آجکل اورنگی کی کسی زمین کے پیچھے ہے لیکن علاقہ مکین بھی اسکے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں۔۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اسکے خلاف کافی کیس بھی دائر ہیں لیکن اب تک کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی۔" منزل نے تفصیلاً بتایا۔

"ہمم۔۔۔ اور وہ ایس پی" عالیان نے پوچھا

"ہا ہا ہا۔۔۔ اسکا تو خاتمہ سمجھو۔۔۔ آوارہ شخصیت کا حامل تھا اور یہی آوارگی اسے

لے ڈوبی۔۔۔ ڈی ایس پی کی بہن کو چھیڑ دیا تھا اسکے علاوہ علاقے کے لوگوں کو اسکی شکایت تھی پھر کیا تھا بس لمبے عرصے کے لئے جیل میں گیا۔ "مزل نے مسکراتے ہوئے بتایا عالیان بھی مسکرایا۔

"چلو خس کم جہاں پاک۔۔۔ ملک پرویز کے خلاف ثبوت مزید اکٹھے کرنے ہونگے اور خاص کر کے ایس پی سے اسکے خلاف اگلونا ہوگا۔" عالیان نے کہتے ہوئے اپنا موبائیل نکالا اور کسی کا نمبر ڈائل کیا۔

"السلام علیکم زبیر۔۔۔ عالیان بات کر رہا ہوں" عالیان نے اپنے ایک ایمپلائے کو کال کیا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ جی سر کیسے ہیں آپ" زبیر پہلے تو حیران ہوا پھر سنبھل کر جواب دیا۔

"اللہ کا شکر۔۔۔ تم اورنگی میں رہتے ہونہ وہاں کچھ زمینی تضاد چل رہے ہیں کیا تمہیں اس بارے میں خبر ہے۔" عالیان نے کہا تو مزل بھی سیدھا ہو کر بیٹھا

"جی سر ہمارے ایریا میں ہی یہ تنازعہ چل رہا ہے کوئی ملک پرویز نامی شخص

ہے۔۔۔ کل بھی اسکے کچھ آدمی آئے تھے توڑ پھوڑ کر کے گئے ہیں۔۔۔ کمپلین بھی کی لیکن کوئی فائدہ نہیں "زبیر نے تفصیلاً بتایا۔

"کل جب وہ آئے تو کسی نے ٹوکا نہیں انہیں "عالیان نے کہا اور منزل کے اشارے پر موبائیل اسپیکر پر کیا۔

"جی سر کافی ہنگامہ آرائی ہوئی تھی کھلے عام دھمکیاں دے کر گئے ہیں کہ ملک پر ویز چھوڑے گا نہیں کسی کو۔۔۔ میں نے ویڈیو بھی بنائی ہے۔۔۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں "زبیر نے اسے مزید تفصیل سے آگاہ کیا ان دونوں کے لب مسکرائے۔

"بس ایسے ہی۔۔۔ کیا تم وہ ویڈیو مجھے سینڈ کر سکتے ہو "عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

"شیور سر۔۔۔ میرے کچھ اور فرینڈ نے بھی بنائی ہیں میں آپکو سب سینڈ کر دیتا ہوں "زبیر نے کہا۔

"گریٹ۔۔۔ میں ویٹ کر رہا ہوں "عالیان نے کہا اور الوداعی کلمات کہ کر کال ڈسکنیکٹ کی۔ دو منٹ بعد ہی اسے ساری ویڈیو آنا موصول ہوئیں۔۔۔ ان دونوں نے ساری ویڈیوز دیکھیں اور تمسخرانہ مسکرائے۔ عالیان نے فیس بک کے ایک پیج پر اپنے

فیک اکاؤنٹ سے ساری ویڈیوز اپلوڈ کیں۔

"چلو یہ بلا بھی جلد ہی ٹلے گی۔" منزل نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔۔ بُرائی کا دورانیہ لمبا ضرور ہوتا ہے لیکن اسکا انجام برا ہی رہتا ہے۔۔۔ انشاء

الذیہ بھی اپنا انجام ضرور دیکھے گا۔" عالیان نے کہا پھر کچھ دیر ادھر ادھر کی باتوں کے

بعد دونوں سونے کے لئے چلے گئے۔

©©©©©©©©©©

یہ منظر شہباز کے دفتر کا تھا جہاں وہ چکر پر چکر کاٹ رہا تھا اور کاظم سر جھکائے کھڑا تھا۔

"ناکارہ ہو کر بیٹھو ہوا تنے دن ہو گئے لیکن کچھ خبر نہیں ہے۔۔۔ کوئی تو ہو گا جس نے یہ

سب کیا۔۔۔ اس شخص کو زمین نکل گئی یا آسمان کھا گیا" شہباز غصے سے پھنکارہ تو کاظم

اسکی دھاڑ سے گھبرایا اور دو قدم پیچھے ہوتے ہوئے تھوک نگلا۔

"سر میں پوری کوشش میں ہوں۔۔۔ باقی تو سر مر گئے لیکن ایک آدمی جو اندر نگرانی

کر رہا تھا وہ اتفاق سے بچ گیا ہے لیکن اسے ہوش نہیں آیا۔۔۔ وہ ہی ہمیں کچھ بتا سکتا

ہے" کاظم نے ڈرتے ہوئے بتایا وہ یہ نہیں کہ سکا کہ ان سب کو تو وہ غصے میں مار چکا ہے

اب کس سے معلوم کرے۔

"کچھ بھی کرو۔۔۔ کچھ بھی مطلب کچھ بھی۔۔۔ وہ کمینہ میرا کڑوڑوں کا نقصان کر کے گیا ہے زندہ تو میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ اُپر سے آجکل چیکنگ بھی سخت کر دی گئی ہے تو باقی ڈلیوری بھی روکی ہوئی ہے" شہباز نے اسے گھورتے ہوئے شدید بے بسی سے کہا۔ کاظم نے اثبات میں سر ہلایا۔

جاؤ اب میری جان پر مت کھڑے رہے ہو" اسنے کرسی کی پشت پر ٹیک لگاتے ہوئے کہا تو کاظم نے جان بچ جانے پر فوراً باہر کی قدم بڑھائے لیکن اسکے آواز نے کاظم کے قدم روکے

"اور سنو۔۔۔۔۔ دو ہفتے ہیں تمہارے پاس۔۔۔ اس سے ایک دن زیادہ نہ ایک دن کم۔۔۔ اگر میرا کام نہیں ہو تو تمہارا کام تمام کرنے کے لئے میری ایک گولی کافی ہے جو تمہارے دل کے پار جائے گی۔۔۔ دفع ہو جاؤ جاہل کہیں کے" شہباز نے نفرت بھرے لہجے کہا۔ کاظم نے بنا مرے ہی اثبات میں سر ہلایا اور باہر نکل گیا پیچھے وہ آنکھیں موندے اکیلا اکیلا برانے لگا۔ ہر طرف سے ناکامی نے اسے نیم پاگل کر دیا تھا۔





"جی بھائی" علی نے نزدیک آکر کہا۔

"انٹی یہ علی ہے چوکیدار چاچا کا بیٹا آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو آپ انٹرکام سے تھری پریس کر کے اسے بتا دیجئے گا یہ لے آئے گا۔۔۔ اور علی یہ نزہت انٹی ہیں یہاں نئی رہنے آئی ہیں" فیضان نے دونوں کو تعارف کروایا۔

"جی ابو نے بتایا تھا کہ سمعیہ کمفرٹ میں نئے لوگ آئے ہیں۔۔۔ انٹی کچھ بھی چاہیے مجھے یاد کرنا آپ کو اے ون چیز لا کر دوں گا" علی نے خوشی خوشی بتایا۔ نزہت بیگم مسکرائی۔

"اچھا بھائی میں جاؤں اب" علی نے اجازت چاہی فیضان نے اثبات میں سر ہلایا جس پر وہ چلا گیا۔

"ارے فیضی بھائی آپ گئے نہیں اب تک" تیمور گھر سے نکلا تو فیضان کو یہاں کھڑے دیکھ کر اسی طرف آ گیا۔

"نہیں بس جا رہا ہوں" فیضان نے بتایا۔

"چلیں اچھا ہے پھر میں آپ کے ساتھ ہی چلتا ہوں ورنہ میں کیب کروار ہا تھا میری گاڑی

سروس کے لئے جانی ہے نہ " تیمور نے بتایا اور پھر آنکھوں سے بیٹیچ پر بیٹھی عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ وہ بھی غور سے اس خوبصورت لڑکے کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ اسے جواب دیتا کہ اپنی پیچھے سے سلام کی آواز پر مرے جہاں زایان اسکول یونیفارم میں جبکہ امل کالج یونیفارم میں کھڑی تھی۔

"وعلیکم السلام چھوٹے شہزادے۔۔۔ کیا حال ہیں۔۔۔ آپ تو اس دن کے بعد سے نظر ہی نہیں آئے" فیضان نے ایک نظر امل کو دیکھا جو سفید یونیفارم میں چہرے پر تھکن کے آثار لئے کھڑی تھی۔ اُس دن کے بعد درحقیقت وہ آج اسے دیکھ رہا تھا ورنہ تصور میں تو وہ چہرہ بھول ہی نہیں سکا۔ سرمی آنکھوں نے اس چہرے کو ازبر کر لیا تھا کہ انہیں بند کرتے ہی یہ پری پیکر چہرہ اسکے سامنے آجاتا۔ اس عام سی حالت اور شکن زدہ یونیفارم میں بھی وہ اسے کسی پری سے کم نہ لگی اپنے دل کے بے حد قریب محسوس ہوئی لیکن فوراً ہی نظر کا زاویہ بدلتے ہوئے زایان کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"بس بھائی پیپر زتھے تو تھوڑا بزی تھا لیکن آج میرا اسٹ پیپر تھا اب تو تین دن کا آف ہے" زایان نے چمکتے ہوئے بتایا۔ فیضان بھی مسکرایا۔ تیمور بس حیرانگی سے فیضان کی ان انجان لوگوں سے فریٹنکس دیکھ رہا تھا۔

"یہ کون ہیں بیٹا" نزہت بیگم نے حیران کھڑے تیمور کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"اوہ ہاں۔۔۔ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے تیمور۔۔۔ اور تیمور یہ نزہت انٹی ہیں سمعیہ

کمفرٹ میں نیو آئی ہیں۔۔۔ یہ انکا بیٹا زایان اور انکی بیٹی امل" فیضان نے سب کا تعارف

کر دیا۔ تیمور خوش اسلوبی سے ملا

"خوش رہو۔۔۔ اور کون کون ہیں آپ کے گھر میں" نزہت بیگم نے تیمور کے سر پر

ہاتھ پھیڑتے ہوئے کہا۔

"بس ہم چار بھائی ہیں۔۔۔ وہ دنوں ہم سے بڑے ہیں" تیمور نے بتایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور والدین" نزہت بیگم نے پوچھا۔

"انٹی ہمارے پیرنٹس کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا۔۔۔ ہمارے بڑے بھائی عالیان

بھائی نے ہی ہماری ماں اور باپ بن کر ہماری پرورش کی اور قابل بنایا" فیضان نے کچھ

اداسی اور فخر کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بتایا۔

"اوہ۔۔۔ الہا نہیں اعلیٰ درجات عطا فرمائے" نزہت بیگم نے رنجیدگی سے کہا اور انکا

چہرہ دیکھا۔ وہ ہنستے مسکراتے چہرے دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کتنے دکھ اپنے اندر



پرفیکٹ ہوتی تھی۔ دو دریا کے کنارے پر بناخو بصورتی سے بنا یہ ریسٹورینٹ عوام کو اپنی بناوٹ سے اپنی طرف راغب کرتا ہے۔ اسکے علاوہ بہترین کھانا جو بہت ہی نفاست سے لوگوں کو پیش کیا جاتا تھا جسے خوب سراہا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک بڑی تعداد میں عوام یہاں لطف و اندوز ہونے آتی تھی۔ ہر چیز کا بغور جائزہ لیتے ہوئے وہ کچن کی طرف گیا۔ یہ ایک بڑے پیمانے پر بناخو بصورت سا چکن تھا۔ کلاسک ٹائل پر بناخو بصورت چمچاتا فرش نفاست کا ثبوت دے رہا تھا۔ جدید اور ایمپورٹڈ اون موجود تھے۔ خوبصورت سابلیم ماربل پر مبنی کاؤنٹر جہاں بہت سے چولہے رکھے گئے تھے اور مختلف بہترین شیف اس وقت پکانے میں مصروف تھے۔ سامنے کی طرف مختلف حصوں میں کاؤنٹر بنے تھے جہاں ہر آرڈر تیار کر کے رکھا جاتا۔

"یہ پین اتنا گھس گیا ہے اسے چینیج کرو" عالیان نے کیبینٹ پر پرے ایک پین کی طرف اشارہ کیا۔

"جی سر۔۔۔ اسٹورج میں موجود ہے آج ہی میں نکلواتا ہوں" مینیجر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آہ ! یہ گرد یہاں کیسے آئی۔۔۔ ڈسٹنگ ٹیم کہاں ہے" عالیان نے ایک جگہ موجود

مٹی کو اپنی انگلی سے صاف کرتے ہوئے کہا تو مینیجر نے فوراً سے ایک آدمی کو صاف کرنے کا اشارہ کیا۔

"آئیندہ مجھے کہیں مٹی نظر نہ آئے" عالیان نے اسے کہا اور آگے بڑھا تو ایک آدمی کو دیکھ کر اسکے ماتھے پر شکنیں نمایا ہوئی۔

"یہ آپکا ہیڈ کور کہاں ہے" عالیان نے ایک شیف کو بغیر سر ڈھانپے ہوئے پکاتے ہوئے دیکھا تو کہا۔

"سر بس یہ پہن رہا ہوں" شیف نے اپیرن کی پوکٹ سے نکالا اور پہنتے ہوئے کہا۔  
"مسٹر یہ پہنے کے لئے دی جاتی ہے" عالیان کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"راہیل نوڈ ڈیپارٹمنٹ سے کہو کہ یہاں کی صفائی اور باقی نوڈ کو الٹی کو بیسٹ کرنے کی یقین دہانی کریں۔۔۔۔۔ ویکٹیبل، میٹ، چکن ایوری تھنگ شوڈ بی فریش

(Vegetable,meat chicken every thing should be fresh...I am not going to compromise in even a single thing...understand)"

نکلاتو مینیجر بھی اسکے ہمقدم ہوا۔

"یس سر"

عالیان دوسری چیزوں کا جائزہ لیتے ہوئے اور ساتھ ساتھ مینیجر کو انسٹرکشن بھی دیتے ہوئے اپنے روم کی طرف گیا۔

©©©©©©©©©©

دن گزر رہے تھے۔ فیضان نے منزل اور عالیاں کا بھی نزہت انٹی سے تعارف کروایا۔ وہ تو عالیاں کے دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی کہ کیونکہ وہ اسے ۲۰ سال کے قریب تصور کر کے بیٹھی تھی لیکن اس ۲۸ سال کے وجیہ شخصیت والے جوان کو دیکھ کر انہیں کافی حیرت ہوئی اور پیار بھی آیا۔

تیمور اپنے دوستوں کے ساتھ میچ کھیلنے جا رہا تھا تو زایان کو بھی ساتھ لے گیا۔ تیمور بیٹنگ کر رہا تھا اور سامنے اسکا دوست بالنگ کر رہا تھا البتہ زایان فیلڈنگ پر کھڑا تھا۔ شارٹ بال کروائی گئی اور تیمور نے اپنا بلا گھوما یا جو ہوا میں اڑتا ہوا نظر آ رہا تھا اور وہ زمین پر آنے کی بجائے ایک بچے کے سر پر جا کر لگا۔



"اوشٹ" تیمور نے جب بال کسی کو لگتے ہوئے دیکھی تو آنکھیں میچ کر کہا۔

"آج پھر مر گئے" ایک دوست نے کہا۔

"اب جائے آپ ہی بال لے کر آئیں گے" ایک اور دوست نے ہانک لگائی تو تیمور نے

بے بسی سے انہیں دیکھا اور پھر اس طرف گیا جہاں دو لڑکیاں کھڑی بچے کا سر سہلار ہی

تھی۔ ان میں سے ایک لڑکی کے ہاتھ میں بال تھا۔

حوریہ اور عائشہ عبدالرحمن کو لے کر واک کے لئے پارک آئی ہوئی تھیں اور وہ باتیں

کرتے ہوئے چل رہے تھے کہ عبدالرحمن کے سر پر بال آ کر لگی تو اس نے اپنا سر تھام لیا۔

"آئی ایم سو سوری چیپ۔۔۔ آپ کو لگی تو نہیں" تیمور نے بچے کو دیکھتے ہوئے کہا

"کیا مطلب لگی نہیں۔۔۔ لگی ہے تبھی سر پکڑ کے کھڑا ہے نہ" لڑکی کی جھنجھلائی ہوئی

غصے بھڑی آواز سے تیمور نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ خوبصورت پُرکشش چہرہ بھوری

آنکھیں جو غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بلیک عبایا پہنا اور اس پر گرے کلر کے اسٹالر

سے سر کو اس طرح سے ڈھانپا ہوا تھا کہ ایک بال بھی عیاں نہیں ہو رہا تھا۔ تیمور

مبہوت سا اسے ہی دیکھے گیا۔

"اومسٹر" حوریہ کے ہاتھ ہلانے پر وہ حواس میں آیا۔

"سو سوری وہ بس پتا نہیں کیسے لگ گئی۔۔۔ آپ ٹھیک ہو چیمپ" تیمور نے جھکتے ہوئے

عبدالرحمن کا ہاتھ اسکے سر سے ہٹایا اور اسے دیکھنے لگا تو اسنے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

"کھلتے ہوئے دھیان رکھنا چاہیے کہ یہاں دوسرے لوگ بھی موجود ہیں" حوریہ نے

ایک بار پھر کہا

"حوری کوئی بات نہیں وہ سوری کہ رہے ہیں" عائشہ نے ابلے اسے تنبیہ کی۔

"تھینک یوسسٹر میرا ساتھ دینے کے لئے" تیمور نے مسکراتے ہوئے عائشہ کو دیکھا جو

اس وقت فل حجاب میں تھی۔ زایان بھی اتنی دیر میں انکے قریب آیا۔

"اوہ زایان جلدی سے میرا بیگ لے کر آؤ" تیمور نے اسے دیکھ کر کہا تو وہ فوراً واپس

گیا۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی" عبدالرحمن نے ایک بار پھر جب اسے اپنا معائنہ کرتے ہوئے

دیکھا تو کہا۔ تیمور اسکی بات پر مسکرایا۔

"کہاں سے ٹھیک ہو۔۔۔ اتنی تیز لگی۔۔۔ یہ تو اچھا ہوا بال ٹینس کی تھی تو کچھ بچت

ہو گئی "حوریہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ تیمور نے بھی اس لڑکی کو دیکھا جو ابھی اتنے غصے میں تھی اور اب اتنی نرمی سے بات کر رہی تھی۔

"حوریہ انہیں بال واپس کرو۔۔۔ یوڈونٹ وری یہ ٹھیک ہے اب۔۔۔ پلیز انجوائے یور گیم" عائشہ نے نرمی سے کہا۔

"واپس دے دوں تاکہ پھر یہ کسی کو ماریں" حوریہ نے نفی کرتے ہوئے کہا اور بال کو دور جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ تینوں نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ سب کی نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر وہ رُخ پھیر گئی۔ تیمور نے فوراً اپنے قبضہ کو قابو کیا۔ زایان کے آنے پر اسنے بیگ سے ٹھنڈے پانی کی بوتل اور ٹولیہ نکالا۔ اس ٹکرے میں تھوڑا پانی ڈال کر اسکے سر پر رکھا۔

"یار معاف کر دو اصل میں جب میرے سامنے بال آتی ہے نہ تو یہ شاہد آفریدی کی طرح میرا بلا گھومتا اور یہ بال باؤنڈری سے باہر" تیمور ایک ہاتھ اسکے سر پر رکھے اور دوسرے سے اشارے کرتے ہوئے بتایا تو وہ کھلکھلا کے ہنسا۔

"بھائی میں سمجھ سکتا ہوں" اسنے اب کچھ مسکراتے ہوئے بتایا۔

"جی کیونکہ یہاں بھی کچھ یہی حال ہے۔" عائشہ نے تائید کی۔ حوریہ اب ہونقوں کی

طرح اسے دیکھ رہی تھی جو ایسے بات کر رہا تھا کہ گویا برسوں کی جان پہچان ہو۔

"بائے داوے چیمپ مائے نیم اس تیمور اور یہ میرا چھوٹا سا کیوٹ سا دوست

زایان" اسنے زایان کے گال کھینچتے ہوئے بتایا

آئی ایم عبدالرحمن اور یہ میری کزن سسٹر ہیں"

"ناؤ بیٹر" تیمور نے ٹکراہٹاتے ہوئے کہا تو اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر ابھی ادھر ہی ہو تو ہمارے ساتھ کھیلنا پسند کرو گے" تیمور نے اب بوتل بیگ میں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رکھتے ہوئے اسے آفر کی۔

"ہاں چلو بہت مزہ آئے گا" زایان نے بھی کہا۔ اسنے عائشہ کی جانب دیکھا۔ اسنے

اثبات میں سر ہلایا جبکہ حوریہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی بات نہیں حوری کچھ دیر کھیلنے دو تب تک ہم ادھر بیٹھ کر تازی ہوا کا مزہ

لیتے ہیں" عائشہ نے کہا۔

تیمور نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے جھاڑیوں سے بال نکال کر ان دونوں

کے ساتھ کچھ دور آیا جہاں سب دوست انکا انتظار کر رہے تھے اور انہیں آتے دیکھ اپنی پوزیشن لی۔

بیچ ختم ہونے کے بعد الوداعی کلمات کہ کر تیمور زایان کو لے کر گھر کی طرف روانہ ہوئے اور وہ دونوں بھی عبدالرحمن کی باتیں سنتے ہوئے اسے لئے گھر کے لئے نکلی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

عالیان گھر لوٹ رہا تھا کہ اسکی نظر ایک پارک پر گئی جو چھوٹا مگر نہایت ہی حسین تھا۔ اسنے اپنی کار پارک کی اور ٹوکن لے کر اندر داخل ہوا۔ اندر جاتے ہی ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اسکا استقبال کیا۔ عالیان نے ارد گرد دیکھا اسکے حسین مناظر نے اسے اپنے حسن میں جکھڑ لیا۔

اونچے لمبے درخت رنگارنگ پھول جن سے آتی مہک ماحول کو خوشگوار بنا رہی تھی۔ بچوں کے کھیلنے کا شور، پرندوں کی چہچہاہٹ اور ڈوبتا سورج اس خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے تھے۔ وہ ایک خالی بیچ پر جا کے بیٹھ گیا۔ اس وقت کافی لوگ واک کر رہے تھے تو کچھ بیٹھے ٹھنڈی ہوا کا مزہ لے رہے تھے۔ عالیان کی نظر ایک منظر پر آ کر روک گئی۔ ایک لڑکی اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اسے پکڑنے کی کوشش

کرتی اور پکڑنے کے بعد دونوں کھلکھلا کر ہنستے۔ انکے ساتھ عالیان کی ہنسی بھی شامل تھی لیکن جلد ہی وہ منظر اسکی آنکھوں میں دھندلا ہوتا گیا۔

ایسے ہی ایک باغ میں وہ اپنی امی کے ساتھ گیا تھا۔ انہیں سرسبز لہلہاتے باغ بہت پسند تھے۔ وہاں جا کر وہ خوب مستی کرتے۔ وہ بھی انہیں کی طرح کھیل رہے تھے۔ وہ آگے بھاگ رہا تھا جبکہ تبسم اسکے پیچھے تھی۔ اسے پکڑنے کے بعد کھلکھلا کر ہنستی اور عالیان اسے دیکھ کر خوش ہوتا کیونکہ اسکی ماں کی یہ حسین اور بے فکر ہنسی بہت ہی کم دیکھنے کو ملتی۔۔۔ ایک خاموش آنسو اسکی آنکھ سے بہہ کر اسکی گھنی ڈاڑھی میں جذب ہو گیا۔ وہ اس یاد میں اس قدر گم تھا کہ اپنے آس پاس سے بھی بے خبر تھا۔

قاری عبداللہ اسکے پاس بیٹھے اسکی بے سُدھی پر حیران ہوئے اور اسکی بھسکے گوشے دیکھ کر شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اپنے حواس میں آیا اور اپنے دائیں طرف دیکھا جہاں وہ بیٹھے اسے ہی غور سے دیکھ رہے تھے۔

السلام علیکم "انہوں نے کہا

"وعلیکم السلام" وہ جواب دے کر دوبارہ سامنے دیکھنے لگا۔

"سب بہت خوبصورت ہے نہ" انہوں نے کہا تو اس نے صرف اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے جس کا وہ مدہم لہجے میں جواب دیتا۔۔۔ باتوں کے دوران ہی انہوں نے بتایا کہ وہ یہاں کی جامع مسجد کے امام ہیں اور یونیورسٹی میں پروفیسر ہے۔۔۔ عالیان کے لئے تعجب کا باعث تھا کہ انہوں نے اس سے نام کے علاوہ کچھ بھی نہیں پوچھا اور نہ ہی اسے بتایا۔ کچھ دیر میں وہ انکی بے تکلف فطرت کے باعث وہ بھی بات ان سے بات کرنے لگا۔ عالیان کو وہ شفیق سے مولوی بہت اچھے لگے اور ان سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

"آجاؤ بیٹا نماز کا ٹائم ہو گیا ہے میرے ساتھ نماز پڑھو گے تو مجھے خوشی ہوگی" انہوں نے کہا۔ عالیان انہیں منع نہیں کر سکا اور انکے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"انکل میری کار اس طرف پارک ہے" عالیان نے انہیں دوسرے رخ جاتے دیکھتے ہوئے کہا

"ارے نزدیک ہی مسجد ہے۔۔۔ چلو آپکے ساتھ ہی چلتے ہیں وہیں آپ پارک کر لینا" انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور دونوں گاڑی میں بیٹھ کر مسجد کی طرف گئے۔

نماز کے بعد جب وہ ان سے اجازت لے کر جانا چاہتا تھا تو انہوں نے اس سے مصافحہ کیا  
 "بیٹا جو گزر گیا اس پر ملال کرنے کی بجائے اپنے آج کو بہتر بنانے چاہیے۔۔۔ اللہ انہیں  
 ہی آزماتا ہے جنہیں وہ پسند کرتا ہے پس پھر جو اسکے امتحان میں کامیاب ہوتا ہے اسکے  
 لئے بہترین اجر کا وعدہ بھی اسی نے کیا ہے۔"

وَلَسَوْفَ يُلَٰعِبُكَ رَبِّيَ ۖ فَتَرَٰضِي ۗ ﴿٥٠﴾

اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے ﴿٥٠﴾  
 بس پریشانی حد سے تجاوز کر جائے اور دل غمگین ہو تو سورۃ الضحیٰ کی تلاوت کر لیا کرو  
 بے شک اللہ بہتر کرنے والا۔۔۔ پروردگار تمہارا حامی و ناصر ہو "قاری صاحب نے  
 اسکی ہتھیلی کی پشت کو سہلاتے ہوئے کہا اور اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ عالیان لاجواب  
 تھا۔ انکے ایک فقرے نے اسکے گویا تمام دُکھوں کا مداوا کر دیا تھا۔ وہ انہیں چہرہ شناس  
 سمجھ رہا تھا لیکن وہ تو زخمی دل پر مرہم لگانے والے ثابت ہوئے تھے۔ وہ بس اثبات میں  
 سر ہلا کر باہر نکل گیا۔



"یا اللہ! سب کے لیے مدد فرما" قاری صاحب نے دعا کی۔ انہیں وہ کافی پریشان اور دکھی لگا اور ایک لگاؤ محسوس ہوا تھا اسی لئے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔

اسکے بعد وہ اکثر ملنے لگے۔۔۔ عالیان کو بھی ان سے کافی انسیت ہو گئی تھی۔ انکی صحبت میں رہ کر وہ نماز کا عادی ہوتا گیا اور اسکے پیچھے وہ تینوں بھی نماز پڑھنے لگے۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے بس باقاعدگی سے اب شروع کی تھی۔ عالیان نے انہیں اپنے بارے میں سب بتا دیا تھا اور انہیں کی باتوں کا اثر تھا کہ اسکی اداسی کچھ کم ہو گئی تھی۔ جب اس نے اپنے اکثر دیکھے جانے والے خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے آیت الکرسی اور یہ دعا حفظ کروائی۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضَرُونَ۔

(رواہ الترمذی ۲/۱۹۲)

"میں اللہ تعالیٰ کی پکی باتوں کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصہ، اس کے عذاب اور اس کی مخلوق کے شر سے اور شیطانوں کی چھیڑ سے اور اس سے کہ وہ میرے قریب آئیں"

کچھ انکی باتوں کا اثر تھا اور اس سے زیادہ اللہ کے کلام کی طاقت تھی کہ اسکی گھبراہٹ اور بے چینی کافی کم ہو گئی تھی۔۔۔ اب وہ اذیت ناک لمحے کم ہی اسے یاد آتے بلکہ انکی گزارش پر اسنے سلپنگ پلزلینا بھی چھوڑ دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

©R©R©R©R©R©R©R©R©

"تم سب کے لئے ایک نیوز ہے" عالیان نے اپنا اخبار ٹیبیل پر رکھتے ہوئے کہا تو سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"عالیہ باجی تو بڑی ہیں اس لئے نہیں آسکتی کل انکل انٹی آپنی یہ لوگ کے ساتھ آرہے ہیں عمران انکل کے گھر جانے کے لئے"

"اوہو۔۔۔۔۔ ویر میرا گھوری چریا" تیمور اور فیضان نے اسے ٹیز کیا۔ منزل نے اپنی

مسکراہٹ کو قابو کرنے کی کوشش کی۔

"ہائے ماں صدقے" تیمور نے اسے دیکھتے ہوئے بوڑھوں کی طرح کہا تو سب کا قہقہہ

بلند ہوا

"انٹی نے کہا ہے کہ ہم پانچ لوگ ہی جائیں گے اور آپ تینوں گھر میں بچوں کو سنبھالیں

گے" عالیان نے مزید کہا تو تینوں نے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا۔

"بھائی نہ کریں۔۔۔ مجھے تو لے چلیں" تیمور کی آواز سب سے پہلے بلند ہوئی۔

"نو پ۔۔۔ انکا ماننا ہے کہ اتنے زیادہ لوگوں کا جانا صحیح نہیں لگتا" عالیان نے نفی میں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر ہلایا۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا" اسنے منہ بسورا

"بھائی منزل بھائی کو تو لے جائیں" فیضان نے اسکی اتری صورت دیکھ کر کہا جس پر

منزل نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ان بھائی صاحب کا تو بلکل الاؤ نہیں ہے" اسنے بمشکل اپنا قہقہہ قابو کرتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے رشتہ لے کر جا رہے ہیں اور میں ہی نہیں ہونگا تو وہ مجھے دیکھیں گے

کیسے۔ "مزل نے اپنی طرف سے مثبت دلائل پیش کی۔

"آہاں آئی سی۔۔۔۔۔ ویسے تو عمران انکل نے تمہیں دیکھا ہوا ہے اور اگر نہ بھی دیکھا ہوتا تو کوئی پرابلم نہیں ہوتی۔۔۔ ہم انہیں تمہاری جانچ پڑتال کا وقت دے دیتے" عالیان نے اسکی دلائل کو رد ہی کر دیا۔

"this is not fair" تیمور نے ایک بار پھر ناراضگی سے کہا۔

"Every thing is fair...now no more

arguments...good night to all" یہ کہتے ہوئے گویا بات

ہی ختم کر دی اور کھڑے ہو کر اپنے روم کی طرف چلے گئے۔ پیچھے وہ دونوں مزل کو

تنگ کرنے لگے۔ وہ بھی ان دونوں پر کشن پھینک کر اپنے روم میں چلا گیا۔۔۔ انکے

اونچے قہقہوں کی آواز سے اپنے کمرے تک سنائی دی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

ناول : مسافت

از قلم : فائزہ گاڈت

"آج عالیان کی انٹی کافون آیا تھا" رضیہ نے صوفے پر بیٹھے عمران صاحب کو چائے دیتے ہوئے کہا۔

"عالیان کی انٹی کی کال سب خیریت ہے نہ" عمران صاحب نے اچھنبے سے پوچھا۔  
 "ہاں وہ نوشی کے رشتے کے سلسلے کے لئے میں آنا چاہتی ہیں" زبیدہ نے کچھ فکر اور ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

"نوشی کا رشتہ --- کس کے لئے --- جہاں تک مجھے یاد ہے انکا تو کوئی بیٹا نہیں" عمران صاحب شش و پنج میں مبتلا ہوتے بولے  
 "ارے آپ بھی نہ --- وہ چاروں بھی انکے لئے بیٹے سے کم نہیں ہیں --- مجھے تو لگتا ہے شاید وہ عالی کے لئے آنا چاہ رہی ہیں" انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے بتایا۔  
 "تمہیں پوچھنا چاہیے تھا نہ" عمران صاحب نے کہا۔

"مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کیا کہوں --- انہوں نے اجازت چاہی تو میں نے ہاں کر دی --- ویسے مجھے تو سب بچے بہت عزیز ہیں --- ایک سے بڑھ کر ایک ہیرا ہیں --- جس طرح سے عورت ذات کا احترام کرتے ہیں ہماری نوشی کے لئے بخت کی

بات ہوگی۔۔ دوسرا ہماری بیٹی ہماری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔۔۔ خیر آج تو آپ گھر میں ہی ہیں تو بیکری سے کچھ چیزیں لے آئیں۔۔۔ چھ بجے تک آنا ہے انہوں نے "زبیدہ نے خوشی سے کہا۔

"ہمم۔۔۔ بات تو صحیح ہے۔۔۔ سنا ہے دادا کریم کی دکان پر کسی ضرورت مند بچے کو کام پر رکھوایا ہے لیکن اسکی نہ صرف کام میں مدد کرتے ہیں بلکہ خود بیٹھ کر پڑھاتے بھی ہیں۔۔۔ کوئی بھی کام ہو سب کی مدد کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔۔۔ بس ہماری خوشی کے لئے بھی اللہ سب بہتر کرے۔۔۔ میں نماز پڑھتے ہوئے سب لے آؤں گا" عمران صاحب نے اپنے خالی چائے کے کپ کو ٹیبل پر رکھا اور دوبارہ اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ زبیدہ بھی خوشی سے بات کرنے کے لئے کھڑی ہو گئی۔

©©©©©©©©©©

عالیان کی اپلوڈ کی ہوئی ویڈیو جلد ہی وائرل ہو گئی تھی۔ ٹی وی اخبار ہر جگہ ملک پر ویز کو موضوع گفتگو بنا یا جا رہا تھا۔ ملک پر ویز نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی اور اپنی صفائیاں پیش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ اسے آڑے ہاتھوں لیا گیا۔ میڈیا والوں نے نجانے کہاں کہاں سے اور کتنے نئے قصے شروع کر دئے تھے جو اسکے خلاف جاتے

تھے۔ مشہور سیاست دانوں نے اپنا نام بنانے ان تمام زمینوں کا پول کھول دیا جو اس نے ظلم و ستم کر کے غریب لوگوں سے اپنے قبضے میں لی تھی۔ مال (mall) کا معاملہ اٹھا تو ایس پی کا بھی بیان سامنے لایا گیا کہ کس طرح اس نے اسکے کہنے پر لوگوں سے زبردستی زمین کے کاغذات وصول کئے تھے۔ اورنگی ٹاؤن والوں نے بھی اپنا موقف بتایا اور ساری روداد سنائی کہ کس طرح ملک پرویز کے آدمی ان پر تشدد کرتے اور دھمکیاں دے کر جاتے۔ حکومت کی طرف سے اینٹی قبضہ مافیا سیل تشکیل دی گئی اور ملک پرویز کے خلاف فوری کارروائی کرتے ہوئے اسے گرفتار کیا گیا۔ مال کو عدالت کے حکم پر سل کر دیا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

©©©©©©©©©©

اس نئے حکمت عملی کے مثبت نتائج سامنے آئے اور ملک پرویز کو دس سال قید با مشقت اور پچیس لاکھ جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ اسکے علاوہ مال کو مسمار کر کے جس جس کی زمین زبردستی ہتھیائی گئی تھی انہیں واپس لوٹائی جائے گی۔ ایس پی جنید کو بھی پانچ سال کی قید کی سزا ہوئی۔

عدالت کے اس فیصلے نے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑادی۔ عامر اور اسکے ماں کے علاوہ

اور کتنے لوگوں کو انصاف ملا۔ عالیان بھی کافی خوش تھا اور عامر کے چہرے کی رونق دیکھ کر تو اسے مزید تسلی ہوئی۔

©R©R©R©R©

آج صبح سے ہی تبسم ہاؤس میں اودھم مچا ہوا تھا۔ معین صاحب اپنی فیملی کے ساتھ صبح سے ہی آگئے تھے۔

"آپی آپ ہی کہیں نہ انٹی سے کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیں" تیمور نے رائمہ کے نزدیک بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ صبح سے اسرار کر رہا تھا کہ وہ بھی ساتھ چلے گا۔ رائمہ کو اسکی معصوم شکل پر ترس آیا

"امی۔۔۔" رائمہ کچھ کہتی کہ رضیہ نے اسکی بات کاٹ دی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اسکی سائیڈ لینے کی۔۔۔ ارے بھئی سمجھواتے زیادہ لوگ اچھے نہیں لگتے"

"بھولے صاحب آپ منزل بھائی کو ہی دیکھ لیں انکا رشتہ لے کر جا رہے ہیں لیکن مجال ہے جو انہوں نے ایک لفظ بھی کہا ہو" نائمہ نے منزل کو دیکھتے ہوئے کہا جو معین



صاحب سے باتوں میں مصروف تھا۔

"آپی کیوں زخم پر نمک چھڑک رہی ہیں" منزل نے بھولی صورت بنا کر کہا تو سب کا قہقہہ ایک ساتھ لاؤنج میں گونجا۔

"پھر یہ جو آفت ہیں انہیں تم ہی سنبھال سکتے ہو" فیضان نے بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو مزے سے موبائیل میں گیم کھیلنے میں مصروف تھے۔ رائمہ کے دو بچے تھے بڑا بیٹا عاشر جو کہ چھ سال کا تھا لیکن شرارت میں سب سے آگے تھا اور بیٹی رانیہ ۳ سال کی تھی۔ نائمہ کا بیٹا حمزہ ۴ سال کا تھا اور ہر چیز کی چھیڑ خانی کرنا اس کا اولین فرض تھا۔ انکی سب سے زیادہ تیمور سے نبھتی تھی کیونکہ وہ انکے ساتھ ان جیسا ہی بچہ بن جاتا تھا

"فیضی بھائی" رائمہ اور نائمہ نے ایک ساتھ گھورا تو اسنے کانوں کو ہاتھ لگا کر سوری کیا۔ تیمور منہ بسور کر بیٹھ گیا۔

"میں کسی سے بات نہیں کروں گا"

"میں بھی نہیں کروں گا" منزل نے اسکی طرح ہی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ اس بہانے ہمارے کانوں کو سکوں ملے گا" عالیان نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

"آہ" so mean ! دونوں نے بیک وقت کہا

"اچھا ایک آئیڈیا ہے میرے پاس" معین صاحب نے کہا سب انکی طرف متوجہ ہوئے۔

"اگر ہمیں آج ہی مثبت جواب مل گیا۔ ہم آپکو کال کر دیں گے۔۔۔ آپ مٹھائی لے کر آجانا" انہوں نے تیمور سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور ہم" فیضان اور مزمل کی چیخ ایک ساتھ بلند ہوئی۔

"آپ دونوں بچے سنبھالنا۔۔۔ کیا خیال ہے بیگم جی" انہوں نے دونوں کو جواب دیتے ہوئے اپنا رخ رضیہ کی طرف کیا

"ہممم۔۔۔ بچے کا اتنا دل ہے تو اس بات سے متفق ہوں"

"یا ہووووو" تیمور کا نعرہ بلند ہوا۔

"کیا ہوا ماموں۔۔۔ کیا مزمل ماموں کی دلہن آرہی ہیں" عاشق نے اسکی گود میں بیٹھتے

ہوئے کہا

"نہیں ابھی تو نہیں آئی لیکن جلد آجائے گی" تیمور نے اسکے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"اور عالیان ماموں کی "حزہ بھی اسکی گود میں بیٹھ گیا

"بتائے عالی بھائی" رائمہ نے کہا۔

"م۔م۔م۔ میں۔۔۔ مجھے نہیں معلوم "عالیان نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"ہاہاہا۔۔۔ تو بھائی جلدی معلوم کرو ورنہ سوچ کر مجھے بتاؤ میں تمہارے لئے لڑکی  
ڈھونڈنا شروع کروں۔۔۔۔۔ میری تو خواہش تھی کہ پہلے تمہاری شادی ہو لیکن جو  
اللہ کا منظور "رضیہ بیگم کی بات پر وہ صرف سر ہلاکارہ گیا۔

©©©©©©©©©©

وہ سب اس وقت عمران صاحب کے گھر ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے۔ معین صاحب  
اور انکی فیملی یہاں آتی رہتے تھی تو وہ انہیں جانتے تھے۔

"نوشین کو بلائیں نہ انٹی" رائمہ نے زبیدہ بیگم سے کہا۔ اسے اپنی بھابھی سے ملنے کی  
بہت جلدی تھی۔ ویسے تو وہ پہلے بھی اس سے مل چکی ہیں لیکن آج اپنے بھائی کی پسند

کے روپ میں دیکھنے والی تھی۔ اسکی بات پر زبیدہ بیگم سر ہلا کر نوشی کے کمرے کی طرف گئی۔

"ارے ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو" انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور اسکی پیشانی چومی۔ نوشی نے بلیک پلین کلیوں والا فراک اور ساتھ چوری دار پجامہ پہنا تھا۔ دوپٹہ بھی اسی رنگ کا تھا۔ لائٹ میک اپ جس میں پنک لپسٹک کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس مختصر تیاری میں بھی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ نوشی انکی محبت دیکھ کر مسکرائی لیکن اندر سے وہ بہت فکر مند اور گھبرائی ہوئی تھی کیونکہ اسکی ماں نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ کوئی اسے فیکھنے آرہا ہے یہ نہیں بتایا تھا کہ کون آرہا ہے۔

"چلو بیٹا وہ انتظار کر رہے ہیں" انہوں نے کہا اور اسے لئے باہر نکلیں۔

"السلام علیکم" نوشی نے نظریں جھکائے ہی سلام کیا۔ سب کے جواب پر اسنے ارد گرد نظر دوڑائی تو اسے عالیان اور انکے دوسرے رشتے دار کو دیکھ کر اسے اپنے دل میں ڈھیروں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔

"ماشاء اللہ۔۔۔۔۔ آؤ میرے پاس بیٹھو" رضیہ نے اپنے پاس صوفہ پر جگہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ انکے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد رضیہ نے نائمہ کو کچھ



"جی انکل۔۔۔ مزمل میرا بھائی ہے میں اسکی گارنٹی دیتا ہوں وہ آپکو کبھی شکایت کا موقعہ نہیں دے گا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے نوشی مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہے اسکی خوشی ہماری اولین ترجیح ہے اور ہمارے گھر میں اسے کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اس بات کو میں یقینی بناؤں گا۔" عالیان نے سنجیدگی سے کہا تو سب دھیمے سے مسکرائے۔

"جی بھائی آپ چاہیں تو اپنی تسلی کروالیں سوچنے کے لئے وقت لے لیں" رضیہ نے رسائیت سے کہا۔ وہ دونوں تو سمجھ ہی نہیں پارہے تھے کہ کیا جواب دیں۔

"ہاں چاہیں تو انکے ریٹورینٹ بھی جاسکتے ہیں" معین صاحب نے مزید کہا۔

"جی انکل موسٹ ویلکم"

"ارے نہیں یہ چاروں بچے ہمارے سامنے رہے ہیں اتنے سالوں کی جان پہچان ہے۔۔۔ ہمیں انکے متعلق معلوم کرنے کے لئے یہاں وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے" کچھ سوچنے کے بعد عمران صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں یہ تو ہمیں اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہے۔"

"پھر انکل آپکا کیا فیصلہ ہے" عالیان نے بیتابی سے پوچھا۔



مزل میں سے کوئی انکا داماد بنے اور آج جب یہ خواہش پوری ہو رہی تھی تو وہ ایک منٹ کی بھی دیر نہیں چاہتی تھی۔

"ہمارے لئے باعثِ مسرت ہے کہ مزل ہمارا داماد بنے لیکن ہماری بیٹی کی مرضی بھی ضروری ہے" عمران صاحب نے دوبارہ انکے درمیان بیٹھتے ہوئے کہا۔  
"جی بلکل یہ آپکا فرض اور بچی کا شرعی حق ہے" معین صاحب گویا ہوئے۔

©©©©©©©©

کاظم ڈر و خوف کے سائے تلے آج پھر شہباز بھٹی کی عدالت میں کھڑا تھا اور اس ظالم عدالت میں سزائے موت کے سوا بہت ہی کم سزا سنائی جاتی تھی۔ شہباز کے دئے ہوئے پندرہ دن میں بھی وہ کچھ معلوم نہیں کر سکا تھا۔ اسکے پیر کپکپا رہے تھے اسکے سیاہ چہرہ اور سرخ آنکھیں دیکھ موت اسے بہت قریب محسوس ہو رہی تھی۔ جن لڑکیوں کو اسنے قید کیا تھا انکے بدلے اسے کڑوڑوں روپے ملے تھے۔۔۔ کچھ دنوں تک تو اسنے ڈیلر کو الجھائے رکھا لیکن اب ان لوگوں کی طرف سے ہر جانہ مانگا جا رہا تھا اور دھمکیاں موصول ہو رہی تھیں اور اس ڈلیوری کے بعد جو پیسے ملنے تھے وہ بھی کڑوڑوں میں تھے جو اب ڈوبتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔ یہ بہت بڑا نقصان تھا۔۔۔ دشمنوں کے لئے



الگ دروازہ کھولتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور یہی چیز اسے پاگل بنا رہی تھی۔

"س۔س۔س۔ سر میری کوشش جاری ہے" کپکپاتے لہجے میں کہا گیا۔

"کوشش۔۔۔ مائے فٹ۔۔۔ (گالی) تو جانتا ہے نہ کہ اب تک میں تجھے مہلت دے رہا

ہوں تو صرف تیرے باپ دادا کی وفاداری کی وجہ سے ورنہ تجھے مارنا میرے لئے

مشکل نہیں" شہباز نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ کاظم نے اثبات میں سر ہلایا

"ج۔جی۔۔ سر لیکن اس آدمی کے علاوہ ہماری کوئی آس نہیں۔۔۔ سرا سے ہوش آگیا

ہے لیکن اسکے گلے میں سو جن ہے جسکی وجہ سے وہ بول نہیں پارہا"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بول نہیں سکتا تو لکھوا کر پوچھو"

سر ہاتھ فریکچر ہے اور دوسرا وہ ان پڑھ ہے" کاظم نے مزید آگاہی دی۔

"بڑے سے بڑے ڈاکٹر کو دکھاؤ اور اسکا علاج کرواؤ۔۔۔ مجھے ہر حالت میں معلوم

کر کے دو کہ کون ہے وہ جسنے بھٹی کی پیٹھ میں چھڑا گھونپا ہے" شہباز نے کھڑے ہوتے

ہوئے پاس پڑی تلوار اٹھائی اور اسکے نزدیک آتے ہوئے کہا۔ کاظم کو اپنی جان نکلتی

محسوس ہوئی۔ وہ دو قدم پیچھے ہوا

"تمہارے باپ کی وجہ سے تمہاری سزا کم کی ہے لیکن ختم نہیں۔۔۔ نہ نہ۔۔۔ پیچھے مت جانا۔۔۔ سزا میں اضافہ ہوتا جائے گا" شہباز نے جب اسے پیچھے ہوتے دیکھا تو کہا اور اسکا الٹا ہاتھ تھام کر اسکی چنگلی اور اسکے برابر والی انگلی کاٹ دی۔۔۔ کاظم کی چیخیں بلند ہوئیں اور خون تیزی سے بہنے لگا۔

"ہاہاہا۔۔۔۔ شہباز کی عدالت میں معافی کسی کے لئے نہیں" وہ پاگلوں کی طرح زور زور سے ہنس رہا تھا۔ کاظم کو اس وقت ایک وحشی پاگل درندہ لگ رہا تھا۔

"جاؤ ورنہ دوسرے ہاتھ کی بھی انگلیاں کاٹوں گا اور پھر پاؤں کی انگلیاں۔۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔۔ مزہ آئے گا" غصے سے چیختے ہوئے اور تھوڑا نرم ہوا اور دوبارہ اسکے نزدیک ہوا تو وہ باہر کی طرف لپکا کیونکہ اس احساس سے عاری انسان کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔

"ہاہاہا ڈر گیا۔۔۔ آئی لائک اٹ۔۔۔ مجھ سے سب ڈرتے ہیں۔۔۔ ہاہاہا" وہ پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے کہے جا رہا تھا۔ کاظم نے باہر جا کر جھر جھری لی اور درد سے کراہتے ہوئے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اسپتال گیا پیچھے وہ ہنوز اپنے شیطانی قمقہ لگا رہا تھا۔

©©©©©©©©

زبیدہ بیگم نوشی کے روم میں آئیں تو وہ بیڈ پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

"نوشی"

"جی ماما"

"بیڈ میں نے آپکو بتایا تھا نہ وہ آپکا رشتہ لے کر آئے ہیں" اسنے ہاں میں سر ہلایا۔

"وہ منزل کے لئے آپکا ہاتھ مانگ رہے ہیں۔۔۔ مجھے اور تمہارے پاپا کو تو یہ رشتہ بہت

اچھا لگا۔۔۔ تمہاری کیا رائے ہے۔۔۔ کیا تمہیں یہ رشتہ قبول ہے" زبیدہ نے اسکا ہاتھ

تھامتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوشی کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اپنی خوشی کا اظہار کس طرح کرے۔ منزل کا صرف نام

ہی اسکی دھڑکنوں کو منتشر کر دیتا ہے۔۔۔ اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور ان

دھڑکنوں میں بس ایک ہی شور ہے 'قبول ہے'۔۔۔ قبول ہے منزل نوید قبول

ہے'۔۔۔ اسکے علاوہ تو کوئی اس دل کو قبول ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہی تو ہے جو اسکی

دعاؤں کا محور ہے۔۔۔ دن رات اپنے رب سے بس اسے ہی تو مانگا ہے تو پھر یہ قبول

کیسے نہیں ہوگا۔

"کیا ہوا بیٹا" زبیدہ نے جب اسے سوچ میں دیکھا تو پوچھا۔

"جی امی جیسے آپ لوگ چاہیں" کہا تو بس اتنا ہی۔۔۔ زبیدہ نے اسکی پیشانی چوم لی۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔۔ اللہ تمہیں کبھی کوئی غم نہ دے اور منزل تمہارے لئے ایک بہترین ہمسفر ثابت ہو"

"آمین" نوشی کے دل سے آواز آئی۔ حیا سے اسکی پلکیں جھکی ہوئیں تھی۔ وہ فوراً سب کو خوشی خبری سنانے کے لئے باہر گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE ©R©R©R©R©R  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ڈرائینگ روم میں آکر انہوں نے عمران صاحب کو اشارے سے ہاں کہا۔

"بھائی مبارک ہو" عمران صاحب نے معین صاحب کو کہا تو وہ انکے گلے لگے پھر عالیان سے گلے ملے۔

سب عورتوں نے بھی ایک دوسرے کو مبارک دی

"انکل آپکو ذرا بھی فکر کی ضرورت نہیں۔۔۔ ویسے تو نوبت آئے گی نہیں لیکن اگر

کبھی منزل سے آپکو کوئی شکایت ہو تو مجھے بتائے گا میں اسکے کام سیدھے کروں

گا "عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرائے۔

"بہت شکریہ" اسکا کندھا تھتھپاتے ہوئے کہا۔

انٹی اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو ہم تیمور کو بلا لیں اکیپولی وہ بہت ایکسائیٹڈ ہے اس رشتے کو

لے کر "نائمہ نے استفسار کیا

"ارے اس میں اعتراض کی کیا بات۔۔۔ آپکو سب کو لے کر ہی آنا چاہیے تھا بلکہ فیضان

اور بچوں کو بھی بلا لیں "زبیدہ بیگم نے رسائیت سے کہا۔

"ہمارے داماد کو بھی بلا لیں ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں اور آج کا ڈنر آج آپ سب ہمارے

ساتھ کریں گے "عمران صاحب نے پُرسرت لہجے میں کہا۔

"ارے بھائی صاحب آپکو تکلف ہوگا" رضیہ نے کہا۔

"تکلف کیسا۔۔۔ ہم کوئی غیر تو نہیں آپ کال کریں بیٹا" زبیدہ بیگم نے کہا تو نائمہ نے

کال ملائی۔

©©©©©©©©

فاطمہ کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھیں جبکہ قاری عبدالسلیم ٹاپ پر اپنا

لیکچر تیار کر رہے تھے۔ عائشہ ان دونوں کو لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر ادھر ہی آگئی۔  
 "ابو آج آپ واک کے لئے نہیں گئے" عائشہ انکے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے  
 ہوئے استفسار کیا۔

"نہیں بیٹا آج عالیان نہیں آئیں گے تو میرا بھی دل نہیں چاہا۔" انہوں نے ایک نظر  
 اسے دیکھا اور دوبارہ کام میں مصروف ہو گئے۔

"خیریت" فاطمہ بیگم نے اپنے نظریں کتاب سے ہٹا کر دریافت کیا۔ وہ اکثر گھر میں  
 اسکا ذکر کرتے تھے تو غائبانہ ہی صحیح لیکن سب اسکے تعارف سے آگاہ تھے۔  
 "ہمم۔۔۔ بتا رہا تھا کہ اسکا بھائی کا رشتہ طے ہونا ہے"

"ابو لیکن روز کی واک ضروری ہے" حوریہ جوانکی گفتگو سن چکی تھی۔ عائشہ کے  
 قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔

"ہمم۔۔۔۔ عالیان اس معاملے میں آپ سے بھی زیادہ سخت ہیں۔۔۔ بلکہ وہ تو کہ  
 رہے تھے کہ صبح میں بھی آئیں لیکن میں نے انکار کر دیا اب بچہ پورا دن کام کرتا ہے اور  
 ایسے میں وہ میرے لئے اتنی دور آئے" انہوں نے اب لیپ ٹاپ کو سائیڈ پر رکھتے

ہوئے مدہم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ عائشہ کو محسوس ہوا اسکا ذکر کرتے ہوئے قاری صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک آجاتی تھی۔ بہت کم عرصے میں انہیں عالیان سے گہری دلی وابستگی ہو گئی تھی۔

"ابو آپ کو ان سے بہت لگاؤ ہو گیا ہے نہ" حوریہ نے بھی انکی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بچہ ہے ہی اتنا پیارا کسی کا بھی دل جیت لے۔۔۔ محبت کا پیکر ہے۔۔۔ بڑا سلیقہ

شُعار، محنتی اور گریس فُل ہے"

"آپکی باتوں سے تو مجھے بھی ان سے ملنے کا تجسس ہو رہا ہے۔۔۔ اب آپکے پاس مسجد آئے

تو اسے گھر ضرور لے کر آنا۔" فاطمہ کی بات پر وہ مسکرائے۔

"میں نے بھی اسے کہا ہوا ہے" وہ بولے۔

"چلیں اب میں مسجد جا رہا ہوں" وہ کھڑے ہو گئے۔ وہ تینوں اپنی باتوں میں مصروف

ہو گئیں۔

©©©©©©©©©©

دوسری طرف اس خبر نے ہر طرف شور مچا دیا۔ منزل کی توہنسی ہی نہیں تھم رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اسے بھی بلایا گیا ہے۔ وہ جلدی سے اپنے روم میں گیا اور شکرانے کے نفل ادا کرنے کے بعد ریڈی ہو۔

مدعی لاکھ براچا ہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے "عالیان کے کال کرنے پر منزل نے اسے نہ لے جانے پر طنز کیا تھا۔

اپنے بلیزر کے پاکٹ میں ایک مخملی ڈبی رکھی اور انکے ساتھ عمران صاحب کے گھر کے لئے نکلا۔ خان بابا بھی انکے بے حد اسرار پر انکے ساتھ چلنے کے لئے مان گئے۔

©©©©©©©

وہ سب باتوں میں مصروف تھے جب منزل نے عالیان کو کہنی ماری۔

"کیا ہے" اسنے اچھنبے سے پوچھا



"میں نے اپنی ہونے والی وائف کو ابھی تک نہیں دیکھا" اسنے بھولی صورت بناتے ہوئے کہا۔ عالیان نے آئی ابرو اچکائی۔

"دیکھ میں ایسے بغیر دیکھے شادی نہیں کر سکتا" عالیان نے اسکی بات سن کر نفی میں سر ہلایا اور دوبارہ اپنا دھیان معین صاحب اور عمران صاحب کی باتوں کی طرف کیا "یار۔۔۔ میں انگوٹھی بھی لایا ہوں اور اگر لڑکی اچھی لگی تو آج ہی منگنی کر لیں گے" منزل نے ایک بار پھر اسے کہنی ماری۔

"کیا مصیبت ہے" عالیان نے بار بار اسکے کہنی مارنے پر جھنجھلاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ فیضان انکے برابر میں بیٹھا پوری کوشش میں تھا کہ اسکی ہنسی نہ نکلے۔

"کیا بات ہے" عمران صاحب نے انکی کھسر پھسر دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ انکل میں چاہ رہا تھا کہ اگر آج ہی منگنی ہو جائے تو" عالیان نے جھنجھکتے ہوئے کہا۔ عمران صاحب سمجھ گئے کہ انکے درمیان کب سے کیا چل رہا تھا۔ انہوں نے زبیدہ کو نوشی کو لانے کا کہا۔

"انٹی آپ بیٹھیں ہم لاتے ہیں" رائتمہ نائمہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"انگھوٹی مجھے دے" عالیان نے کہا اسنے شرافت سے اسے تھمادی۔

©R©R©R©R©R©R

نوشی جب کمرے میں آئی تو منزل سے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور مبہوت ہو کر اسے دیکھے گیا۔ ان دونوں نے اسکے میک اپ کو کچھ ڈارک کر کے دوپٹے کو بڑے اسٹائیل سے سر پر پنوں سے سیٹ کر دیا تھا۔

بلیک ڈریس پر پنک لپسٹک کا امتزاج بہت بیچ رہا تھا۔ بالوں میں فرنیچ ٹیل کے ساتھ ہلکا سا کرل دے کر آدھے آگے کی طرف جبکہ باقی پیچھے تھے۔ منزل بنا پلکیں جھپکے اسے ہی دیکھ رہا تھا جب عالیان نے اسے ہلایا۔

"بیٹا اپنی نظروں کو کنٹرول کر" عالیان نے سرگوشی کی۔ منزل نے مسکرا کر پراکتفا کیا۔ عالیان اور فیضان سائیڈ پر ہوئے تو اسے اسکے پہلو پر کھڑا کیا۔ نوشی نے بس ایک نظر اسے دیکھا لیکن پھر پلکیں جھپکائیں بلیو جینز کے ساتھ براؤن شرٹ اور ساتھ براؤن بلیزر پہنے سلکی براؤن شیڈ ڈبال سلیتے سے سر پر جمائے ہلکی سی ڈاڑھی میں اسکی صاف رنگت آج کچھ زیادہ ہی چمک رہی تھی اور دلکش ہنسی جو آج اس سے جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اسے اور جاذب بنا رہی تھی۔

"بھائی ہماری بھابھی کیسی لگی" تیمور اور فیضان نے پیچھے سے سرگوشی میں پوچھا لیکن آواز اتنی تھی کہ نوشی تک پہنچے۔

"آفرین" منزل نے بھی اسی لہجے میں کہا۔ نوشی کا چہرہ حیا سے گلنار ہو گیا تھا۔  
"اوہووو" دونوں نے ہوٹنگ کی

"آپی" عالیان نے رائتمہ کو انگٹھوٹی تھمائی۔ رائتمہ نے ڈبی میں سے ایک خوبصورت سی نازک ڈائمنڈ کی رنگ نکال کر دی جسے منزل نے نوشی کے ہاتھ میں پہنا کر اسے ہمیشہ کے لئے اپنا پابند کر لیا۔

"بہت حسین لگ رہی ہو" منزل نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔ نوشی نے شرم و حیا سے اپنی جھکی پلکیں مزید جھکا لیں۔ رسم کے بعد سب نے بہت اچھے ماحول میں ڈنر کیا اور اگلے ہفتے نکاح کی تاریخ فائنل کر کے اپنے گھر روانہ ہوئے۔

©R©R©R©R©R©R©R

سردیوں کی آمد آمد تھی ایسے میں مٹھائیوں کی دکان پر سردی کی مختلف مٹھائیوں پر لوگوں کی رش ہوتی تھی۔ تیمور کے ٹیسٹ تھے تو وہ گھر میں ہی ہوتا لیکن اس دوران اسے بھوک بہت زیادہ لگتی وہ ہر کسی سے کچھ نہ کچھ فرمائش کر کے منگواتا رہتا تھا۔ آج فیضان کو اسنے آتے ہوئے گاجر کا حلوہ لانے کو کہا تھا۔

وہ بیزار شکل لئے لائن میں کھڑا تھا جب اسکی نظر اپنے برابر لائن پر گئی جہاں ایک لڑکا اپنے آگے کھڑے شخص کی جیب میں ہاتھ ڈالے بڑی احتیاط سے والٹ نکال رہا تھا۔ فیضان نے اپنی جگہ چھوڑی اور اسکا وہی ہاتھ پکڑ کے اسے زور سے کھینچا۔۔۔ یہ سب اتنا چانک تھا کہ وہ لڑکا اس افتاد پر سنبھل نہیں پایا۔ وہ شخص بھی حیرانگی سے اپنا جیب ٹٹول رہا تھا تو انکا موبائیل نہیں تھا اور والٹ نیچے گرا ہوا تھا جو انہوں نے اٹھالیا فیضان نے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارا وہ دور جا گرا۔۔۔ وہ بھاگتا اس سے پہلے ہی ایک دوسرے آدمی نے اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔

"بیٹا میرا موبائیل نہیں ہے" انہوں نے فیضان سے کہا۔ اسنے اسکے جیب میں سے موبائیل نکالا اور انہیں دے کر دوبارہ مکہ مارا کہ وہ لڑکا کراہ کر رہ گیا۔ اپنے ارد گرد ہجوم بڑھتا دیکھ وہ منت سماجت پر اتر آیا۔

"صاحب جانے دو میں نے بہت مجبور ہو کر یہ کیا تھا میری بیوہ ماں اور چھوٹے بہن بھائی انتظار کر رہے ہونگے" لڑکے نے گر گراتے ہوئے کہا۔

"محنت مزدوری کر کے حلال کما کے دو نہ کہ حرام سے" ایک بوڑھے شخص نے کہا۔

"میں مجبور تھا۔۔ یہ پہلی دفعہ تھا۔۔ میری ماں بیمار ہے" اسنے روتے ہوئے بتایا۔

"یہ لو اور اگر آئندہ تمہیں دیکھا تو خود تمہیں پولیس کے حوالے کروں گا" فیضان نے دوسرے آدمی سے اسکا گریبان چھڑوایا اور کچھ پیسے ادے تھما کے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ

شکر یہ کہتا فوراً فوج چکر ہوا۔

"بیٹا انکی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے یہ جھوٹ بول رہا ہوگا" ایک شخص نے کہا۔

"انکل سچ جھوٹ تو اللہ بہتر جانتا ہے" فیضان نے کہا اور کاؤنٹر کی طرف گیا جہاں اسکا

آرڈر ریڈی تھا۔

وہ باہر آیا تو وہ شخص بھی اسکے پیچھے ہی اپنی شاپر ہاتھ میں تھامے نکلے۔

"بیٹا بہت شکر یہ آپکا" انہوں نے اسکے نزدیک آکر کہا جو بائیک اسٹارٹ کر رہا تھا۔

"شکر یہ کیسا انکل۔۔۔ یہ میرا فرض تھا"

"خوش رہو" انہوں نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔ احمد صاحب بھی رکشہ کروانے کے لئے آگے بڑھ گئے۔ تیمور کی کال آتے دیکھ وہ پہلے کال ریسیو کرنے لگا۔ اسے جواب دے کر وہ آگے بڑھا تو وہی شخص اسے پریشان نظر آئے

"انکل آپ پریشان لگ رہے ہیں۔۔۔ سب خیریت" فیضان نے اپنی بائیک انکے نزدیک روکتے ہوئے کہا۔

"جی بس کوئی سواری نہیں مل رہی"

انکل یہاں رکشہ ٹیکسی ملنا بہت مشکل ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں"

"نہیں بیٹا آپکو زحمت ہوگی" انہوں نے ارد گرد نگاہ کی لیکن کوئی رکشہ نظر نہ آیا۔ اب انہیں افسوس ہو رہا تھا کہ پہلے جس رکشے میں آئے تھے اسے کیوں نہیں روکا۔

"زحمت کی کیا بات۔۔۔۔۔ ویسے آپ رہتے کہاں ہے" اسنے عاجزی سے پوچھا

"بیٹا پی سی ایچ ایس سوسائٹی"

"گریٹ پھر تو کوئی ٹینشن ہی نہیں کیونکہ میں بھی وہیں رہتا ہوں انفیکٹ میں گھر ہی

جار ہا ہوں " اسنے مسکراتے ہوئے بتایا تو بلا آخر وہ اسکے ساتھ بیٹھ گئے۔ اسنے بانیک اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی

"ویسے انکل آپکو کبھی دیکھا نہیں۔۔۔ کیانئے آئے ہیں " فیضان نے بانیک چلاتے ہوئے ہی پوچھا۔

"میری فیملی کچھ ٹائم پہلے شفٹ ہوئی ہے میں کل ہی آیا ہوں۔۔۔ احمد نام ہے میرا " انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔

"اوہ ! آپ زایان کے والد تو نہیں " فیضان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی بلکل۔۔۔ آپ غالباً فیضان ہیں "

"جی انکل "

"ارے آپکا ذکر تو بہت سنا ہے زایان اور اسکی والدہ سے " انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا تو فیضان بھی مسکرایا۔ اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں میں گھر آ گیا تو وہ انہیں الوداع کہہ کر گھر گیا۔

©©©©©©©©

عالیان آج خود قاری صاحب کو مسجد سے لینے آگیا۔

"السلام علیکم" عالیان نے انکے قریب جاتے ہوئے کہا تو قاری صاحب جو رجسٹر میں جھکے کچھ کام کر رہے تھے اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ واہ آج تو آپکی یہاں آمد نے سرپرائز کر دیا" انہوں نے خوشی اور حیرانگی کے ملے جلے تاثرات سے کہا

"جلدی فری ہو گیا تو سوچا کیوں نہ آپکو لے کر ہی پارک جایا جائے" عالیان نے بھی انکے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو پھر یہ ذرا سا مسجد کے خرچے کا حساب کرنا ہے پھر چلتے ہیں"

"آپ فریش ہو کر آئیں جب تک یہ مجھے دیں" اسنے رجسٹر مانگتے ہوئے کہا۔

"ارے بس ابھی ہو جائے گا بلکہ یہ کر کے آپ میرے گھر چلیں۔۔۔ آپکی انٹی کو

بہت اشتیاق ہے آپ سے ملنے کا۔"

"بہت شکر یہ انکل پھر کبھی ضرور آؤں گا۔۔۔ ابھی کے لئے مجھے یہ دیں اور آپ

جلدی سے چلیں" عالیان نے عاجزی سے انکار کرتے ہوئے کہا۔



"چلو۔۔۔ جیسی تمہاری خوشی" یہ کہتے وہ اسے رجسٹر تھمائے کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس آئے تو وہ سارا کام کر چکا تھا اور دونوں پیدل ہی پارک روانہ ہوئے۔

پارک سے واپسی بھی پیدل ہی آئے۔۔۔ عشاء کی نماز انکی امامت میں پڑھ کر وہ گھر روانہ ہوا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

احمد صاحب سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور تمام شاپر امل کو تھمائے اور خود لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"ارے آج تو بال بال بچے ہیں" احمد صاحب نے نزہت بیگم کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھامتے ہوئے کہا تو وہ خود بھی انکے سامنے بیٹھ گئی۔

"کیوں کیا ہوا خیریت" انہوں نے حیرانگی سے پوچھا۔ اتنی دیر میں امل بھی کچن میں سامان رکھ کر انکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ انکے پوچھنے پر احمد صاحب نے سارا مٹھائی والا واقعہ سنایا۔

"شکر ہے اللہ کا ورنہ میرے تو کتنے ڈاکیومنٹس موبائیل میں سیو ہوتے ہیں اور والٹ میں بھی ضروری کارڈ وغیرہ تھے" احمد صاحب نے آخری میں کہا۔

"ہاں اللہ کا کرم ہوا۔۔۔ فیضان واقعی بہت اچھا بچہ ہے بلکہ چاروں بھائی ہی ہیرا ہیں لگتا ہی نہیں کہ ایک چھوٹے لڑکے نے انکی تربیت کی ہے۔۔۔ جو بھی لڑکی انکے گھر میں آئی گی بہت خوش نصیب ہوگی" نزہت بیگم نے بھی شکر کیا۔ انکے لہجے میں انکے لئے پیار ہی پیار تھا۔



ایک ہفتہ تو پلک جھپکائے گزر گیا اور نکاح کا دن بھی آ گیا۔ یہ ہفتہ انکا مال کی چکروں میں ہی نکلا۔ منزل نے اپنی پسند سے ہی نوشی کے لئے ڈریس لیا اسکے علاوہ اسنے رضیہ اور رائمہ اور نائمہ کو بھی انکے منع کرنے کے باوجود خود ہی شاپنگ کرائی۔

عمران صاحب کی خواہش پر نکاح مسجد میں رکھا گیا تھا لیکن اس سے پہلے گھر میں ہی نوشین سے ایجاب و قبول کروانا طے پایا گیا تھا۔ عالیان کے بے حد اسرار پر تبسم ہاؤس

کے لان میں ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا جن میں سوسائٹی اور قریبی دوست و احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔

©©©©©©©©©©

"میں عالیان کا کال کر کے معذرت کر لیتا ہوں کہ ہم آج نہیں آسکیں گے" قاری صاحب نے فاطمہ بیگم کی طبیعت کے پیش نظر کہا۔ آج صبح سے ہی انکی طبیعت کچھ ناساز تھی۔

"ارے نہیں میں ٹھیک ہوں اور بچے نے اتنے خلوص اور محبت سے دعوت دی ہے۔۔ ایسے میں کوئی بھی نہیں جائے گا تو وہ ناراض ہوگا۔" فاطمہ بیگم نے پیشانی دباتے ہوئے کہا کیونکہ انکا سر درد بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"جی ابو ہم ہیں امی کے پاس آپ جائیں" عائشہ نے انہیں دوادیتے ہوئے کہا۔ حوریہ نے بھی تائید کی۔

"ٹھیک ہے تو میں مسجد میں نکاح اٹینڈ کر کے جلد آنے کی کوشش کرتا ہوں" وہ اقرار کرتے ہوئے گویا ہوئے۔

©(R)C(R)C(R)C(R)C(TM)C(R)C

رضیہ کے ساتھ رائتمہ اور نائتمہ دونوں ہی نوشی کے کمرے میں موجود تھیں۔ اہل سے بھی نوشی کی دوستی ہو گئی تھی تو وہ اور نزہت بیگم بھی نکاح کی تمام تیاریوں میں آگے آگے تھیں۔ وہ سب بیٹھی تھیں کہ عمران صاحب معین صاحب اور دو تین اور مرد حضرات کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ اقرانے نوشی کو لال چنری کا گونگھٹ ڈال دیا تھا۔

"نوشین بنتِ عمران آپکا نکاح منزل ولد نوید سے بعوز حق مہر پچاس ہزار روپے سے کیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کی آواز سے نوشی کی آنکھوں میں آنسو جگمگائے۔ اسکے ایک سائیڈ پر عمران صاحب کھڑے تھے جبکہ دوسری طرف زبیدہ بیگم بیٹھی تھیں۔ عمران صاحب نے اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

"قبول ہے" نوشی نے نم ہوتی آواز سے کہا۔

"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" ایک بار پھر مولوی صاحب کی آواز گونجی۔

"قبول ہے" دھڑکتے دل کے ساتھ کہا گیا۔ منزل کے نام ہونے کا احساس ہی اتنا خوبصورت تھا کہ اسے ہر طرف خوشبو بکھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے" تیسری بار مولوی صاحب کے کہے گئے الفاظ نے اسے سرشار کر دیا۔ اس نے اپنی نم ہوتی آنکھوں کو بند کر کے کھولا اور اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو نارمل کرنا چاہا پھر دھیمی آواز میں 'قبول ہے' کہا۔۔۔ دستخط کرنے کے بعد آنسو زار و قطار بہہ نکلے۔ عمران صاحب نے بھی اپنی آنکھوں کی نمی کو چھلکنے سے روکا اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے کے بعد اسے خوب دعائیں دے کر سب مرد حضرات کے ساتھ باہر نکل گئے۔

چلو آج ہم اقرارِ وفا کرتے ہیں

ہم خود کو تمہارے نام کرتے ہیں

(از خود)

زبیدہ بیگم نے بھی روتے ہوئے اسے گلے لگایا اور دعائیں دیں۔ باقی سب نے بھی اس

سے مل کر مبارکباد دی۔

©©©©©©©©©©

سوسائٹی کی ہی مسجد میں نکاح کا انعقاد کیا گیا تھا۔ منزل نے اوف وائٹ ٹراؤزر کرتا پر  
سیم رنگ کی سیلف ڈیزائن ویسٹ کوٹ پہنی تھی۔ وہ ہلکی ڈاڑھی میں وجاہت کا شاہکار  
لگ رہا تھا۔ بالوں کو ہلکا سا پف دے کر سیٹ کیا گیا تھا۔ ہاتھ میں ہم رنگ برانڈ ڈ  
گھڑی، ہلکی ڈاڑھی اور چہرے پر سچی دلکش مسکراہٹ اسکی شان میں مزید اضافہ کر رہی  
تھی۔ محبت کو پالینے کا سرور اسکے چہرے سے جھلک رہا تھا۔  
محبت کا دوسرا نام نکاح ہے۔۔۔۔ نکاح اللہ کا بنایا ہوا سب سے خوبصورت اور پاکیزہ  
رشتہ ہے۔ پیار کا اظہار نکاح ہے اور یہی سچی محبت اور وفاداری کی گواہی ہے۔

عالیان، منزل اور تیمور نے ایک جیسے ہی کالے رنگ کا ٹراؤزر اور کرتا پہنا تھا۔ وہ بھی  
کسی سے کم نہیں لگ رہے تھے لیکن عالیان کی گوری رنگت پر کالا رنگ بہت بچ رہا  
تھا۔ وہ اپنی وجیہہ شخصیت کے باعث کسی ریاست کے بادشاہ سے کم نہیں لگ رہا  
تھا۔ قاری صاحب بھی انکے ساتھ موجود تھے اور عمران صاحب اور معین صاحب کے  
ساتھ دھیمی آواز میں محو گفتگو تھے۔ مولوی صاحب کے آنے پر وہ سب انکی طرف

متوجہ ہوئے۔

"مزل نوید آپکا نکاح نوشین بنتِ عمران سے بعوض حق مہر ۵۰ ہزار روپے طے کیا جاتا ہے  
کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کے الفاظ جب اسکی سماعت میں گونجے تو  
اسے اندر تک سکون محسوس ہوا لیکن اپنی والدین اور خالہ کی کمی اسے شدت سے  
محسوس یونئی

"قبول ہے" اسنے عالیان کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"قبول ہے" مسکراتے ہوئے کہا گیا

\*\* نہیں اب کوئی بھی ارماں میرے دل میں اک تمہیں پا کر \*\*

"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے"

"قبول ہے" اسنے اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ کہا اور نکاح نامہ پر دستخط کئے۔

"میری محرم بن گئی ہے جو

میری چاہت کا محور ہے وہ" (از خود)

مبارکباد کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلے عالیان نے اسے گلے لگایا۔ دونوں نے بڑی مہارت سے ایک دوسرے سے اپنے آنسو چھپائے لیکن گلے ملتے وقت ایک خاموش آنسو دونوں کی ڈاڑھی میں جذب ہو گیا۔ تیمور نے سب کی ایک ساتھ مسکراتے ہوئے سیلفی لی۔

قاری صاحب نے ان سے مل کر خوب دعائیں دی۔ ان سب کو بھی وہ بہت پسند آئے۔ انہوں نے عالیان سے فاطمہ بیگم کی ناساز طبیعت کا بتا کر آنے سے معذرت کر لی۔

©R©R©R©C©R©C©R©C©R

سب لوگ اس وقت تبسم ہاؤس کے لان میں موجود تھے جسے بہت خوبصورتی سے سجایا



گیا تھا۔ جگمگاتی روشنی وائٹ اور پنک رنگ کے پھولوں امتزاج سے کی گئی سجاوٹ  
آنکھوں کو بہت ہی خیرہ کر رہی تھی۔

مزل پھولوں سے سجا سٹیج پر بظاہر باتیں کر رہا تھا لیکن بار بار اسکی نظر دروازے کی  
طرف بھٹک رہی تھی۔

\* آنکھوں کو اسی کا انتظار ہے

اُسی کے لئے یہ دل بے قرار ہے \* تیمور نے اسکے بار بار دروازے کی طرف دیکھنے پر  
چوٹ کی۔ وہ کچھ کہتا کہ اسکی نظر دروازے سے آتی نو شین پر ٹھہر سی گئی۔ وہ مبہوت سا  
اسے دیکھے گیا۔ نو شین نے اوف وائٹ رنگ کا پینل والا فراک پہنا تھا جس کے گلے  
میں دھاگے اور مررورک کی ایمبرائیڈری تھی شرٹ کے پینل میں لیس لگی تھی اور  
باقی پوری شرٹ میں بوٹی کی طرح مررورک کیا ہوا تھا۔ اسی رنگ کا دوپٹہ اور پجامہ  
تھا۔ ہاتھوں میں گجرے پہنے ہوئے تھے۔ مہارت سے کئے گئے لائٹ میک اپ میں  
کوئی اپسرا لگ رہی تھی۔ اقراء اور امل کے سنگ وہ دھیرے دھیرے چلتی اسٹیج کی طرف  
آ رہی تھی۔

ایک دن آپ یوں ہم کو مل جائیں گے

پھول ہی پھول راہوں میں کھل جائیں گے

میں نے سوچا نہ تھا

اسکے اسٹیج سے نزدیک آتے ہی گانے کی تیز چنگھارتی ہوئی آواز گونجی۔ منزل نے اسٹیج سے نیچے آکر اسکے سامنے ہتھیلی کی۔ نوشی نے تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ اسکے ہاتھوں پر اپنی نازک حنائی ہتھیلی رکھی تو وہ مسکرایا جبکہ نوشی نے حیا سے اپنی پلکیں جھکا لیں۔ انکے آگے بڑھتے ہی ان پر پھولوں کی بارش کی گئی۔ دونوں ایک دوسرے کے سنگ بہت حسین لگ رہے تھے۔ دونوں اطراف سے کلر سموک ہو امیں مختلف رنگ بکھیڑنے لگے جو منظر کو مزید چارچاند لگا رہے تھے۔

اسٹیج پر کھڑے دونوں سبکی نظروں کا مرکز بنے ہوئے مکمل لگ رہے تھے۔ نظروں کا تصادم ہوا تو منزل کی آنکھوں میں چاہت کا رنگ دیکھ کر نوشی نے اپنی حیا سے لبریز پلکیں جھکا لیں۔ حیا کے بکھڑے پُرسوز رنگ اسے مزید دلکش بنا رہے تھے۔

دل کی ڈالی پہ کلیاں سی کھلنے لگی

جب نگاہیں نگاہوں سے ملنے لگی  
 اک دن اس طرح ہوش کھو جائیں گے  
 پاس آئے تو مدہوش ہو جائیں گے  
 میں نے سوچا نہ تھا

یہ گانا منزل کو اپنی دل کی کیفیت بیان کرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ سب کی ہوٹنگ پر  
 حواس میں آیا۔

"اتنی حسین لگ رہی ہو کہ میری نظریں اپنے قابو میں نہیں" منزل نے اسکے کانوں  
 میں سرگوشی کی تو نوشی جھینپ گئی۔ ایک شرمیلی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر  
 آئی۔ منزل کا اتنا قریب ہو کر کھڑے ہونا اسکی دھڑکنوں کو تیز کر رہا تھا۔

©©©©©©©©

فیضان کی نظر جب اقراء سے بات کرتی ہوئی امل پر گئی اسکی نظریں اسی طرف ٹھہری  
 گئی۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ امل نے بھی کالے رنگ کی کرتی کے ساتھ ٹراؤزر زیب تن  
 کیا ہوا تھا اسکے ساتھ ملٹی رنگ کا دوپٹہ تھا جسے اسٹائیل کے ساتھ شانوں پر پھیلا یا گیا

تھا۔ لمبے سلکی بالوں کو اسٹریٹ کر کے آگے سے ٹوٹسٹ بنایا ہوا تھا اور باقی بال آبشار کی طرح کمر پر بکھڑے ہوئے تھے۔ لائٹ سے میک اپ میں بہت ہی دلکش لگ رہی تھی۔ اہل بات کرتے ہوئے کسی بات پر مسکرائی اور اسکی مسکراہٹ پر اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اسے اپنا سیر کر رہی تھی

ذرا ذرا سا تھا پر تھا کمال کا



اہل کو جب خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کی تو ادھر ادھر نظریں گھمانے پر فیضان پر نظر گئی جو یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اہل نے خفگی اور غصے بھرے تاثرات اپنی پیشانی پر سجائے رخ پھیر لیا۔ فیضان اسکی پیشانی پر غصہ دیکھ نجل ہوا اپنے اور اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے اسٹیج پر چلا گیا۔

"چھپچھوڑا۔۔۔ گھورو" اہل اسے جاتے ہی بڑبڑائی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

"مزل بھائی۔۔ ادھر آئیں" مزل اپنے دوستوں کے بلانے پر اسٹیج سے اتر کر ان سے بات کرنے میں مصروف تھا جب تیمور اسکے پاس آیا اور اسے کھینچنے لگا تو وہ سب سے معذرت کرتا اسکے ساتھ گیا

"کیا ہو گیا ہے۔۔ کوئی بات ہے؟" مزل نے عالیان کے علاوہ سب کو اکٹھے دیکھا تو پوچھا۔

"بھائی بات تو ہے اور ہے بھی آپکے فائدے کی" رائمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"اچھا اور وہ بات کیا ہے" مزل نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔

"آپ چاہیں تو اکیلے میں ملاقات کا انتظام ہو سکتا ہے" نائمہ نے آفر دی۔ مزل کی تو گویا خواہش پوری ہو گئی تھی۔ کب سے وہ اسی موقعے کی تو تلاش میں تھا۔

"کیا سچ میں" مزل نے چہکتے ہوئے کہا

"ہاں لیکن کچھ خدمت کرنی ہوگی کچھ شرائط ماننی ہوگی ہماری" فیضان نے کہا اور سب نے اسکی تائید کی۔ مزل نے منہ بسورا۔

"رہنے دو میں خود ہی کوئی انتظام کر لوں گا بلکہ عالی میرا بھائی میری مدد کرے گا" منزل جانے لگا اور دور سے آتے عالیان کو دیکھ کر فخر سے کہا۔

"بھائی کوئی فائدہ نہیں سخت پہرہ ہے اسٹیج پر نظر ڈالیں ذرا" تیمور کے کہنے پر اسنے اسٹیج پر نظر ڈالی جہاں نوشی سب بچے، اقر اور امل کے درمیان بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔

"کیا ہوا ہے" عالیان نے ان سب کو دبی دبی مسکراہٹ چہرے پر سجائے دیکھا تو استفسار

کیا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
 "عالی میرے بھائی تو ہی کوئی میری مدد کر دے ایک ملاقات کا سوال ہے بس" منزل منتوں پر اتر آیا۔

"ہم تیار ہیں بس ہماری مانگیں پوری کرو" عالیان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ان سب نے نعرہ لگایا۔

"ڈیمانڈس بتاؤ" عالیان نے اسکے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"دولاکھ اور آپکے ریسٹورینٹ میں ایک اچھا سا ڈنر" رائمہ نے بتایا۔

"ڈنرڈن ہے لیکن دولاکھ۔۔۔ کیا ہو گیا ہے یار" منزل نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"ہماری مانگیں پوری کرو" تیمور نے ایک بار پھر نعرہ لگایا۔

"چلو بھائی پوری کرو انکی مانگیں" عالیان بھی انکے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا جس پر ان سب کا

نعرہ بلند ہوا جبکہ منزل نے صرف گھورنے پر اکتفا کیا۔ بلا آخر ایک لمبی بحث کے بعد

منزل نے اگلے دن انہیں کیش پیسے دینے کا وعدہ کیا تو وہ بھی اسے دس منٹ بعد

ڈرائینگ روم میں آنے کا کہہ کر چلی گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE ©R©R©R\R©R©R

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوشی ڈرائینگ میں لگے مرر میں رائمہ اور نائمہ کے ساتھ سیلفی لے رہی تھی کیونکہ یہ

یہی کہہ کر اسے یہاں لائی تھیں کہ دروازے پر نوک ہوا۔ تینوں نے مرہ کر دیکھا۔ منزل

کو وہاں کھڑے دیکھ کر وہ دونوں مسکراتی ہوئی باہر چلی گئی۔ نوشی نے انہیں جاتے

ہوئے دیکھا اور پھر دروازے پر کھڑے منزل کو جو پُر شوق نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا

تھا۔ وہ گھبراتے ہوئے ادھر ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"السلام علیکم" منزل بھی دروازہ بند کر کے اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا

"وعلیکم السلام" دھیمی آواز میں کہا گیا۔

"کیسی ہو"

"جی ٹھیک۔۔۔ آپ کیسے ہیں؟" اس نے اپنی نظریں نیچے زمین پر رکھے کہا۔

"میں بہت اچھا۔۔۔ اور آج بہت خوش بھی ہوں کہ اللہ نے مجھے میری محبت عطا کی۔ میں اسکا بہت مشکور ہوں" منزل نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ منزل کی اس قدر نزدیکی اسکا دل زوروں سے دھڑکار ہی تھی۔ ہتھیلیاں نم ہو رہی تھی۔

"تھینک یو سوچ۔۔۔ میری زندگی میں آنے کے لئے۔۔۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری محبت میرے جذبات صرف تم سے ہے۔۔۔

دیکھو میری کائنات صرف تم سے ہے۔۔۔" منزل کے اس خوبصورت اظہار پر نوشی نے اپنی اٹھی جھکی پلکوں سے اسے دیکھا۔ حیا سے اسکا چہرہ گلنار ہو رہا تھا۔۔۔ منزل کو یہ منظر بہت ہی دلکش لگ رہا تھا۔۔۔ وہ تو اسکی آنکھوں میں ہی خود کو قید ہوتا محسوس کر رہا تھا۔ اسے نوشی پر ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا۔



"تھینک یو۔۔۔ آئی ایم بلیسڈ" نوشی کے دھیمی آواز میں کی گئی سرگوشی اتنی بھی دھیمی نہیں تھی کہ منزل سن نہ سکے۔ وہ بے اختیار مسکرایا۔۔۔ نوشی نے اسے دیکھا۔ اسکی مسکراہٹ بہت دلفریب تھی۔۔۔ جب وہ مسکراتا تھا تو اسکی آنکھوں میں چمک نظر آتی تھی جو کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنا دیتی۔۔۔ وہ بے اختیار اسے دیکھے گئی۔

"کیا بہت ہینڈ سم لگ رہا ہوں" منزل کی آواز سے وہ نگاہیں موڑ گئی۔ اپنے بے اختیاری پر دل کو ڈپٹا۔

"تمہیں حق ہے" منزل نے کہا اور اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی نشانی ثبت کی۔

"یہ تمہارے لئے" منزل نے اپنی ویسٹ کوٹ کی پاکٹ سے نکال کر ایک لال مٹھی گلاب کے پھول کی شپ میں بنا باکس اسے دیا۔ وہ باکس خود اتنی خوبصورتی سے ڈیزائن کیا گیا تھا کہ دیکھنے میں وہ ایک سچی گلاب ہی دکھتا تھا۔

نوشی نے باکس تھاما اور منزل کے اشارے پر اسے کھولا جس میں بہت ہی خوبصورت باریک ہیروں سے ڈیزائن کردہ گولڈ کی جھمکیاں تھیں۔

"بہت ہی خوبصورت ہے" نوشی نے اسکی پسند کو دل سے سراہا۔

"آئی ایم شیور جب تم انہیں پہنوگی تو اسکی زینت میں مزید اضافہ ہوگا" نوشی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اپنی پلکیں جھکا گئی۔ دل الگ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

دراز پلکیں غزال آنکھیں

مصوری کا کمال آنکھیں

اٹھیں تو ہوش و حواس چھینیں

گریں تو کر دیں کمال آنکھیں "مزل نے کہیں پڑھا ہوا شعر اسکی پلکوں کی لرزش کو دیکھتے ہوئے پڑھا۔

دروازے پر نوک سے دونوں ایک دوسرے سے کچھ دور ہوئے۔

"چلیں بھائی جو پیسے دے ہیں اس میں اتنی ملاقات ہو سکتی ہے" تیمور نے اندر آتے ہوئے کہا جس پر مزل نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ اسکے پیچھے ہی باقی سب بینگ پارٹی بھی داخل ہوئی۔ لڑکیاں نوشی کو لڑکیاں لے گئی پیچھے وہ بھی سب نکلے۔

اس کے بعد سب نے مل کر ڈنر کیا اور ایک بہترین شام گزار کر اپنے گھر روانہ ہوئے۔



نے کہا۔

"ہممم۔۔ مجھے بھی صرف فاریہ کی بھابھی کی ریکویسٹ پر آنے دیا" امل نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔ آج ان سب کا ایک ساتھ ہوٹل جانے کا ارادہ تھا لیکن ان پانچوں میں سے کسی کے پیرینٹس راضی نہیں تھے لیکن پھر فاریہ کے بھائی بھابھی نے پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے انکی پرابلم سولو کی۔

"بہت ہی پُر سکون اور خوبصورت جگہ ہے" فلزہ نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔  
 "واقعی ایسی ہی تو فوڈ پوائنٹ کو پاکستان کی بیسٹ ریسٹورینٹ میں شمار نہیں کیا گیا" آسیہ نے بھی کہا

"یار کتنا پیارا ویو ہے" امل نے ڈوبتے سورج کو دیکھتے ہوئے کہا۔ سمندر کنارے سورج کے غروب کا منظر بھی بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب سمندر میں ڈوب رہا ہے۔ سمندر کی لہلہاتی موجوں میں ڈوبتے سورج کی شعاعوں کا دل فریب و دلکش اور حسین منظر دل کو بہت پُر سکون کر رہا تھا۔ وہ پانچوں انہیں مناظر میں کھوئی ہوئی تھیں۔ یہی قدرتی منظر دیکھنے کے لئے ہی تو انہوں نے اس جگہ، اس وقت اور اس ٹیبل کا انتخاب کیا تھا اور اسی لئے انہوں نے خاص سی سائیڈ ٹیبل ریزرو کی

تھی۔

وہ حسین منظر سے لطف ہوتے ہو اپنی باتوں میں مصروف تھی کہ ویٹر انکا آرڈر لے کر آیا۔ وہ سرو کر ہی رہا تھا کہ گرم سوپ کا باؤل اُلٹ گیا جو کہ ٹیبل پر اور تھوڑا امل کے ہاتھوں پر گرا جسکی وجہ سے اسکی ہلکی چیخ برآمد ہوئی۔

©©©©©©©

فیضان موبائیل پر بات کرتے ہوئے نسوانی چیخ سے اس طرف متوجہ ہوا تو امل کو اپنی

ہتھیلی تھامے کھڑا دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واٹ ہیپینڈ" فیضان نے نزدیک آکر دیکھا تو ٹیبل پر سوپ گرا ہوا تھا اور باؤل فرش پر گر کر ٹوٹ چکا تھا۔ امل کی لال ہتھیلی دیکھ کر اسے غصہ آیا جبکہ امل کو اسے یہاں دیکھ کر حیرانگی ہوئی۔

"دھیان کہاں تھا تمہارا" فیضان نے اپنا رخ ویٹر کی طرف کیا جو نظریں جھکائے کھڑا

تھا۔

"س۔ سوری سر پتا نہیں کیسے" ویٹر نے فیضان کو غصے میں دیکھ کر کچھ ہکلاتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ بہت ہی کول مائنڈ رہنے والا بندہ تھا۔ باقی سب بھی اس طرف متوجہ ہوئے۔

"اتنار ریسپانسیبل لیبٹیٹیوڈ۔۔۔ پتا نہیں سے کیا مراد ہے" وہ جھنجھلا ہی گیا تھا اسکی

بات سن کر ویٹر نے اپنا سر جھکالیا

"اٹس اوکے میں ٹھیک ہوں" امل نے اسے دوبارہ غصہ کرتے دیکھ کر کہا اور اپنا ہاتھ

ٹشو سے صاف کیا

"ہاں سر غلطی تو انسان سے ہی ہوتی ہے" فاریہ نے کہا۔

"لیکن امل آپکا ہاتھ۔۔۔ کافی ریڈ ہو گیا ہے۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ بابر" فیضان نے پریشانی

سے اسکا ہاتھ دیکھا اور وہاں کھڑے ایک ویٹر کو آواز دی۔ اب چونکنے کی باری ان سب

کی تھی۔ وہ اسکو امل کا نام پکارتے اور لہجے میں اتنی فکر مندی دیکھ کر ٹھٹھکی۔ امل کو

اسکے برتاؤ سے سمجھ آگئی تھی کہ یہ یہاں کے آنر ہیں۔ وہ جانتی تھی کہ وہ چاروں ایک

ریسٹورینٹ کے آنر ہیں لیکن اس عالیشان ریسٹورینٹ کے آنر ہیں اسکا ادراک آج ہوا

تھا۔

"کیا تم انہیں جانتی ہو" فاریہ نے امل کان میں سرگوشی کی جس پر اسنے سر ہلایا

"جی سر" بابر اسکے نزدیک آیا

"نرسنگ روم سے مجھے ٹیوب لا کر دو" فیضان کے حکم پر وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

"اب صاف کرو یہ سب" اسنے سر جھکائے ویٹر کو دیکھ کر کہا تو وہ جلدی فرش پر

بکھرے باؤل کے ٹکڑے اٹھانے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں" امل نے ایک بار پھر کہا کیونکہ وہ فکر مندی سے اسکی ہتھیلی پر نظریں

جمائے کھڑا تھا۔

"آئی ایم سو سوری۔۔۔ آپ لوگوں کو ڈسٹر بنس ہوئی۔۔۔ وی ویل کمپنیٹ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یو" فیضان نے سنجیدگی سے کہا

"اٹس اوکے سر۔۔۔ اسکی کوئی ضرورت نہیں" فلنزہ نے کہا لیکن امل خاموش ہی

رہی۔

"ایک منٹ کھڑے ہو" فیضان نے ویٹر کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"آج تمہارا دھیان کہاں ہے۔۔۔ ایسے لگ جائے گا اور چہرہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا

ہے۔۔۔ اوالد تمہیں بخار ہے۔۔۔ انف اللہ کے بندے تم جانتے ہو نہ اگر عالی بھائی کو

معلوم ہوا تو وہ کتنا غصہ کریں گے "فیضان نے اسکے ہاتھ کو چھوتے دیکھا جو بہت گرم تھا جس پر وہ اپنا سارا غصہ بھول کر اسکی فکر کر رہا تھا۔ وہ چاروں توجیران تھی کہ جو بندہ ابھی اتنا غصہ کر رہا تھا اب اتنا ہی ہمدرد ہے۔

"بابر سے نرسنگ روم میں لے جاؤ اور ڈاکٹر کو دیکھاؤ۔۔۔ یہاں کی صفائی کا کہو کسی سے کہہ انکا اور ڈردو بارہ سر و کرو" بابر نے آکر اسے کریم دی تو وہ اس سے لیتے ہوئے اسے نیا حکم دیا۔

"مس روزی۔۔۔ آپ انہیں واش روم لے جائیں" فیضان نے اب ایک ویٹریس کو حکم دیا۔

"پلیز امل آپ پہلے ٹھنڈے پانی سے ہینڈ واش کر لیں" اسنے امل کو کریم دیتے ہوئے کہا تو وہ اسے فاریہ کو تھماتے اسکے ساتھ چلی گئی۔ اسکے آتے ہی فاریہ نے اسے کریم لگا دی۔ سوپر کے آنے پر وہ سب سائیڈ پر کھڑی ہو گئیں۔ فیضان تب تک ادھر ہی کھڑا تھا لیکن اب وہ امل کو دیکھنے سے گریز کر رہا تھا جو کہ اسکے لئے ایک مشکل کام تھا۔



©R©R©R©R©R©R©R©R

"یہ ہینڈ سم کون ہے" فلزہ کے پوچھنے پر امل نے اسے گھورا  
 "فیضان نام ہے۔۔۔۔ ہمارے نیر اور یہاں کے آنر" امل نے ان سب کا تجسس دیکھتے  
 ہوئے کہا۔

"واؤ۔۔۔۔ یہ عالیان کے بھائی ہیں" فاریہ نے کہا کیونکہ وہ عالیان کی فولور میں سے  
 تھی۔ اسکی آواز اتنی تھی کہ فیضان نے بھی اس طرف دیکھا لیکن پھر مسکراتے ہوئے  
 اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 "کیا کر رہی ہو" امل نے اسے گھورتے ہوئے کہا

©R©R©R©R©R©R©R©R

"بھائی آپ یہاں ہیں۔۔۔ ہم کب سے عالی بھائی کے کیبن میں آپکا ویٹ کر رہے  
 تھے" تیمور جو اسے ڈھونڈنے کے لئے ہی نکلا تھا اسے یہاں کھڑے دیکھ کر آگیا۔  
 "سر ہو گیا" وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی سوپرنے اسے مخاطب کیا۔ اتنی دیر میں انکا  
 سوپ اور دوسری چیزیں بھی ریڈی ہو گئی جسے ویٹرنے ٹیبل پر سجایا۔

"ایکسیوزمی امل ! آپ لوگ بیٹھ سکتی ہیں اب " فیضان نے انہیں باتوں میں مصروف دیکھ کر آواز دی تو وہ سب ادھر آگئی۔

"ارے واہ ! آج تو اسپیشل گیسٹ آئے ہیں " تیمور نے اسے دیکھتے ہوئے کہا امل نے مسکرا کر اسے سلام کیا۔

"اتناسب کچھ تو ہم نے اور ڈر نہیں کیا " امل نے مختلف ڈشز دیکھ کر حیرانگی سے استفسار کیا۔

"یہ ہماری طرف سے چھوٹی سی کمپنیشن " فیضان نے کہا تیمور نے نا سمجھی سے اسے دیکھا لیکن پھر بعد میں پوچھنے کا سوچ کر خاموش رہا۔

"بابر یہ ہمارے مہمان ہیں انہیں کوئی پرابلم نہ ہو اور اسکے بعد ہماری اسپیشل آسکریم بھی انہیں سرو کرنا " تیمور نے کہا۔

"تیمور بھائی اسکی ضرورت نہیں " امل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی یہ سب بہت زیادہ ہے " فلزہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اپنے بھائی کی طرف سے ٹریٹ سمجھ لیں " تیمور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ

اسی طرح سب سے گل مل جاتا تھا۔

"اتنے خوبصورت لڑکے کو کون بھائی بنائے" ربیعہ نے سرگوشی کی۔ فاریہ نے اسے کہنی ماری

"یہاں تو ایک سے بڑھ کر ایک حسین شہزادے ہیں" آسیہ نے ان خوبرو اور ہینڈ سم لڑکوں کو دیکھ کر سرگوشی کی تو تینوں نے اسے گھور کر دیکھا جبکہ ربیعہ نے سر ہلا کر اسکی تائید کی۔

"پلیز! بھوائے یور ڈنر" فیضان اور تیمور بھی انکی سرگوشی میں کی گئی بات سُن چکے تھے اور اس سے پہلے کے تیمور کچھ کہے وہ انہیں کہہ کر تیمور کو کھینچ کر لے گیا۔

©©©©©©©©

"سر آپکے لئے گڈ نیوز ہے" کاظم نے شہباز بھٹی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔  
"کیا" اسنے آئیر واچکاتے ہوئے پوچھا۔

"سر اس بندے کا نام پتہ چل گیا ہے جو عمارت میں آگ لگانے اور لڑکیوں کو غائب کرنے میں ملوث تھا" کاظم کی انتھک کوششوں کا سلسلہ یہ نکلا تھا کہ وہ آدمی جسکا وہ

علاج کرو اور ہاتھ اب کچھ ہکلا ہکلا کر بولنے لگا تھا۔

"کون ہے وہ مکینہ" شہباز نے نفرت سے کہا

"سر عالیان راہی' نام ہے فوڈ پوائینٹ ریستورینٹ کا مالک ہے" کاظم نے بتایا کیونکہ اس آدمی نے لڑائی کے دوران عالیان کا ماسک اُتار دیا تھا جس سے وہ اسے پہچان گیا تھا۔

"لیکن وہ یہ سب کیوں کرے گا" شہباز نے حیرانگی سے پوچھا۔

"سر میں نے معلوم کر دیا ہے وہ بہت چالاک ہے۔۔۔ بلکہ ابھی جو قبضہ مافیا والا معاملہ اسکینڈل اُس ہوا تھا اس میں بھی یہی ملوث تھا۔۔۔ لوگوں کی مدد، محب الوطنی اور ہمدردی کے تحت سب کرتا ہے" کاظم نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

"ہمم۔۔۔ اسکی ساری اکڑ اور مدد کا بھوت نکالو۔۔۔ لڑکیوں کا ٹھکانہ معلوم کرنے کی

کوشش کرو اور اگر کچھ نہ اگلے تو ختم کر دو سالے کو۔۔۔ نہ رہے گا بانس نہ بچے کی

بانسری" شہباز نے حقارت سے حکم صادر کیا اور کاظم کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ کاظم اسکے

حکم کی بجا آوری کر کے نکل گیا اور اسے مارنے کا پلین کرنے لگا کیونکہ اسے اپنی انگلی

کٹنے کا بدلہ بھی اسی سے لینا تھا۔

©©©©©©©©©©

آج اقراء اور اسکے بھائی عاطف کی مہندی کا فنکشن تھا جس کا انعقاد سوسائٹی ہال میں ہی کیا گیا تھا۔ نکاح ایک ہفتے پہلے ہی ہو گیا تھا اس لئے فنکشن ساتھ ہی رکھا گیا تھا۔ اسٹیج پر کچھ فاصلے پر دو جھولے تھے جنہیں گیندے کے پھول سے سجایا گیا تھا۔ عاطف مزمل اور عالیان کا ہم عمر تھا اس لئے انکی کافی اچھی دوستی تھی۔

"میں بتا رہا ہوں تم لوگوں کو ڈانس پر فارم کرنا ہے" وہ سب اسٹیج پر تھے جب عاطف نے اپنی روز کی بات کہی۔ اقراء کا شوہر رو حیل اور اسکے دوست بھی انکے ساتھ ہی اسٹیج پر تھے۔

"مجھے ڈانس نہیں آتا ہاں لیکن یہ تمہارا فنکشن یادگار بنانے میں ساتھ دیں گے" عالیان نے تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عاطف نے انہیں گلے لگایا۔ عاطف نے لائٹ گرین رنگ کا ہلکی کڑھائی والا کرتا پہنا تھا جس میں وہ بہت جاذب نظر لگ رہا تھا۔ ان چاروں نے مہندی کی مناسبت سے وائٹ رنگ کا کرتا پہنا اور ساتھ پیلے اور گرین رنگ کا چیزی کا چھوٹا سادو پیٹہ اوڑھنا تھا اور چاروں ہی اپنی وجیہہ پر سنلٹی کی مناسبت سے بہت شاندار لگ رہے تھے۔ دلہن کی اینٹری کا شور ہوا تو اقراء اور سونہ (عاطف کی

بیوی) اپنی بہنوں اور دوستوں کے سنگ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسٹیج کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

دونوں کو اسٹیج پر اپنے اپنے دولہوں کے سنگ بیٹھا دیا گیا۔ نوشی نے منزل کو ڈھونڈنے کے لئے ارد گرد نظر دوڑائی تو وہ اسے اسٹیج سے نیچے کچھ فاصلے پر نظر آیا۔ وہ پُرشوق نظر سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نوشی نے پیلے اور اورنج رنگ کی شارٹ ایمبرائیڈڈ شرٹ کے ساتھ یلو ہی شرارہ تھا جس پر گرین اورنج اور بلورنگ کے امتزاج میں دھاگے کا ورک کیا ہوا تھا ساتھ فرینچ چوٹی بنائی گئی تھی جس میں چھوٹے چھوٹے واٹ پھول لگے ہوئے تھے۔ منزل نے اسے دیکھنے پر آنکھ ماری جس پر وہ شرما کر اپنا رخ مور گئی۔

فیضان تیمور کے ساتھ کھڑا تھا جب اسکی نظرا مل پی گئی اور ہر بار کی طرح آج بھی اک پل کے لئے ٹھہر سی گئی۔ وہ گرین رنگ کی میکسی میں بہت ہی حسین لگ رہی تھی لیکن فوراً ہی وہ اپنی نظروں کو کوستے ہوئے زاویہ بدل گیا۔

رسم کے بعد ڈانس فلور پر جب ڈانس کا شور ہوا تو سب سے پہلے منزل آیا۔ منزل نے اقراء کے ساتھ کھڑی نوشی کو دیکھا اور اپنے اسٹیپ لینے شروع کئے۔

دونین ستارے، ہے چاند سا مکھڑا

کیا کہنا اسکا آفرین

دعوت میں جیسے، ہوشا ہی ٹکرا

اسکے جیسے نہ کوئی نازنین

شاہی جوڑا پہن کے آئی جو بن ٹھن کر وہی تو میری سوئیٹ ہارٹ ہے

اقراء اور امل نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تو وہ جھینپ گئی۔

شرمائی سی بغل میں جو بیٹھی ہے دلہن کے

وہی تو میری سوئیٹ ہارٹ ہے۔

مزل اسے دیکھ دیکھ کر مسکرا کر ڈانس کر رہا تھا جس پر شرمناک نظر میں جھکا گئی۔

فیضان نے بھی ایک نظر امل کے نازنین چہرے کو دیکھا اور اسکے ساتھ جوائن کیا اور

اسکی طرح ہی اسٹیپ لینے لگا۔

کیسے میں کہوں شکریہ اسکا مجھ پر احسان ہے

نا چیزوں کی بستی میں وہ جو بن کے آئی مہمان ہے

سب نے مل کر ہوٹنگ کی۔ امل نے حیرانگی سے فیضان کو دیکھا۔

"بھائی منزل بھائی کا اس سوئنگ پر ڈانس کرنا سمجھ آتا ہے لیکن فیضان کا" تیمور نے مشکوک نظروں سے اسکا ڈانس دیکھ کر کہا۔

"مجھے بھی کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے بلکہ ایک دو بار میں اسے کن اکھیوں سے امل کو دیکھتے ہوئے نوٹ کر چکا ہوں" عالیان نے بھی انکا ڈانس پر نظریں جمائے۔

"ہے نہ۔۔۔ میں کئی بار نوٹ کر چکا ہوں۔۔۔ دال میں کچھ کالا ہے" تیمور نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو پوری دال ہی کالی لگ رہی ہے" عالیان کی نظر فیضان پر ہی تھی جہاں اب وہ ڈانس کے بعد ایک بار پھر اسے دیکھ کر سب کے درمیان سے مسکراتے ہوئے نکل کر انکی طرف آ رہا تھا۔

©©©©©©©©©

"یار کہاں چھپتی پھیر رہی ہو" منزل نوشی کا ہاتھ پکڑ کر ایک کونے والی کچھ سنسان جگہ پر لایا۔



"میں کیوں چھپوں گی" نوشی نے جواب دیا۔

"آج ویسے اس پیلے سوٹ میں بالکل گیندے کا پھول لگ رہی ہو" منزل نے شوخی سے کہا

"کیا۔۔۔ میں گیندے کا پھول" نوشی نے غصے سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ منزل نے اپنی ہنسی کا گلہ گھونٹا۔

"اور نہیں تو کیا۔۔۔ پیلا پیلا گیندا پھول" منزل نے مزید اسے چھیڑا۔

"جائیں میں آپ سے بات ہی نہیں کرتی" وہ رخ پھیڑ کر جانے لگی۔ جہاں سب اسکی تعریف کر رہے تھے وہاں وہ اسے گیندے کے پھول سے تشبیہ دے رہا تھا۔

"اتنی حسین لگ رہی ہو کہ مرادل، میرے جذبات میری نظریں کچھ بھی میرے قابو میں نہیں۔۔۔ بس ایک تمہاری چاہ کرتا ہے یہ نادان دل میری بھٹکی نظر بس تمہارے دیدار کی پیاسی ہے اور بس تم پر آ کر تھم جاتی ہیں اور میرے جذبات تمہیں دیکھ کر بہکنے لگتے ہیں" منزل نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا اور ہلکا سا جھٹکا دے کر اسکا رخ اپنی طرف کیا۔ نوشی کو اپنا دل تیزی سے دھڑکتا محسوس ہوا۔

خوب مستی کے بعد مہندی کا فنکشن اختتام کو پہنچا۔

©©©©©©©©©©

اگلے دن شادی کا فنکشن بھی خوب دھوم دھام سے کیا گیا۔ سب لوگ اسٹیج پر جمع تھے جب عاطف نے منزل سے گانے کہ فرمائش کی لیکن وہ انکار کر رہا تھا۔

"نوشی بھابھی آپ کہیں منزل سے کہ آج کچھ گا کر سنائے۔" عاطف نے کہا نوشی کنفیوز ہو کر سب کو دیکھنے لگی۔ منزل نے بھی مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔ آج لال رنگ میں وہ اسے کھلتا خوبصورت گلاب کا پھول لگ رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن گٹار چاہیے ہوگا" منزل نے جب اسے کنفیوز دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لیس بھائی کوئی مسئلہ ہی نہیں" عاطف کے کزن نے اسے اپنا گٹار دیا۔

اوہو نہہہ "گلہ کھنکھار کر اسے نوشی کا حیا سے لال ہوتا چہرہ دیکھا اور گٹار کے تار

چھیڑے۔

دل ہو گیا ہے تیرا دیوانہ اب کوئی جچتا نہیں

نادان ہے سمجھتا نہیں بن تیرے رہتا نہیں

جھونکا نہیں ہوں جو چھو کر گزر جاؤں گا

میں پیار ہوں تیرے دل میں اتر جاؤں گا

وہیل میں جو ٹوٹ جائے ایسا پنا نہیں

دل ہو گیا ہے تیرا دیوانہ اب کوئی جچتا نہیں

نادان ہے سمجھتا نہیں بن تیرے رہتا نہیں



اپنی محبت سے بھڑدے یہ دامن میرا

سانسوں کی خوشبو سے مہکا دے جیون میرا

(نوشی ہر چیز سے بیگانہ بس اسے ہی سُن رہی تھی)

ہاں اپنی محبت سے بھڑدے یہ دامن میرا

سانسوں کی خوشبو سے سے مہکا دے جیون میرا  
 میرے جیسے ہیں ہزاروں کوئی بھی تجھ سا نہیں  
 (آپ جیسا تو لاکھوں میں بھی کوئی نہیں۔۔۔ نوشی کے تیزی سے دھڑکتے دل سے صدا  
 آئی)

دل ہو گیا ہے تیرا دیوانہ اب کوئی چچتا نہیں  
 نادان ہے سمجھتا نہیں بن تیرے رہتا نہیں  
 NEW ERA MAGAZINE.COM  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل ہو گیا ہے جس کا دیوانہ وہ دل کی محفل میں ہے  
 لیکن میں اسے کہوں کیسے دل میرا مشکل میں ہے  
 (دل تو میرا مشکل میں آ گیا آپ سے پیار کر کے میرے بس میں ہی نہیں رہا)

دل ہو گیا تیرا دیوانہ اب کوئی چچتا نہیں  
 (مزل نے ایک بار پھر اسے مسکرا کر دیکھا جو بغور اسے سن رہی تھی دونوں کی نظروں

کا تصادم ہوا تھا تو دونوں کہ دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں)

نادان ہے سمجھتا نہیں بن تیرے رہتا نہیں

(سب کی تالیوں کی آواز سے وہ اپنے حواس میں آئے۔۔۔ مزمل مسکراتے ہوئے سب

کی داد وصول رہا تھا)

رخصتی کا وقت ہوا اقراء اور نوشی ایک دوسرے کے گلے لگی اور اپنے آنسو پر قابو پاتے

ہوئے مسکرا کر اسے سسرال رخصت کیا۔ عاطف بھی اپنی دلہن اور گھر والوں کے

سنگ اپنے گھر روانہ ہوئے۔ ایک یادگار دن گزار کر باقی سب بھی اپنے اپنے گھر چلے

گئے

©R©R©R©R©R©R©R

کاظم کافی دن سے عالیان پر نظر رکھے ہوئے تھا اور اب اسے ایک موقع کی تلاش میں

تھا جب وہ اسے ختم کر سکے کیونکہ یہ تو طے تھا کہ وہ اسے اپنی بے عزتی اور انگلیوں کے

کٹنے کا بدلہ اسے موت کی گھاٹ میں اُتار کے لے گا۔

©R©R©R©R©R©R©R

ریسٹورینٹ میں آج ایک فنکشن تھا اس لئے وہ لیٹ ہو گیا تھا۔ منزل اور فیضان تو اگلے دن سے تیاری میں مصروف تھے رات بھی دیر سے آئے تھے اور پھر صبح جلدی چلے گئے اس لئے انہیں جلدی گھر بھیج دیا جبکہ تیمور بھی اسائنمنٹ کی وجہ سے جلدی گھر چلا گیا تھا۔

سڑک سنسان تھی اسی لئے گاڑی کی رفتار کچھ تیز تھی۔ عالیان کو کب سے محسوس ہو رہا تھا کہ ایک گاڑی کافی دیر سے اسکا پیچھا کر رہی تھی۔ وہ جلد از جلد اس سنسان سڑک سے نکلنا چاہتا تھا تبھی وہ گاڑی اسکے نزدیک پہنچ گئی اور اسے گاٹی روکنے کا اشارہ کیا لیکن اسے نظر انداز کر کے رفتار بڑھانی چاہی کہ آگے جا کر اس گاڑی نے اسے اور ٹیک کیا مجبوراً اسے گاڑی روکنی پڑی۔

اس گاڑی میں سے چھ سے سات بھاڑی جسامت کے آدمی باہر نکلے۔ عالیان نے تھونک نگلی اور خود کو ریلیکس رکھنے کی کوشش کی۔ اسے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کرنی چاہی لیکن ان میں سے ایک نے ٹائر پر یکے بعد دو گولی چلا کر اسے برسٹ کر دیا۔ عالیان نے ڈیش بورڈ ٹٹولا جہاں ہمیشہ وہ گن رکھتا تھا لیکن در افسوس آج اسکی گاڑی سروس کے لئے گئی تھی تو وہ تیمور کی گاڑی لے آیا تھا۔ انکے اشارہ کرنے پر

عالیان نے پیشانی پر آیا پسینہ صاف کیا اور ٹھنڈی آہ بھڑتے ہوئے باہر نکلا۔

"کون ہو تم لوگ اور کیا چاہیے؟" عالیان نے باہر نکلتے ہوئے سکون سے کہا۔

"ہم کون ہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا پہلے یہ بتا لڑکیاں کہاں ہیں" کاظم جو کب سے

گاڑی میں بیٹھا تھا باہر نکلتے ہوئے پھنکارا۔ عالیان نے اسے دیکھا حسنے کالے رنگ کا

کرتا اور دھوتی شلوار پہنا ہوا تھا۔ اسکے سیدھے ہاتھ میں پستل جبکہ اٹے ہاتھ کی دو

انگلیاں کٹی ہوئی تھی۔ عالیان کی نظر جب اسکے اٹے ہاتھ پر گئی تو اس نے جھرجھری لی۔

"سالے یہ سب تیری وجہ سے ہے" کاظم نے جب اسکا انداز دیکھا تو نزدیک آتے

اسکے گال پر مکا مارا جس سے وہ دو قدم پیچھے ہوا۔

"بتا لڑکیاں کہاں ہے" کاظم نے اسے گریبان سے پکڑتے ہوئے کہا۔ وہ اسے پہچان

کیا تھا کہ یہ شہباز کا آدمی ہے

"نہیں بتاؤں گا جو کرنا ہے کر لے" عالیان نے اسے دھکا دیتے ہوئے کہا وہ پیچھے جا کر

گرا۔

"مارو سالے کو جب تک یہ سب کچھ اگل نہ دے" کاظم کھڑا ہوتے ہوئے چیخا۔ اسکا

حکم سنتے ہی دو آدمی اپنا ڈنڈا لے کر آگے بڑھے۔ انکے مارنے سے پہلے ہی عالیان نیچے جھکا اور دونوں کے پاؤں کھینچے جس سے وہ نیچے گرے۔ موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عالیان نے ان پر قابو پالیا اور انہیں کے ڈنڈے سے ان کی کٹ لگائی۔ دو اور آدمی آگے آئے لیکن فل وقت وہ سب پر بھاڑی تھا۔ کاظم نے فائر کی جو اسکے کندھے سے چھو کر گزری عالیان کراہ کر پیچھے ہوا۔

"بتا کہاں غائب کی ہیں لڑکیاں ورنہ آج یہیں تیری قبر بناؤں گا" ایک موٹی چربی والے کالے پھڈے سے آدمی نے اسے مکار تے ہوئے کہا۔

"ن۔۔۔ نہیں بتاؤں گا۔۔۔ جو کرنا ہے کر لے" اسنے مسکراتے ہوئے بتایا اور یہی چیز اسے آگ لگائی۔ اسنے عالیان کو کھڑا کیا اور اسکے گھٹنوں پر موٹا ڈنڈا مارا جس سے وہ دوبارہ نیچے گرا۔ عالیان کے دوبارہ اٹھنے پر یہی عمل دورایا گیا۔ اس بار وہ کچھ دور جا کے گرا کے ایک پتھر اسکے سر پر لگا۔ سر پر چوٹ لگنے سے وہ چکرا گیا۔

"سر وہ منہ نہیں کھول رہا" کاظم نے شہباز کو فون کرتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے حکم ملتے ہی کال منقطع ہوئی۔

"مار دو سالے کو" کاظم کے حکم پر وہ سب ایک ساتھ اسے ڈنڈے اور چین سے مارنے



لگے۔ عالیان نے کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن اسے اپنا جسم شل ہوتا محسوس ہوا۔ عالیان نے اپنے مسلسل بچتے موبائیل کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن ایک آدمی نے اسکے زخمی ہاتھوں پر اپنا بھاڑی بوٹ رکھا کہ سسکی نکلی۔ عالیان اکیلا بغیر کسی ہتھیار جبکہ وہ سات ہٹے کٹے اسلحے سے لبریز کب تک انکا مقابلہ کر سکتا۔ چنگھاڑتا موبائیل بھی ٹوٹ کر بند ہو گیا۔ اسے اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا۔

کاظم کو جب دور سے کوئی گاڑی آتی ہوئی نظر آئی تو وہ سب کو بیٹھنے کا حکم دیتے اسکے پیٹ پر گولی ماری جس پر وہ اچھلا کاظم ایک نفرت بھڑی نگاہ اس پر ڈال کر گاڑی میں بیٹھا اور روفو چکر ہو گئے۔ عالیان اس سنسان سڑک پر تڑپ رہا تھا سسک رہا تھا لیکن بے بسی کی انتہاء تھی کہ کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں پکار سکتا تھا۔ اپنی جگہ سے ہلنے میں بھی اسے تکلیف ہو رہی تھی۔ پیروں کو حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ درد کی شدت سے اسنے آنکھیں بند کی۔ اسے اپنے بھائیوں کے چہرے نظر آئے۔ کچھ چمکتے آنسوؤں نے اسکا چہرہ گیلا کیا جہاں اسے اب حد درجہ جلن محسوس ہوئی۔ ان بند آنکھوں کو اب جو چہرہ نظر آیا وہ اسکی ماں کا تھا۔ ایک دلکش مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھڑی۔ اسنے اپنی ماں کو پکارنا چاہا لیکن اسکے حلق سے آواز نہ نکلی۔ بہت مشکل سے امی اسرگوشی میں اسکے لب

ہلے اور وہ دنیا جہاں سے بے خبر ہو گیا۔

©©©©©©©©©©

مزل اپنے کمرے میں سویا تھا کہ کسی انجانے خوف کے تحت اسکی آنکھ کھلی۔ نجانے کیوں اسکے دل میں اکدم بے چینی ہو رہی تھی۔

"عالی" وہ نیند سے اٹھ کر بڑبڑایا۔

"اب تک تو آگیا ہو گا۔۔ ایک بار دیکھ لیتا ہوں" وہ موبائیل میں ٹائم دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا  
 عالیان اسکے کمرے میں داخل ہوا لیکن خالی کمرہ اسکا منہ چڑا رہا تھا۔ باہر نکل کے  
 چوکیدار سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ اب تک آیا ہی نہیں۔ عالیان کے نمبر پر جواب  
 موصول نہ ہونے کی صورت میں اسنے ریستورینٹ فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ اسے  
 نکلے کافی دیر ہو گئی ہے۔

"کہاں رہ گیا" مزل نے کہتے ہوئے اسکے نمبر پر کال کی لیکن پھر کوئی جواب موصول  
 نہیں ہوا۔ اسنے لگاتار کوشش کی اس بار کچھ بیل جانے کے بعد موبائیل بند ہو گیا۔

"کہاں جاسکتا ہے؟" وہ ادھر سے ادھر چکر کاٹتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

"کہیں کوئی حادثہ نہ ہو گیا۔۔۔ یا اللہ میرے بھائی کی حفاظت کرنا" وہ بند موبائیل ہونے کے باوجود کال ملاتے ہوئے اسکے لئے دعا گو تھا۔

"کہیں قاری صاحب کے پاس۔۔۔ لیکن اس وقت وہاں کیوں جائے گا۔۔۔ کیا پتا انکے ساتھ کوئی ایمر جنسی ہو گئی ہو" منزل نے سوچتے ہوئے اپنے موبائیل میں قاری صاحب کا نمبر ڈھونڈنے لگا۔

"اف! میرے پاس تو انکا نمبر ہی نہیں۔۔۔ انکے گھر چلے جاتا ہوں۔۔۔ ہاں یہ صحیح ہے لیکن مجھے تو انکا ایڈریس ہی نہیں معلوم۔۔۔ ایسی غفلت کیسے کر گیا میں" منزل نے اپنے بالوں کو جکڑتے ہوئے کہا۔ اسکی پل پل کی خبر رکھنے والے نے آج اتنی بڑی غلطی کر دی تھی۔

©©©©©©©©

قاری عبدالمدیحو اپنے کسی شاگرد کے اسرار پر اسکی شادی میں گئے تھے وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے کافی لیٹ ہو گئے۔ انکے ساتھ انکا شاگرد انیاں بھی تھا جو انہی کے محلے کا تھا۔

وہ باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے کہ انہیں فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ انہوں نے فوراً گاڑی کو بریک لگائی۔ السکا ذکر کرتے ہوئے کھڑکی سے باہر نکل کر دیکھا تو دور انہیں ایک گاڑی جاتی ہوئی دیکھائی دی۔

"سر لگتا ہے بھاگ گئے" دانیال نے بھی باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔۔۔۔ السکا حم کرے" یہ کہتے انہوں نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کرتے آگے بڑھائی۔

"سر یہاں کوئی زخمی ہے" دانیال نے زمین پر بے ہوش وجود کو دیکھتے ہوئے کہا۔ انہوں نے گاڑی روکی اور دونوں باہر نکلے۔

قریب جا کر جو چہرہ انکے سامنے آیا وہ انکے پیروں کے نیچے سے زمین نکالنے کے لئے کافی تھا۔ خون سے لت پت بے جان وجود چہرے پر جا بجا تشدد کے نشان۔۔۔ نہیں یہ عالیان نہیں انہوں نے نفی میں سر ہلایا اور وہیں زمین پر بیٹھے۔

"سر۔۔ سر" دانیال نے آواز لگائی تو انہوں نے اسے دیکھ کر پھر اس بے جان وجود کو دیکھا۔

"سریہ زندہ ہے" دانیال نے اسکی نبض ٹٹولتے ہوئے کہا

"عالیان ! آنکھیں کھولو بیٹا" انہوں نے دانیال کی بات سن کر اسکا چہرہ تھپتھپایا۔

"میں ایبویلینس کو کال کرتا ہوں۔" دانیال نے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ انکا کوئی

بہت ہی عزیز ہے جسکے لئے وہ ایسے تڑپ رہے ہیں

"نہیں وقت نہیں۔۔۔ میری مدد کرو اسے اٹھانے میں" دونوں نے مل کر اسے گاڑی

کی بیک سیٹ پر ڈالا۔ قاری صاحب اسکا سر گود میں لئے اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔ جبکہ

دانیال ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔ وہ خود بھی بہت گھبرا گیا تھا لیکن اسے اپنے حواس قابو

رکھنے تھے۔ وہ مسلسل کچھ پڑھ کر اسے دم بھی کر رہے تھے۔ دانیال انہیں نزدیکی

اسپتال لے آیا۔

©R©R©R©R™

کاظم شہباز کے سامنے نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

"سر اسکا زندہ بچنا مشکل ہی ہے" کاظم نے اپنا سر مسلتے شہباز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہممم۔۔۔ شہباز سے پنگالینے والوں کو یہی انجام ہے" اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جاؤ یہاں سے" وہ چیخا۔ وہ باہر نکل گیا۔ آجکل اسکا دماغی توازن ویسے بھی ٹھیک نہیں رہتا تھا۔

©©©©©©©©©©

اسپتال کے باہر ہی دانیال کا بھائی سلمان کھڑا تھا جو اس اسپتال میں ڈاکٹر بھی تھا۔ اسکی مدد سے اسے اسٹریچر میں لے جا کر فوراً آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔

"ارے عبداللہ تم یہاں" انکے دوست ڈاکٹر ولی نے جب انہیں آئی سی یو کے باہر

بکھڑی حالت میں دیکھا تو کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عالیان۔۔۔ اسے کسی نے مارنے کی کوشش کی ابھی اندر لے گئے ہیں۔۔۔ پلیز تم

دیکھو اور سب سے درخواست کر دو کہ یہ خبر ابھی باہر نہیں نکلے" وہ جانتے تھے کہ

عالیان کی جان کو خطرہ ہے اس لئے یہ بات وہ میڈیا تک نہیں لانا چاہتے تھے۔ وہ بھی

عالیان کو اچھے سے جانتے تھے اسی لئے وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے آئی سی یو میں گئے۔

"سر آپ فکر مت کریں اللہ سب بہتر کرے گا۔" دانیال نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھا

اور انہیں زبردستی کرسی پر بٹھایا۔

بیٹا آپ گھر چلے جاؤ۔۔ آپکے پیرنٹس پریشان ہو رہے ہونگے "

"نہیں سر میں نے کال کر دی ہے۔۔ میں آپکو چھوڑ کے کہیں نہیں جا رہا" دانیال بھی

انکے پاس ہے بیٹھ گیا۔ وہ ہولے سے مسکرائے پھر کچھ یاد آنے پر گھر کال کی۔ فاطمہ

بھی یہ خبر سُن کر سخت رنجیدہ ہوئیں اور آنے کا کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

کافی دیر گزر گئی اور ہر گزرتا لمحہ ان پر گراں گزر رہا تھا۔

"سر عالیان آپکے کوئی قریبی ریلیٹیو ہیں" دانیال اسے پہچان گیا تھا اسی لئے کب سے

دماغ میں آتا سوال پوچھ لیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرا اس سے کوئی خاندانی یا خونی تعلق نہیں بلکہ ہم چند دن پہلے ہی ایک پارک میں

ملے تھے لیکن اس عرصے میں وہ مجھے میرے بیٹے سے بھی زیادہ عزیز ہو گیا

ہے۔۔ اگر میرا بیٹا ہوتا تو بھی شاید مجھے اس سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی عالیان سے

ہے۔۔ یہ محبت اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے اور مجھے یقین ہے وہ اسے مجھ سے دور

نہیں کریگا" انہوں نے دھیمے لہجے میں اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

وہ مسلسل اپنی نظریں آپریشن تھیٹر پر جمائے اللہ کے ذکر میں مصروف تھے۔ کافی دیر

ہو گئی تھی لیکن اب تک کوئی باہر نہیں نکلا تھا۔ انہوں نے مسجد بھی کال کر کے اپنی نہ آنے کا بتا دیا تھا۔

©©©©©©©©©©

کیا کروں کس سے پوچھوں۔۔۔ عالی تو قاری صاحب کے علاوہ کہیں جاتا بھی نہیں "مزل فکر مندی سے یہاں سے وہاں چکر مار رہا تھا لیکن چین ایک پل کا بھی نہیں تھا کہیں باروہ سوسائٹی کے باہر تک کا بھی چکر لگا آیا تھا۔

اذانوں کی آواز گونجی تو وہ فوراً اپنے کمرے میں وضو کرنے کے لئے گیا۔ وہ باہر آیا تو تیمور اور فیضان بھی تیار کھڑے تھے۔

"عالی بھائی نہیں اٹھے اب تک" تیمور نے استفسار کیا کیونکہ آجکل وہ ساتھ ہی نماز پڑھنے جاتے تھے۔

"وہ گھر نہیں آیا اب تک"

"کیا مطلب نہیں آئے۔۔۔ کال کریں انہیں" فیضان نے پریشانی سے کہا "کیا یار۔۔۔ کب سے کر رہا ہوں لیکن اسکا فون آف ہے۔۔۔ میں کیا کروں یار" مزل



نے اپنے بال جکھڑتے ہوئے کہا

"وہ آجائیں گے۔۔۔ ہاں انہیں کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ کہیں وہ قاری صاحب کے پاس نہ ہوں" تیمور صوفے پر ڈھے گیا اور نڈھال لہجے میں کہا۔

"چلو کھڑے ہو۔۔۔ بھائی آپ بھی چلیں نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہے۔۔۔ ہم اللہ سے اپنے بھائی کی خیر و عافیت کی التجا کریں گے" فیضان نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے دونوں کو کھڑا کر کے نماز کے لئے لے گیا

NEW ERA MAGAZINE ©R©R©R©R©R©R©R

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کافی دیر گزرنے کے بعد نرس باہر آئی جس نے خون کے انتظام کرنے کا کہا۔ دانیال نے اپنا خون بھی دیا اور باقی کا بھی انتظام کیا۔

کچھ دیر بعد دوبارہ ڈاکٹر کے باہر آتے ہی وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

"آپریشن کر کے گولی نکال دی گئی ہے لیکن سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے اگلے ۴۸ گھنٹے نہایت کریٹیکل ہیں۔۔۔ اگر اس درمیان پیشینٹ کو ہوش نہ آیا تو۔۔۔" ڈاکٹر ولی نے عبداللہ کا سرخ چہرہ دیکھ کر خاموش ہو گئے۔

"تو کیا۔۔۔" انکے پوچھنے پر بھی وہ کچھ نہیں بولے۔

"ورنہ پیشنٹ کو مہ میں جاسکتا ہے" سلمان نے سنجیدگی سے بات مکمل کی۔

"یا میرے خدارحم" یہ کہہ کر وہ گرنے ہی والے تھے کہ دانیال نے انکا کندھا تھام کر انہیں کرسی پر بیٹھایا۔

فجر کی اذانوں کی آواز گونجی تو کچھ دیر کا سکوت چھا گیا۔ اذان کا جواب دینے کے بعد ڈاکٹر ولی انکے پاس بیٹھے۔

"دیکھ اللہ پر بھروسہ رکھ۔۔۔ زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ ہم اپنی طرف سے بیسٹ کر رہے ہیں۔۔۔ نماز پڑھ اور دعا کر انشاء اللہ سب بہتر ہوگا" انکے کہنے پر انہوں نے اپنے عالیان کے خون سے رنگے کپڑے دیکھے۔ ایک بار پھر انکی نم ہوئیں۔

"سر آپ جائیں ہم انکا دھیان رکھیں گے" ڈاکٹر سلمان بھی کسی وقت میں انکا شاگرد رہ چکا تھا اسی لئے انکی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے چھوڑ کر نہیں جاسکتا لیکن یہ کپڑے" وہ پریشان ہوئے۔

"چلو کوئی نہیں میں ہمیشہ اسپتال میں ایکسٹراسوٹ رکھتا ہوں۔۔۔ میرے ساتھ چلو

اور وہاں کچھ دیر ریٹ بھی کرو "ڈاکٹر ولی نے کہا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے کھڑے ہوئے۔ دانیال کو گھر جانے کی ہدایت کرتے وہ انکے روم میں چلے گئے۔

©©©©©©©©©©

نماز پڑھنے کے بعد وہ جہاں معلوم کروا سکے تھے وہاں کر چکے تھے۔ اپنی طرف سے وہ سب جگہ ڈھونڈ آئے تھے۔ رات سے صبح اور صبح سے دوپہر کو ہونے کو تھی لیکن کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ خان بابا بہت پریشان تھے اور اس سے زیادہ انہیں تینوں کہ فکر تھی جو بغیر کھائے پئے گھن چکر بنے ہوئے تھے۔

"بھائی ہمیں پولیس کی ہیلپ لینی چاہیے" فیضان نے بلا آخر کہا۔

"نہیں۔۔۔ کیا پتا کسی دشمن کا کام ہوا سکی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔ یہ معاملہ ہر حال میں سیکریٹ رکھنا ہے" منزل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ بلال آجائے پھر مل کر کچھ حل نکالتے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں بلال آیا تو وہ ایک بار پھر ہر زاویہ سے سوچنے لگے۔

"میں نے عالیان کی لاسٹ لوکیشن ٹریس کرنے کا کہا ہے اور گاڑی کا نمبر جو دیا تھا وہ

بھی ٹریکنگ کے لئے دیا ہے۔۔۔ ہمیں کچھ نہ کچھ تو معلوم ہو ہی جائے گا" بلال نے

رسائیت سے کہا۔

"لیکن بھائی آخر کون کر سکتا ہے۔۔۔ کوئی دشمن یا انخواہ برائے تاوان کا چکر نہ ہو" فیضان نے فکر مندی سے کہا۔ تیمور ایک کونے میں نڈھال بیٹھا صرف انکی باتیں سن رہا تھا۔

"کچھ کہ نہیں سکتے۔۔۔ دشمن۔۔۔ ہاں مجھے پہلے دھیان کیوں نہیں آیا کہیں شہباز بھٹی نے تو" منزل سے اسکے آگے کچھ سوچا ہی نہ گیا۔

"لوکیشن ٹریس ہو گئی ہے۔۔۔ آئی تھنک ہمیں نکلنا چاہیے" بلال کو جیسے ہی میسج موصول ہوا اسنے انہیں بتایا تو وہ تینوں بھی اسکے ساتھ ہی گئے۔

©R©R©R©R©R©R

ڈاکٹر کے دئے گئے وقت میں سے بیس گھنٹے کا وقت گزر گیا تھا لیکن اسے ہوش نہیں آیا تھا۔ فاطمہ بھی عائشہ کے ساتھ اسپتال میں ہی تھیں۔ انہوں نے زبردستی قاری صاحب کو کھانا کھلایا اور چائے دی۔

عائشہ نے جب عالیان کے بارے میں سنا تو اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔ اسکے لبوں

پر بس اسکی شفا یابی کی دعا تھی۔ آجکل انکے گھر میں عالیان کا حد سے زیادہ ذکر رہتا اور انجانے میں ہی اسے وہ دل کے بے حد قریب محسوس ہو رہا تھا۔ جسے ہمدردی کا نام دے رہی تھی۔ قاری صاحب نے ان دونوں کو زبردستی گھر بھیجا اور خود ڈاکٹر کی اجازت ملنے پر آئی سی یو میں آگئے۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

لوکیشن پر پہنچنے پر برسٹ ٹائر، ٹوٹا موبائیل اور زمین پر خشک خون دیکھ کر انکے اوسان خطا ہو گئے۔ کسی کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔

"خ-خ-خون۔۔۔ عالی بھائی پی" تیمور کی چیخ پر سب اسکی طرف متوجہ ہوئے جو حواس باختہ ہوئے چلا رہا تھا۔

"تیمور یار سننجا لو خود کو" فیضان نے اسے کندھوں سے تھام کر کہا اور نہ وہ ادھر ہی ڈھے جاتا۔

"تیمور میرے بھائی اگر تم اس طرح کرو گے تو ہم عالی کو کیسے ڈھونڈھیں گے۔۔۔ ہمت کرو یار" منزل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن خ-خ-خ۔۔ خون" تیمور نے اس طرف اشارہ کیا۔

"کچھ نہیں ہوگا۔۔ میں میرے عالی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ یقین ہے نہ مجھ پر۔۔۔ بولو ہے نہ" وہ تیمور سے زیادہ خود کو یقین دے رہا تھا۔ تیمور نے بس سر ہلایا۔

"اسے گھر لے جاؤ"

"نہیں میں آپکے ساتھ بھائی کو ڈھونڈنے آ رہا ہوں" تیمور نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"یار تمہارا بی بی لو ہو رہا ہے فیضان کے ساتھ گھر جا کر کچھ کھاپی کر ریٹ کرو۔۔ ہم عالی کو کچھ نہیں ہونے دیں گے" بلال نے بھی اسے سمجھایا اور سب کے بے حد اسرار پر وہ اسکے ساتھ گھر آ گیا۔

"میں نزدیک کے تمام اسپتال چیک کرواتا ہوں" انکے جاتے ہی بلال نے کہا۔

"مجھے یہ شہباز بھٹی کا ہی کام لگتا ہے۔۔۔ میں بھی کرتا ہوں تم بھی معلوم کرو" منزل نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہمت کریا۔۔۔ اس سب بہتر کرے گا" بلال نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے

تسلی دی۔۔ اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔۔ بلال سے اپنے دوست کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔

©©©©©©©©©©

"یار کم از کم اسکے گھر والوں کو بتادو" ڈاکٹر ولی نے قاری صاحب کو سمجھایا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے یقین ہے یہ سب انکے کسی دشمن کا کام ہے۔۔۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نہ وہ ہماری گاڑی دیکھ کر بھاگ گئے تھے۔۔۔ اب اگر انہیں خبر ہو گئی کہ وہ زندہ ہے تو وہ ایک بار پھر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"لیکن وہ پریشان ہو رہے ہونگے" انہوں نے اپنی طرف سے ایک اور کوشش کی۔

"جانتا ہوں بلکہ وہ ٹوٹ گئے ہونگے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ عالیان کی یہ حالت نہیں دیکھ سکیں گے۔۔۔ پھر مجھے یہ ڈر بھی ہے کہ اسکے گھر پر کسی نے نظر نہ رکھی ہوئی ہو۔۔۔ فون بھی ٹریپ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔۔۔ میں کوئی رسک نہیں لے سکتا"

"چلو جیسی تمہاری مرضی۔۔۔ ہمارے اسپتال کی اسٹاف کی طرف سے تو بے فکر ہو جاؤ

یہاں سے کوئی بات لیک نہیں ہوگی "ڈاکٹر ولی نے انہیں اطمینان دیا۔

"بہت شکریہ"

©©©©©©©©©©

خان بابا فیضان کے کہنے پر تیمور کے لئے جو س لے کر آئے لیکن وہ مسلسل انکاری تھا  
تجھی دروازے پر بیل بجی۔۔۔ ماجد نے گیٹ کھولا تو احمد اور عمران صاحب تھے وہ  
انہیں لاؤنج میں ہی لے کر آگئے۔

"السلام علیکم۔۔۔ آپ آئیے نہ" فیضان انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں بیٹھنے کا  
کہا

"وعلیکم السلام۔۔۔ یہ تیمور کو کیا ہوا ہے" عمران صاحب نے حیرانگی سے بدحواس

ہوئے تیمور کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"بس وہ کچھ طبیعت ٹھیک نہیں اسکی"

"آج صبح سے میں دیکھ رہا ہوں آپ سب کچھ پریشان نظر آرہے تھے اور احمد بھائی

بتا رہے تھے صبح مسجد میں بھی آپ لوگ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے" عمران



صاحب نے فکر مندی ست استفسار کیا۔

"ہاں اور عالیان بھی نظر نہیں آیا" احمد صاحب نے مزید کہا۔ ان دنوں میں انکی بہت اچھی جان پہچان ہو گئی تھی۔

"نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں" اسنے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بیٹا ہم آپکی فیملی ہیں۔۔۔ آپکے اپنے ہیں اور اپنوں سے باتیں چھپائی نہیں جاتی

بلکہ بتائی جاتی ہیں تاکہ دل کا بوجھ ہلکا ہو" عمران صاحب انکے بوکھلائے اور بکھری

حالت دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ ضرور کچھ بات ہے اسی لئے پیار سے استفسار

کیا۔۔۔۔ فیضان نے کچھ توقف کے بعد انہیں عالیان کے غائب ہونے کے حوالے

سے کچھ چیدہ چیدہ بات بتائی اور ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ یہ بات ابھی خفیہ رکھنی ہے۔

"او خدا اتنی بڑی بات ہو گئی" احمد صاحب پریشانی سے بولے۔ عمران صاحب تو بس

خاموش بیٹھے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ کھڑے ہوئے اور تیمور کے ساتھ جوس کا گلاس لے

کر بیٹھے۔

"تیمور شہابش جلدی سے یہ پیو اگر آپکے بھائی نے دیکھا تو وہ ہم سب پر غصہ کرے گا"

"نہیں۔۔۔ جب تک بھائی نہیں آئیں گے میں کچھ نہیں کھاؤں گا"

"آپکو تو بخار بھی ہو رہا ہے۔۔۔ کچھ کھا لو تاکہ دوالے سکوں" عمران صاحب نے جب اسکی پیشانی کو ہاتھ لگایا تو وہ گرم تھی۔۔۔ انہوں نے زبردستی اسے جو س پلا کر دوا کھلائی۔ فیضان زبردستی اسے کمرے میں لے جا کر سلا کر باہر آیا۔

©©©©©©©©©©

مزل رات دیر گھر پہنچا تو احمد صاحب اور عمران صاحب فیضان کے ساتھ ہی بیٹھے اسکا انتظار کر رہے تھے۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"کیا ہوا کچھ پتہ چلا" فیضان نے فوراً پوچھا تو اسنے نفی میں سر ہلاتے ہوئے صوفہ کی پشت سے ٹیک لگائی۔

انہیں ان تینوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ عالیان ان سب کے لئے کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

"بیٹا فکر مت کرو۔۔۔ اچھے لوگوں کے ساتھ الٹا ہے۔۔۔ اور ہمارا عالیان تو ہیرا ہے انشاء اللہ انکے ساتھ کچھ برا نہیں ہوگا" عمران صاحب نے اسکی ٹوٹی بکھری حالت دیکھ

کر تسلی دی۔

"بھائی آپکے لئے کچھ کھانے کالائوں" ماجد نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ ویسے تو اس گھر میں آج کسی نے حلق سے ایک نوالہ نہیں اتارا تھا لیکن وہ ہر تھوڑی دیر میں آکر پوچھ لیتا۔

"نہیں یارا بھی نہیں"

"جو سلاؤ" عمران صاحب نے کہا ماجد سر ہلاتے ہوئے کچن میں چلا گیا۔

"بیٹا ہم آپکی فیلنگ سمجھتے ہیں لیکن اس طرح بھوکا رہنا تو کوئی حل نہیں بلکہ آپ سب

بیمار ہو جائیں گے تو عالیان کا معلوم کیسے کرائیں گے" احمد صاحب نے اسے سمجھایا

کیونکہ اسکے خشک ہونٹ دیکھ کر ہی احساس ہو رہا تھا کہ وہ کتنے گھنٹے کا پیاسا ہے۔ انکے

زبردستی کرنے پر اسنے تھوڑا سا ہی جو س پی کر رکھ دیا۔ فیضان کو پہلے ہی پلاچکے

تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں اپنے گھر چلے گئے۔

مزل نے بھی زبردستی تیمور کو دودھ پلایا اور دو اکی دوسری ڈوز دے کر شکستہ قدم لے

کر اپنے کمرے میں گیا۔

اگلے دن بھی اسی طرح اسے ڈھونڈنے میں مصروف رہے لیکن کوئی خبر ہی نہیں مل

رہی تھی۔

©TM©R©R©TM>®

"امی کیا آپ اسپتال جائیں گی" عائشہ جو ابھی کالج سے آئی تھی نے کچن میں مصروف فاطمہ بیگم سے استفسار کیا۔

"ہاں بیٹا کچھ دیر میں حوریہ کے ساتھ نکلوں گی۔۔۔۔۔ بس تمہارے ابو کی سبزی تیار ہو جائے۔۔۔ تمہارے ابو بتا رہے تھے کہ بچے کو ابھی تک ہوش نہیں آیا۔" انہوں نے پیاز کاٹتے ہوئے فکر مندی سے بتایا

"اللہ جلد شفا دے۔۔۔۔۔ ویسے امی ابوا نہیں بہت چاہنے لگے ہیں۔۔۔۔۔ دو دن سے انہوں نے جو اپنی حالت بنالی ہے مجھے تو انکی بہت فکر ستا رہی ہے کہیں وہ بیمار نہ ہو جائے۔" عائشہ وہیں کرسی پر بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے پریشانی سے بولی۔

"ہمم۔۔۔۔۔ لیکن وہ کہتے ہیں جب تک عالیان کو ہونش نہیں آئے گا وہ گھر نہیں آئیں گے۔۔۔۔۔ بہت لگاؤ ہو گیا ہے انہیں اس سے"

"چلیں میں فریش ہو جاتی ہیں پھر کچن کا کام دیکھ لوں گی۔۔۔ آپ ابو کا کھانا تیار

ہو جائے تو نکلیں پھر اندھیرا ہو جائے گا" انہوں نے شفقت سے اپنی بیٹی کو دیکھا اور سر کو ہلکی سی جنبش دے کر اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔۔۔ وہ بھی اپنے روم میں چلی گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R

سر سبز باغ، ٹھنڈی ہوائیں ہر طرف لہلہاتے خوبصورت رنگ برنگی پھول جن کی خوشبو چار سو بکھڑی ہوئی تھی۔ ایک طرف آبشار بہہ رہی تھی جو دیکھنے والوں کو اپنی منفرد خوبصورتی کی بنا مسحور کن کر دیتی ہے۔ ایک طرف سفید کپڑے میں ملبوس خوبصورت سے بچے کھیل رہے تھے تو کچھ دور کچھ بزرگ اور نوجوان نورانی چمکتا چہرہ لئے بیٹھے تھے۔ وہ لڑکا چاروں طرف نظر کرتا ہے تو اسے ایک جگہ سفید کپڑے میں ملبوس ایک جوان لڑکی نظر آتی ہے جو ان بچوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہی ہوتی ہے۔ اسے دور سے ہی لگا کہ وہ اسکی ماں ہوگی کیونکہ اسکی ماں کو ہمیشہ سے یہ سحر انگیز منظر بہت پسند تھے۔ وہ چند قدم آگے بڑھا لیکن اسکے قدم منجمد محسوس ہوئے

"امی" اسنے زور سے پکارا تو اس لڑکی نے ان بچوں سے دھیان ہٹا کر اس جانی پہچانی آواز

کی سمت دیکھا اور اس خوبرونوجوان لڑکے کو دیکھ کر کھڑی ہوئی اور چند قدم آگے بڑھائے۔

"عالی۔۔۔ میرا بچہ" اس نے مسکراتے ہوئے پیار سے کہا۔ عالیان نے اپنی ماں کو دیکھا جو آج بھی ویسی ہی خوبصورت تھی بلکہ خوبصورت سے سفید لباس اور ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ وہ مزید دلکش لگ رہی تھی۔ شاداب کھلکھلا چہرہ جس پر تھکان اور غم کا کوئی آثار نہیں تھا۔

"امی۔۔۔ دیکھیں میں آگیا آپکے پاس۔۔۔ اب ہم کبھی الگ نہیں ہونگے" عالیان نے زبردستی اپنے قدموں کو اٹھانے کی کوشش کی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا سارا جسم مفلوج ہو گیا تھا۔ بے بسی سے چند قطرے اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

"امی میں نے اپنی ساری ذمہ داری نبھادی ہے۔۔۔ اب آپکے بغیر آپکا عالی نہیں جی سکتا۔۔۔ آپکا عالی تھک گیا ہے اسے آپکی ٹھنڈی چھاؤں چاہیے۔۔۔ بہت اکیلا ہوں بھینٹر میں بھی تنہا تنہا محسوس ہوتا ہے۔۔۔ اب میں ہمیشہ کے لئے آپکے پاس آگیا ہوں" عالیان نے بے بسی سے کہا تو تبسم نے اپنے کچھ قدم پیچھے لئے۔

"نہیں میرے بچے۔۔۔ تم اکیلے نہیں ہو بلکہ تمہاری ماں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ لیکن میری جان تم یہاں نہیں آسکتے ابھی" تبسم نے پیار لٹاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں امی اب آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی" عالیان نے اپنی ماں کو پیچھے ہوتے دیکھ کر زبردستی چند قدم آگے لئے۔

"میری جان آپکے بھائیوں کو اب بھی آپکی ضرورت ہے۔۔۔ آپکو اپنی دنیا میں واپس لوٹنا ہوگا۔۔۔ خوش رہنا ہوگا اپنے لئے جینا ہوگا۔۔۔ میں یہاں بہت خوش ہوں۔۔۔ یہاں سب بہت اچھا ہے۔۔۔ لوٹ جاؤ میری جان۔۔۔ آپکی ماں کی دعا زندگی بھر آپکے اور آپکے بھائیوں کے ساتھ ہے" تبسم نے مزید چند قدم پیچھے لیتے ہوئے کہا۔ عالیان اپنی ماں کو اپنے سے دور جاتے دیکھ کر تڑپ گیا۔

"نہیں امی۔۔۔ دور مت جائیں۔۔۔ میرے قریب آئیں" ایک بار پھر وہ اپنے شل قدموں کو گھسیٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"عالی یہاں سب بہت اچھا بہت خوبصورت لیکن آپکے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔۔۔ مجھے بے سکون کر دیتے ہیں۔۔۔ مت ضد کرو اور لوٹ جاؤ۔۔۔ اپنی ماں کو

خوش نہیں کرو گے " تبسم نے گویا التجا کی تو عالیان نے اپنی کوشش کو ترک کر کے آنسو صاف کئے وہیں کھڑے کھڑے اپنی ماں کو دیکھنے لگا جواب ہنس رہی تھی۔۔۔ اسکے چہرے پر بکھری روشنی چار سو اجالے کا باعث بن رہی تھی اور دیکھتے دیکھتے اسکی ماں ایک بار پھر اس سے دور چلی گئی اور وہ بس سرگوشی میں امی ہی کہ سکا۔

عالیان اپنی بند آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسکی سانس اُکھڑ رہی تھی اور لب دھیمی آواز میں کچھ سرگوشی کر رہے تھے۔

©R©R©R©R©

آج دوسرا دن تھا لیکن اسے ہوش نہیں آیا تھا۔ قاری عبداللہ جو اسکے پاس بیٹھے سورۃ الرحمن کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے عالیان کے وجود کو ہلتے محسوس کیا تو فوراً اسکی طرف آئے۔ اسکے بند آنکھوں کنارے پر آنسو دیکھ کر اپنی پوروں سے صاف کئے اور دم کیا پھر اسکی لرزتے جسم اور اُکھڑی سانسیں دیکھ کر فوراً باہر ڈاکٹر کو بلانے گئے۔

ڈاکٹر جب اندر آئے وہ لمبی لمبی سانس لے رہا تھا ڈاکٹر نے اسکی سانسیں بحال کرنے کی کوشش کی۔۔۔ ڈاکٹر کی مسلسل کوششوں سے اسکی سانسیں بحال ہونا شروع ہوئی اور وہ دوبارہ گنودگی میں چلا گیا۔



"کیسا ہے وہ" ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی عبداللہ صاحب نے پوچھا۔  
 "اللہ کا شکر ہے اب خطرے سے باہر ہے۔۔۔ غنودگی کا انجیکشن لگایا ہے امید ہے اب  
 جب ہوش آئے گا تو کافی بہتر ہوگا انشاء اللہ۔" ڈاکٹر ولی کے بتانے پر عبداللہ صاحب  
 نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

مزل صوفی کی پشت پر سر ٹکائے آنکھیں موندے اپنا سر سہلار ہاتھا کہ اسے اپنے  
 ہاتھوں پر نرم لمس محوس ہوا اسنے آنکھ کھولے دیکھا نوشی دھیرے دھیرے اسکا سر  
 دبار ہی تھی۔ اسے کل شام ہی سب معلوم ہوا تھا اور مزل کی تکلیف محوس کر کے وہ  
 بھی بہت روئی تھی۔ آج صبح ہی وہ اپنے والدین سے اجازت لے کر انکے گھر آگئی  
 تھی۔ دو دن سے عمران اور احمد صاحب ہی انہیں زبردستی کچھ نہ کچھ زبردستی کھلاتے  
 تھے۔ وہ ہلکا سا ہنسا اور دوبارہ آنکھیں موند لیں۔

نوشی کو اسکی ہنسی کھو کلی محوس ہوئی۔ آنکھیں رت جگے کی چغلی کھا رہی تھی۔  
 "بیٹھ جاؤ۔۔۔ تھک جاؤ گی" مزل نے کچھ دیر بات اسکا احساس کر کے کہا۔

"مجھے آپکا کوئی بھی کام کر کے تکلیف نہیں ہوتی" اسنے پیار سے کہا۔ مزمل نے اسکے ہاتھ تھام لئے اور اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔ مزمل نے اسکے کندھے پر اپنا سر ٹکا لیا۔

"تمہیں معلوم ہے میں بہت چھوٹا تھا جب میرے والدین کا انتقال ہوا۔ اسکے بعد تبسم خالہ خالو کے غصے کے باوجود مجھے اپنے گھر لے آئیں۔۔۔ فیضان اور تیمور بھی بہت چھوٹے تھے جب انکے والدین انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ انکے چچاؤں نے انہیں گھر سے نکال دیا تو خالہ انہیں بھی اپنے گھر لے آئیں۔ وہ ہمارے لئے گھنے سائے کی طرح تھی۔۔۔ کچھ عرصہ بعد وہ بھی ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔ ہم سب ٹوٹ گئے لیکن تب عالی نے اپنے دکھوں کو اپنے سینے میں دفن کیا اور ہمارا سہارا بنا۔۔۔ وہ خود بہت چھوٹا تھا۔ اپنا بچپن برباد کیا۔۔۔ صرف تیرہ سال کا تھا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود اسنے بڑے بوڑھوں کی طرح ہمارا خیال رکھا۔۔۔ ہمارے لئے لڑتا۔۔۔ ہماری خاطر اپنا گھر چھوڑ کر کراچی آگیا۔۔۔ وہ ہمارے لئے ایسا دیا بنا جو خود جلتا ہے لیکن دوسروں کو روشنی دیتا ہے۔ دن رات محنت کر کے اسنے یہ سب حاصل کیا یہ مقام بنایا۔۔۔ ہم میں سے کسی کو بھی دیکھ کر کبھی محسوس ہوا کہ ایک تیرہ سال کے بچے نے یہ پرورش کی

ہوگی۔۔۔ اور آج دیکھو ہم سب کو چھوڑ کر نجانے کہاں چلا گیا ہے۔۔۔ لوٹ ہی نہیں رہا۔۔۔ ہماری تکلیف پر تڑپنے والا آج پتہ نہیں خود کس تکلیف میں ہو گا اور مجھے دیکھو یار میں کچھ کر بھی نہیں پارہا۔۔۔ خالی ہاتھ رہ گیا ہوں میں "مزل سسک سسک کر رو پڑا۔ اسنے اپنا تمام غم نوشی کو سنا دیا اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ اب بھی نہ بولتا تو اسکے دماغ کی نسیں پھٹ جاتی، دل بند ہو جاتا۔ نوشی نے بھی اسے رونے دیا شاید اسی طرح اسکے دل کا بوجھ ہلکا ہو۔

کچھ دیر بات جب اسے کچھ بہتر محسوس ہوا تو وہ تھوڑا دور ہو کر بیٹھا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ وہ بس۔۔۔ تمہیں بھی رُلا دیا نہ "مزل نے اپنے آنسو صاف

کرتے ہوئے کہا۔

"آپکو سوری کی ضرورت ہے۔۔۔ آپ اپنی ہر بات بلا جھجک مجھ سے شیئر کر سکتے

ہیں "نوشی نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"آپکو ہمت کرنی ہوگی۔۔۔ کمزور ہو کر آپ بھائی کو کبھی نہیں ڈھونڈ سکتے۔۔۔ عالی بھائی

نے اگر آپکی یہ حالت دیکھی تو وہ سخت خفا ہونگے۔۔۔ میں ناشتہ لاتی ہوں پھر ٹیبلٹ

لے کر آپ کچھ دیر سو جائیں گے تو بہتر فیمل کریں گے "نوشی نے اسکے ہاتھ سہلاتے

ہوئے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

" تیمور کے کمرے میں لے آؤ " اسکو چکن میں جاتے ہوئے دیکھ کر کہا تو وہ اوکے کہ کر چلی گئی۔ منزل بھی تیمور کے روم میں گیا۔

©©©©©©©©©©

" وہ لڑکیاں تو اب نہیں مل سکتی لیکن میں رائے چند کو وعدہ کر چکا ہوں کہ انکے بدلے وہ جو نئے اسلحے ہم نے ایمپورٹ کئے تھے انکی اگلے ہفتے میں اسے ہی ڈلیوری کی جائے گی۔۔۔ اس۔۔۔ (گالی) کی وجہ سے بہت نقصان برداشت کر لیا اب مزید نہیں " شہباز نے کاظم سے کہا۔

" لیکن سر وہ تو راٹھور۔۔۔ " کاظم نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

" جانتا ہوں۔۔۔ زیادہ میرا باپ مت بن۔۔۔ اور کیا کرتا وہ کتا گلے کی ہڈی بن گیا تھا " وہ نشے سے سرخ ہوتی آنکھیوں سے اسے دیکھ کر بھنکارا۔

" ج۔ج۔جی۔۔۔ جو حکم " اسنے تعبیداری سے سر ہلایا اور اسکے اشارہ کرنے پر باہر نکل

گیا۔

©©©©©©©©©©

کیسی طبیعت ہے اب اسکی "مزل نے فیضان سے پوچھا جو تیمور کے پاس بیٹھا پٹیاں کر رہا تھا۔

"اب جا کر بخار کی شدت میں کمی آئی ہے" فیضان نے ایک بار پھر اسکی پیشانی چیک کی اور اسے بتایا۔

"ہم۔۔۔ تیمور بیٹا اٹھو" مزل اسکی دوسری سائیڈ پر بیٹھتے اسے اٹھانے لگا۔

"عالی بھائی" وہ مزل کی آواز سن کر کھڑا ہوا اور اسکی طرف دیکھا۔

"ایسے تو عالی واپس نہیں آنے والا۔۔۔ وہ تمہیں کیا کہتا تھا کہ بہادر بنو حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرو لیکن تم بزدلوں کی طرح یہاں بیمار ہو کر سوئے پڑے ہو" مزل نے اسکی حالت دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ ہم مل کر بھائی کو ڈھونڈیں گے۔۔۔ اللہ سے اپنے

بھائی کو واپس مانگیں گے" تیمور نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا تو وہ دونوں ہلکا سا



"ب۔ بہتر" دھیمے سے کہ کر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اسے پیٹ میں کھینچاؤ محسوس ہوا۔۔۔ کندھے میں بھی تکلیف کا احساس ہوا۔

"لیٹے رہئے ابھی" انہوں نے اسے انکار کیا۔۔۔ عالیان نے ارد گرد دیکھا تو اسے دوسری سائیڈ ایک نقاب پوش لڑکی نظر آئی جس کی صرف سیاہ لمبی آنکھیں ہی نظر آرہی تھی جو فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسنے حیرت سے اسے دیکھ کر قاری صاحب کو دیکھا۔

"میری بیٹی ہے عائشہ" وہ اسکی حیرانگی کو پہچان گئے تھے۔ اسے جسم میں حد سے زیادہ درد اور سر میں ٹھیسیں محسوس ہو رہی تھی۔ وہ شدت درد سے سر کو دائیں بائیں حرکت دے رہا تھا۔ عائشہ نے اسے دیکھا۔ سر پر پٹی زرد چہرہ جبکہ آنکھوں کی نیچے سوجن اور چہرے پر جا بجا زخم تھے۔ ایک ہاتھ میں ڈرپ لگا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ پر کندھے سے بازو تک پٹا تھا۔ چہرے پر شدید تکلیف کے آثار دیکھ کر اسکی آنکھوں میں نمی آئی۔

"ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔ کیا بہت درد ہو رہا ہے" قاری صاحب نے اسکی تکلیف دیکھ کر

پوچھا

'ج۔ج۔جی' اسنے کرب سے آنکھیں موندتے ہوئے کہا۔

"بیٹا ڈاکٹر کو بلاؤ" انکے کہنے پر عائشہ باہر ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی۔ ڈاکٹر نے آکر اسے چیک کرنے کے بعد درد کی دوا دی اور نیند کا انجکشن دیا کیونکہ وہ جتنی زیادہ نیند لے گا اتنا اسکے درد میں افاقہ ہوگا۔ کچھ ہی دیر میں دوبارہ غنودگی میں چلا گیا۔

©R©R©R™R©R©R

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا تم کوئی ایکشن کیوں نہیں لے رہے۔۔۔ ریڈ کرو یا جو بھی کرنا ہے کرو کیونکہ مجھے یہ یقین ہے یہ شہباز کا ہی کام ہے" منزل اور فیضان اس وقت بلال کے گھر پر موجود تھے جبکہ تیمور کو وہ گھر ہی چھوڑ آئے تھے کیونکہ معین صاحب، احمد اور عمران صاحب کی فیملی اسکے ساتھ ہی تھی۔ انکے علاوہ سب کو یہی کہا گیا تھا کہ وہ کام کے سلسلے میں دبئی گیا ہے۔

"اتنا آسان نہیں ہے اس پر ہاتھ ڈالنا لیکن فکر مت کرو جلد ہی ہمیں اسکے خلاف ایکشن کے وارنٹ وصول ہو جائیں گے۔" بلال نے رسائیت سے اسے سمجھایا۔

"فکر کیسے نہیں کروں یا ایک ہفتہ ہو گیا ہے لیکن کوئی امید کی کرن نظر ہی نہیں





کیونکہ عالیان انہیں شہباز بھٹی کے بارے میں سب بتا چکا تھا اور یہ بھی کہ یہ حملہ اسی نے کروایا تھا۔

"آپ میری بات سمجھیں اور ضد مت کریں۔۔۔ آپ جانتے ہیں جب میں نے آپکے خون سے لتھڑے وجود کو بے ہوش سنسان سڑک پر دیکھا تھا تب مجھ پر کیا بتی آپ نہیں جانتے۔۔۔ دو دن تک جب آپکو ہوش نہیں آیا تھا میں کس اذیت سے گزرا تھا آپ سمجھ ہی نہیں سکتے۔۔۔ آپکو میں خود غرض لگ رہا ہوں نہ تو ہاں میں خود غرض ہوں کیونکہ نہیں دیکھ سکتا یا میں آپکو دوبارہ اس تکلیف میں کیا کروں۔۔۔ بتائے میں کیا کروں" قاری صاحب غصے مدہم پُر درد لہجے میں کہتے ہوئے اپنا سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔ عالیان تو ہونقوں کی طرح انہیں دیکھ رہا تھا ہمیشہ سے تحمل مزاج رہنے والا انسان جب استقدر غصہ کر جائے تو حیرانی تو بنتی ہے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اس سے اتنا پیار کرتے ہیں۔ فاطمہ بیگم بھی حیران تھیں۔۔۔ باہر سے آتی عائشہ اور حوریہ بھی بغیر سلام اپنے باپ کو اتنے غصے میں دیکھ خاموش ہو گئیں تھیں۔

"مجھے احساس ہے۔۔۔ میں سب سمجھتا ہوں لیکن میں بھی کیا کروں۔۔۔ میرے بغیر میرے بھائی بکھر گئے ہونگے۔ میں نے انہیں باپ بن کر پالا ہے۔۔۔ بہت اذیت

میں ہونگے اور میرا تیمور میرا بھولا وہ تو بہت حساس ہے۔۔ کیسے جی رہے ہونگے وہ میرے بغیر "عالیان نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اذیت سے کہا۔۔ عائشہ کو اسکی آنکھوں میں نمی اور لہجے میں نقاہت اور کپکپاہٹ محسوس ہوئی۔

وہ کھڑے ہو کر اسکے نزدیک آئے اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔

"میں جانتا ہوں بس کچھ دن پھر کچھ حالات بہتر ہوتے ہی میں خود آپکو لے جاؤں گا۔۔۔ آپکے بھائی آپکی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہونگے تو جب تک آپ کچھ بہتر بھی ہو جائینگے"

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے مزے مجھے ڈھونڈ لے گا" اسنے فخر سے بتایا قاری صاحب نے نفی میں سر ہلایا کہ اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"چلیں جب تک آپ اپنی امی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کریں" فاطمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امی" عالیان کی آنکھوں میں نمی آئی۔

"ہاں امی۔۔۔ کوئی پرابلم" انہوں نے شائستگی سے کہا اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ امی تو میں بابا۔۔ بولو کیا میں تمہیں قبول ہوں" قاری صاحب نے خوشگوار لہجے میں کہا

"قبول ہے۔۔ قبول ہے۔۔ قبول ہے" عالیان نے انہیں گلے لگایا۔ سب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آگئی۔

"آہ ! شکر سب مسکرائے۔۔ میری تو آواز ہی بند ہو گئی تھی" حوریہ نے شکر کرتے ہوئے کہا تو اب سب کی نظر ان دونوں پر گئی جو دروازے پر کھڑی تھیں۔

"ارے آپ کب آئیں" فاطمہ بیگم نے دونوں کو کہا تو وہ سلام کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔

"جب یہاں ایمو شنل سینرز چل رہے تھے" حوریہ نے عالیان کو بکے تھماتے ہوئے کہا۔

"آہ ! نانس۔۔ لیکن بابا یہاں تو لوگ بڑے بے مروت نکلے۔۔ بھائی کو پوچھا ہی نہیں" عالیان نے وائٹ فریش لیلی کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔۔ ان دنوں میں اسکی حوریہ سے اچھی دوستی ہو گئی تھی جبکہ عائشہ دو مرتبہ ہی آئی تھی اور بس دور

سے ہی دیکھتی۔ دانیال بھی اس سے ملنے آتا رہتا تھا اور اب تو وہ کہتا تھا کہ دانیال اسکا  
خونی بھائی ہے کیونکہ اسنے اسے بلڈ ڈونیٹ کیا تھا۔

"آہ بھائی میں آپکو انفارم کر کے گئی تھی اور ازالے کے طور پر میں آپکے لئے چکن  
سوپ لائی ہوں" حوریہ نے پہلے سنجیدگی سے اور پھر فخر سے بتایا۔  
"آپنے کھانا کھالیا" عالیان کے سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ سر ہلا گئی۔

"کیا کھایا؟"

"بریانی اور بھائی کیا بتاؤں کتنی مزے کی بنی تھی" حوریہ نے مزے لے کر بتایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور میرے لئے کیا لائی ہو"

"سوپ" حوریہ نے کہتے ہی اپنی دانتوں تلے زبان دبائی کیونکہ اسے اب احساس  
ہوا۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے کھسیانی ہنسی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

"امی مجھے بھی بریانی کھانی ہے" عالیان نے بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے کہا۔

عائشہ نے اسے دیکھا اور اپنی ہنسی دبائی۔۔۔ عالیان کو اسکا چہرہ تو نظر نہیں آیا لیکن اسکی  
مسکراتی آنکھیں دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ہنس رہی ہے۔

"میرا بیٹا۔۔۔ آپ ٹھیک ہو جائیں پھر میں روز بریانی بناؤں گی آپکے لئے"

عائشہ نے سوپ باؤل میں نکال کر قاری صاحب کو دیا تو وہ اسکے سامنے بیٹھ گئے۔

"نہیں نہ ابھی کھانی ہے۔۔۔ یہ سوپ پی کر میں تنگ آ گیا ہوں۔" وہ منہ پھلائے

ضدی لہجے میں بولا۔

"ابھی آپکو ہیوی ڈائٹ الاؤ نہیں اس لئے شرافت سے یہ پیئیں" قاری صاحب نے

سوپ کی چھجاسکے سامنے کی تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

"بہت ضدی ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ مجھے تو عبدالرحمن اور آپ میں کوئی فرق ہی

محسوس نہیں ہوتا" انہوں نے اسے زبردستی پلاتے ہوئے کہا۔

"میں آپ سے بات نہیں کروں گا" وہ بچوں کی طرح زبردستی سوپ اتارتے ہوئے

بولا۔

"ٹھیک ہے لیکن پہلے یہ سوپ فٹس کریں" وہ اپنی ہنسی دباتے ہوئے بولے۔ یہ انکی

محبت کا ہی اثر تھا کہ کبھی ضد نہ کرنے والا عالیان اب چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ضد

کرنے لگا تھا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©

فیضان کچن میں پانی پینے آیا تو امل کو کچن میں چائے پکاتے دیکھ کر ٹھٹھکا۔ گلابی اسکارف میں اسکی گوری رنگت مزید چمک رہی تھی۔ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو اسے بہت خوشی ہوتی لیکن اس وقت تو خوشیوں نے جیسے انسے منہ مور لیا تھا۔

امل کے دیکھنے پر وہ فریج کی طرف بڑھ گیا۔ امل نے اسکی سنجیدہ صورت دیکھ کر آنکھیں میچیں۔ یہ شخص اس فیضان سے بہت الگ لگا جو انہیں پہلے دن ملا تھا۔ ویران آنکھیں، بڑھی شیو، ہمیشہ سیٹ کئے ہوئے بال آج پیشانی پر بکھڑے ہوئے تھے۔ ہمیشہ ہنستا مسکراتا چہرہ کافی مر جھا گیا تھا۔ چہرے کی رونق کہیں کھوسی گئی تھی۔ وہ فریج سے پانی لے کر جانے لگا تو امل نے اد آواز دی۔

"سنیں" امل کی آواز پر اسکے قدم تھمے لیکن وہ پلٹا نہیں۔

"آپ ٹینشن مت لیں عالیان بھائی جلد مل جائیں گے" امل کی بات پر وہ پلٹا۔

"آپ دعا کریں گی نہ" فیضان کے سوال سے اسے اسکی اندرونی کیفیت بیان کا اندازہ

ہوا۔

"جی بلکل ضرور۔۔ دعائیں بہت طاقت ہے۔۔ اسل اپنے پکارنے والوں کی ضرور سنتا ہے" امل نے اپنی طرف سے اسے تسلی دی۔

"بے شک۔۔ مجھے امید ہے جہاں اتنے لوگ ایک شخص کے لئے دعا گو ہوں تو اللہ بھی اسکی حفاظت فرماتا ہے" فیضان ہلکا سا مسکرایا اور دوبارہ جانے کے لئے پلٹ گیا۔

"ہمیشہ ہنستے رہا کریں" اسے اپنے پیچھے سے امل کی آواز آئی تو اسکے قدم تھمے اتنے دنوں بعد اسکے چہرے پر وہی خوبصورت مسکراہٹ تھی جو اسکی شخصیت کا خاصا تھی لیکن پھر اسکے لب سمٹ گئے اور وہ عالیان کو یاد کر کے کچن سے نکل گیا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©

بلال کی اور منزل کی انتھک کوششوں کے بعد اتنے ثبوت اکٹھے ہو گئے تھے کہ شہباز کی مختلف فیکٹریوں میں چھاپہ مارنے کی اجازت مل گئی تھی۔ اس کام میں رینجرز کو شامل کیا گیا تھا۔ اتفاق تھا یا شہباز کی بد نصیبی سب سے پہلے وہ جس فیکٹری میں گئے وہیں سے اسلحے کی ڈلیوری ہونی تھی اور وہاں ان سب کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا گیا۔ اس اچانک افتاد پر وہ سب گھبرا گئے تھے اور آمنے سامنے فائرنگ بھی کی گئی لیکن کامیابی انکا مقدر ٹھہری۔۔۔ سب سے بڑی کامیابی کاظم کا پکڑے جانا تھا۔ کاظم پر سخت تشدد کیا گیا جس



سے اسنے شہباز کا سارا کالا جھٹا کھول کر رکھ دیا۔ اسکے بیان کے مطابق دوسرے بہت سے خفیہ اڈوں پر بھی چھاپے مار کر بڑی تعداد میں منشیات برآمد کی گئی۔ عدالت کی طرف سے شہباز بھٹی کے اریسٹ وارنٹ ایشو کئے گئے لیکن وہ روپوش ہو گیا تھا۔

©©©©©©©©©©

بلال ساری اپڈیٹ دینے کے لئے انکے گھر موجود تھا۔ باقی سب سے یہی کہا گیا تھا کہ یہ کسی بزنس رائیول کا کام ہے۔ اس لئے وہ چاروں ہی تھے۔

"وہ اب تو صحیح ہے لیکن عالی بھائی کے بارے میں کچھ بتایا اسنے" منزل نے اسکی ساری بات سننے کے بعد بتایا۔

"ہاں۔۔۔ اسکا کہنا ہے کہ وہ اسے اسی جگہ چھوڑ گئے تھے جہاں سے ہمیں گاڑی ملی تھی" بلال نے کچھ توقف کے بعد بتایا۔

"جھوٹ بولتا ہے" تیمور نے نفرت سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ دو گولی ماری گئی تھی اور اسکے مطابق وہ اُن کی ادھر ہی ڈبیتھ ہو گئی تھی" بلال نے دھیمے لہجے میں بتایا سب پر سختہ طاری ہو گیا۔

"نہیں۔۔۔ ہمیں تو وہاں سے خون کے نشانات اور انکی چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔۔۔ اگر وہ زخمی بھی تھے تو خود سے کہیں نہیں جاسکتے" کافی دیر کی خاموشی کے بعد فیضان کی آواز گونجی جسے پہلے دن سے ہی یہی محسوس ہو رہا تھا کہ انکا عالی بھائی کسی محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

"ہو سکتا ہو کوئی اسپتال لے گیا ہو" منزل نے بھی اندیشہ ظاہر کیا۔  
 "میں نے تمام نزدیکی اسپتال چیک کئے ہیں۔۔۔ پولیس سے بھی معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی خبر نہیں ملی۔" بلال نے بتایا تو سب متفکر ہوئے۔  
 "ہمیں نئے سرے سے اب سب شروع کرنا ہوگا۔۔۔ کیونکہ میرا دل کہتا ہے عالی زندہ ہے اور میں اسے ڈھونڈ کر رہوں گا" منزل نے عزم سے کہا۔۔۔ کچھ دیر اس نہج پر سوچنے کے بعد وہ اذان کی آواز پر نماز پڑھنے چلے گئے۔

©R©R©R©R©R©R©R

اسپتال میں ۱۵ دن رکھنے کے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا۔ شروع شروع میں اسے اٹھنے کے لئے سہارے کی ضرورت ہوتی تھی لیکن اب وہ خود سے کھڑا ہو جاتا تھا چلنے میں

اسکو اب بھی تکلیف تھی گھٹنوں پر چوٹ کی وجہ سے لنگڑا کر چلتا لیکن ڈاکٹر نے ایکسر سائیز اور واک کی تجویز کی تھی۔ اس بار بھی اسنے گھر جانے کی ضد کی لیکن انکے سامنے اسکی ایک نہیں چلی۔ دانیال اور ارسلان نے جب اسکی سائیڈ لی تو انہوں نے کہا میں آپ کا استاد ہوں آپ میرے نہیں جبکہ ڈاکٹر ولی کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ تمہیں کچھ نہیں معلوم۔۔۔۔۔ عالیان نے ان سب سے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ اتنے ضدی کیوں ہو گئے ہیں۔۔۔ میری کیوں نہیں مانتے"

"آپ اتنے ضدی کیوں ہیں۔۔۔ میری بات کیوں نہیں سمجھتے" انہوں نے اسی کے اسٹائیل میں جواب دیا۔ وہ اسے لے کر بہت پوزیسو تھے اور اس طرح وہ اسے بہلا کر اپنے گھر لے آئے۔

©R©R©R©R©TM

"بیٹا اگر آپ بُرانہ منائیں تو ایک بات کرنی تھی" عمران صاحب نے ہچکچاتے ہوئے منزل سے کہا۔

"جی انکل"

"بیٹا گرنوشی کی رخصتی ہو جائے۔۔۔ بلکل سادگی سے۔۔ کیونکہ بیٹا وہ "عمران صاحب یہ کہتے رُک گئی کیونکہ انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کس طرح بات کریں۔

"انکل میں آپکی پر اہلم سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ میں خود نوشی سے یہاں آنے سے انکار کرنا چاہتا تھا لیکن کہ نہیں پایا اور یقین کریں میں خود اتنا الجھا ہوا ہوں "مزل نے انکے خاموش ہو جانے پر کہا۔

"نہیں بیٹا۔۔۔ مجھے اندازہ ہے اس گھر کو آپکو نوشی کی ضرورت ہے۔"

"جی انکل یہ سچ ہے اور جس طرح نوشی نے آپ نے یا احمد انکل نے ہمیں سنبھالا ہے ہم بہت شکر گزار ہیں لیکن انکل عالی کے بغیر میں اپنی لائف شروع نہیں کر سکتا۔۔۔ آئی ہو پ یوول انڈر سٹینڈمی "مزل نے رسائیت سے کہا تو وہ مسکرائے

"ہم۔۔۔ مجھے فخر ہے آپ سبکی آپسی محبت پر اور اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ عالیان آپ لوگوں کی لائف کا ایک اہم جُز ہے۔۔۔ جس طرح جسم کے ایک حصے کے مفلوج ہونے پر سارا جسم ناکارہ محسوس ہوتا ہے اسی طرح ایک عالیان کے نہ ہونے پر آپ سب ادھورے ہیں "عمران صاحب نے کہا تو وہ بس ہلکا سا مسکرا سکا۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ کو تو وہ فراموش ہی کر بیٹھے تھے۔

## "تھینک یوانکل"

نوشی جو اس طرف کسی کام سے نکلی تھی انکی ساری بات سن چکی تھی اسے بھی اپنے منزل پر فخر محسوس ہو اور عالیان کے جلد ملنے کی دعا کرتے ہوئے ادھر سے ہی لوٹ گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

عالیان کے اسرار پر انہوں نے گیٹ روم میں ٹھہرایا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ یہ کمرہ زیادہ مسجد کی میٹنگ یا محلے کے کوئی ضروری معاملات ہوتے تو استعمال میں لایا جاتا۔ اس کمرے کا یہ فائدہ تھا کہ اسکا ایک دروازہ گھر میں جبکہ ایک باہر کی طرف کھلتا تھا۔ عالیان کو باہر جانے کے لئے گھر کی راہداری سے نہیں گزرنا پڑتا۔

"ناظرین آپکو بتاتے چلیں کہ شہباز بھٹی اب تک روپوش ہے۔۔۔ پولیس جگہ جگہ چھاپے مار رہی ہے لیکن اسے ڈھونڈنے میں ناکام ہے۔ عدالت کے حکم پر اسکا نام ای سی ایل میں ڈال دیا گیا ہے۔۔۔ ایک بار یاد دہانی کروادیں کہ شہباز بھٹی ایمپورٹ

ایکسپورٹ کی آر میں اسمگلنگ کا بزنس کر رہا تھا نا صرف یہ بلکہ اسکے خاص آدمی کاظم جو اس وقت ریجنرز کی تحویل میں ہے اسکا کہنا ہے کہ وہ ہیومن ٹریفک جیسے گھناؤنے جرم میں بھی ملوث ہے "عالیان بورہا تھا تو اسنے ٹی وی کھول لیا اور مختلف چینل چنچ کر نے کے دوران اسکی نظر اس خبر پر گئی۔ اسی وقت قاری صاحب بھی کمرے میں داخل ہوئے اور وہ بھی اسکے ساتھ یہ خبر سننے لگے۔ عالیان کے اسپتال سے آنے کے بعد وہ تمام پینڈنگ کام نپٹانے میں اتنے مصروف تھے کہ انہیں خبریں سننے یا پڑھنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔

"اب آپکا کیا خیال ہے" عالیان نے نیوز سننے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ انہیں شہباز بھٹی کے بارے میں سب بتا چکا تھا

"بہت نیک خیال ہے۔۔۔ کیونکہ جب تک یہ بندہ نہیں پکڑا جاتا تم یہاں سے ہل نہیں سکتے" انہوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"یہ زیادتی ہے"

"ہے تو۔۔۔ چلو اب پارک چلو واک کے لئے" انہوں نے اسے کھڑا ہونے کا اشارہ کیا

جو منہ پھلائے انہیں دیکھ رہا تھا۔ گھر لانے کے بعد وہ سب اسکا پہلے سے بھی زیادہ خیال

رکھتے۔۔ اسکی دوائی ایکسر سائیز کھانا پینا ہر چیز کا خیال رکھا جاتا۔ اسے باہر کے کھانے کا منع تھا اور زیادہ اونکی چیزوں سے بھی پرہیزی تھی تو عائشہ اور فاطمہ بیگم اسے پرہیزی لیکن مزید ار کھانا بنا کے کھلاتی تھیں۔۔ دانیال اکثر اسکے ساتھ واک پر بھی لے جاتا۔

"دانی"

"وہ نہیں آئے گا آج۔۔ اب چلو بھی" یہ کہتے وہ باہر نکل گئے تو وہ بھی منہ بسور کر باہر نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE © R C R C R C T M C R

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"زایان" امل اپنا کالج کا کام کرنے میں مصروف تھی جب اسکی نظر اپنے برابر میں بیٹھے زایان پر گئی جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"ج۔جی" اسکی آواز سے اسکی سوچ کا ارتکاز ٹوٹا۔

"کیا سوچ رہے ہو"

"آپی میں تیمور بھائی کے بارے میں سوچ رہا ہوں وہ بہت خاموش ہو گئے ہیں۔۔۔ پہلے چپ نہیں رہتے تھے اور اب بولتے ہی نہیں نہ زیادہ مسکراتے

ہیں۔۔۔ بہت اداس رہنے لگے ہیں "زایان نے پریشانی سے بتایا تو امل کو بھی افسوس  
ہوا۔

"اور فیضان بھائی وہ بھی بہت گم سُم رہتے ہیں مجھے چھوٹا شہزادہ بھی نہیں کہتے اب  
تو۔۔۔ آپنی عالیان بھائی کب واپس آئیں گے "زایان بات کرتے ہوئے خود بھی رو پڑا۔  
"ارے روتے نہیں ہے بلکہ اللہ سے دعا کرو وہ جلد واپس آجائیں "امل نے اسے گلے  
لگاتے ہوئے کہا۔

"بیٹا اچھے لوگوں کی حفاظت اللہ خود کرتا ہے۔۔۔ دیکھنا وہ جہاں بھی ہونگے اللہ کی امان  
میں ہونگے اور جلد لوٹ آئیں گے۔۔۔ آپ لوگ اس طرح اداس مت ہو "نزہت  
بیگم جو دروازے پر کھڑی انکی بات سن رہی تھی وہ ان دونوں کے نزدیک بیٹھ کر  
بولیں۔ ان دونوں نے الگ ہو کر اپنے آنسو صاف کئے۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

"یا اللہ تو غفور و رحیم ہے۔۔۔ تیرے لئے تو کچھ مشکل نہیں ہماری مدد فرما اور ہمارے  
لئے ہمارے معاملات آسان فرما۔۔۔ یا قادر المطلق یا رب العرش العظیم عالیان جہاں



بھی ہو اسے اپنی حفاظت میں رکھ اور اسے جلد ہم سے ملو ادے "مزل اپنے کمرے میں نماز کے بعد روتے ہوئے دعا مانگ رہا تھا۔ فیضان اور تیمور جو ریسٹورینٹ سے آنے کے بعد سیدھا اسکے کمرے میں آئے تھے اسے روتے دیکھ کر اسکے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ مزل نے انہیں دیکھ کر دعا پوری کی اور اپنے آنسو صاف کئے۔

"عالی بھائی مل جائیں گے نہ" تیمور نے اسکے کندھے پر سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"انشاء اللہ۔۔۔ تمہیں یاد ہے جب بچپن میں ہم چھپن چھپائی کھیلتے تھے تو وہ ہمیشہ ایسی

جگہ چھپتا جہاں سے اسے کوئی ڈھونڈ نہ سکے "مزل نے اسکا سر سہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! لیکن آپ ہمیشہ انہیں ڈھونڈ لیتے تھے "فیضان نے بھی اسکے کندھے پر سر

ٹکایا۔

"اس بار بھی میں اسے ڈھونڈ لوں گا وہ جتنا مرضی چاہے اور دنیا کے کسی کونے میں

چھپ جائے میں اسے کھوج نکالوں گا "مزل نے دونوں کے گرد اپنے بازو پھیلاتے

ہوئے کہا۔

"اور دیکھنا تم دونوں میں کیسے اسکی کٹہ لگاتا ہوں۔۔۔ اسکی نانی یاد نہ آجائے تو

کہنا "مزل نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی مسکرائے۔

"نہیں بھائی پلیز آپ انہیں مارنا مت" تیمور نے اس الگ ہوتے ہوئے کہا تو مزل نے اسکے سر پر چیت لگی۔

"وہ ہمیں جتنا چاہے تنگ کر لے اور میں اسے کچھ کہوں بھی نہیں۔۔۔ یہ اچھا ہے" وہ منہ پھلاتے ہوئے بولا۔

"یہ لوجی آپ سب ادھر ہیں اور میں کب سے کھانے پر آپکا انتظار کر رہی ہوں" نوشی انہیں کھانے کے لئے بلانے آئی تھی انکی باتیں سن چکی تھی اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اب ماحول کو خوشگوار کرنے کے لئے بولی۔

"ارے ہماری بیوی انتظار کرے یہ ہمیں پسند نہیں۔۔۔ چلو بھئی جلدی چلو" مزل نے بھی ماحول کو ہلکا کرنا چاہا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ مزل نے جائے نماز طے کر کے رکھا اور انکے پیچھے ہی باہر نکل گیا۔

©©©©©©©©©©

قاری عبدالسعید الیان کے کمرے میں داخل ہوئے وہ سامنے دیوار کو تکتے ہوئے اس

قدر بے خبر تھا کہ ان کے آنے کا بھی اسے پتہ نہ چلے۔ وہ اسکے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

"اگر آپ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں میں نہیں روکوں گا۔" کچھ دیر اسکے چہرے کو بغور دیکھنے کے بعد وہ بولے۔۔۔ وہ کبھی اتنے ضدی نہیں رہے۔۔۔ لیکن وہ خود دل کے ہاتھوں بہت مجبور تھے۔۔۔ عالیان جس حالت میں انہیں ملا تھا وہ لمحہ جب انہیں یاد آتا ہے تو آج بھی انکے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ اب تو شہباز کا خطرہ بھی کافی حد تک کم ہو گیا تھا لیکن انہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ اب بھی اس پر نظر نہ رکھ کے بیٹھا ہو۔ قاری صاحب خود بھی اپنی دل کی کیفیت سمجھ نہیں پارہے تھے کہ کب وہ اسے اتنا چاہنے لگے تھے۔۔۔ شاید تب جب پہلی بار اسے پارک میں روتے دیکھا یا تب جب اسے اپنی ساری کہانی انہیں سنائی تھی۔

"کیا تھک گئے ہیں" عالیان انکی آواز پر حواس میں آیا اور ہنستے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔ میں مانتا ہوں میں خود غرض ہو گیا تھا لیکن اب میں آپکو دکھی نہیں دیکھ سکتا" انہوں نے رسائیت سے کہا۔

"مجھے یاد نہیں پڑتا کہ امی کے بعد کب میرے کسی نے اتنے لاڈ نخرے اٹھائے ہیں جتنے

امی اور آپ سب اٹھا رہے ہیں۔۔۔ میں کبھی اتنا ضدی نہیں رہا جتنا اب ہو گیا ہوں اور

یہ سب آپ لوگوں کے خلوص اور پیار کا نتیجہ ہے۔۔۔ امی کے بعد میرے بھائی میرا سب کچھ تھے لیکن یہاں آکر مجھے اتنے خوبصورت رشتے ملے۔۔۔ جب سے آپ سے ملا ہوں مجھے امی کی سسکیاں سنائی دینا بند ہو گئی ہیں بلکہ اب تو اکثر مجھے مسکراتے ہوئے نظر آتی ہیں "عالیان نے اپنا رخ انکی طرف کرتے ہوئے کہا اور کچھ دیر کے توقف کے بعد دوبارہ بولا

"ہاں میں تینوں کے لئے پریشان ہوں اسی لئے دانیال کو میں نے سوسائٹی بھیجا تھا اور اب میں کچھ مطمئن ہوں کیونکہ وہ کافی حد تک نارمل ہیں۔۔۔۔۔ اب تو جب تک آپ خود مجھے دھکے دے کر نہیں نکالیں گے میں نہیں جاؤں گا" آخری میں اسنے شرارتی لہجہ اپناتے ہوئے بولا۔ قاری صاحب کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ آئی

"پھر تو آپ یہاں سے جانے کا خیال دل سے نکال دیں" انہوں نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"میں ایک بار پھر بتا دوں مزمل مجھے ڈھونڈ لے گا" اسنے آنکھ کا کونہ دبا کر روزوالی بات کی تو وہ شفقت سے مسکرائے۔

"میری ایک بات مانو گے" انکے کہنے پر اسنے سر ہلایا۔

"اپنے والد کو معاف کر دیں" انہوں نے اسے دیکھا جسکا چہرہ چٹانوں کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"نہیں کر سکتا"

"کر سکتے ہو بس دل بڑا کرنا ہو گا۔۔۔ اللہ معاف کرنے والا ہے اور وہ معاف کرنے والے کو پسند فرماتا ہے

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (سورت الشوریٰ - ۴۳)

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ترجمہ :

اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں"

وَلِیَعْلَمَ فُجُورَ أُولَئِیْنَ صَافِحُوْا اِلَّا تُحِبُّوْنَ اِنَّ اَنْ یَّبْغِ فَرِاللّٰہِ - کُم ۛ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿سورة النور ۲۲﴾

ترجمہ :

\* ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو

بخش دے؟ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے \*

انہوں نے اسے سمجھایا۔

"ٹھیک ہے میں نے اللہ کی رضا کے لئے انہیں معاف کیا" ایک لمبی سانس خارج

کرتے ہوئے کہا گیا جملے نے قاری صاحب کو سرشار کر دیا۔ عالیان کو بھی اپنے اندر

سکوں سرایت ہوتا محسوس ہوا۔ وہ سمجھتا تھا کہ معاف کرنا ایک مشکل مرحلہ ہے

لیکن جب اللہ کی رضا کا عنصر غالب آجائے تو پھر کوئی کام مشکل نہیں۔

"اللہ تمہارا مددگار ہو" انہوں نے دعادی تو وہ مسکرایا۔

"جو س پی لیا اپنے۔۔۔ یقیناً دوا بھی نہیں لی ہوگی اب تک" قاری صاحب نے کچھ یاد

آنے پر کہا تو وہ سٹپٹایا۔

"بہت تنگ کرتے ہو" انہوں نے روم فریج سے اسے جو س نکال کر دیا اور پھر اسے

دوائی کھلائی جسے اسے منہ بسور کر کھائی۔

©©©©©©©©

کچھ دن یونہی بے کیف گزرتے رہے۔ شہباز بھٹی کو مفروضہ مجرم قرار دے دیا گیا تھا۔ ان تینوں نے ہر دوست سے پوچھ لیا تھا جہاں وہ ہو سکتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ منزل انکے حیدرآباد والے گھر بھی دیکھ آیا تھا۔ عالیان کے چہرے کے تمام نشان مٹ گئے تھے۔۔۔ کندھے کی چوٹ بھی ٹھیک تھی۔۔۔ پیٹ میں کچھ کھینچاؤ رہتا اور بس چلنے میں اسے کبھی کبھی تکلیف ہوتی جسکی وجہ سے وہ تھوڑا بہت لنگڑا کر چلتا تھا لیکن ڈاکٹر نے کہا تھا جیسے جیسے زخم صحیح ہونگے یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

©©©©©©©©©©

NEW ERA MAGAZINE

"بھائی کیا سوچ رہے ہیں" تیمور منزل کی آفس میں اسکے سامنے بیٹھا جب اسے پین کو انگلیوں میں گھماتے کسی گہری سوچ میں گم دیکھا۔

"یار میں سوچ رہا ہوں ہم نے ہر جگہ پوچھ لیا اور دوستوں وغیرہ سے بھی معلوم کیا سوائے ایک شخص کے" منزل نے پین کو فائل میں رکھتے ہوئے کہا۔

"قاری عبداللہ" تیمور بڑبڑایا۔

"ایگزیکٹو۔۔۔ ان دنوں عالیان ان سے سب زیادہ قریب تھا۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے

کہ وہ اتنے دن تک اسکی گمشدگی پر کوئی ردِ عمل ہی نہ کریں حالانکہ انکے پاس ہمارا ایڈریس بھی ہے "مزل کع کاگی حیرانے تھی کہ اتنے دن ہو گئے اور انہوں نے کچھ پوچھا ہی نہیں اب تک۔

"تجرب کی بات تو ہے۔۔۔ لیکن پر اہلم یہ ہے کہ ہمارے پاس نہ انکا فون نمبر ہے نہ ایڈریس " تیمور کو بھی حیرانگی ہوئی۔

یہی تو وہ پارک جایا کرتا تھا لیکن کون سا پارک تھا۔۔۔ یہ یاد نہیں آ رہا "مزل نے اپنے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ دونوں سوچنے لگے۔

"یاد آیا۔۔۔ وہ کریم آباد کا ذکر کرتا تھا۔۔۔ یہ پارک بھی ادھر ہی ہو گا "مزل کو اکدم یاد آیا۔

"لیکن بھائی ایک تو ہم شیور بھی نہیں اور پھر کوئی پارک کا نام وغیرہ بھی نہیں معلوم " تیمور نے فکر مندی سے کہا۔

"یار جو بھی ہو لیکن میں کوئی سرا بھی ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا۔۔۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہمیں اب انکے پاس سے ہی عالیان کے بارے میں کچھ پتہ چلے گا۔ چلو



چلیں "اسنے تمام سامان سمیٹتے ہوئے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"دس بج رہے ہیں ابھی تک تو پارک بند ہو گیا ہو گا۔ کل چلیں گے" تیمور نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بھی اس سے متفق ہوا۔

©©©©©©©©

"میں آپ کو ایک بات تو بتانا ہی بھول گیا" قاری صاحب اور دونوں پارک میں واک کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ عالیان نے کچھ یاد آنے پر اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا بات"

"آج میں نے عجیب سا خواب دیکھا۔۔ میں نے دیکھا میں ایک خوبصورت جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں ہر طرف خوبصورت پھول ہیں شاید ایسی ہی کوئی جگہ تھی اور دو گولو مولو سے بچے جن میں سے ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی میرے ارد گرد بھاگ رہے تھے۔۔۔ میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جو انکی شرارتوں پر کھلکھلا رہی تھی لیکن میں اسکی شکل نہیں دیکھ پایا کیونکہ میری طرف اسکی پشت تھی۔۔۔ سب سے عجیب بات

یہ ہے کہ وہ مجھے بابا کہہ رہے تھے "عالیان نے ان سے اپنا خواب بتایا جو اس نے آج ظہر کے بعد جب وہ دوا کھا کے سویا تھا تب دیکھا تھا۔

"شادی کر لو" قاری صاحب نے اس کا خواب سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیں شادی" اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو پوری طرح کھولتے ہوئے کہا

"ہاں شادی اس میں اتنے آنکھیں نکالنے والی کیا بات ہے۔۔۔ یہی عمر ہے شادی

کی" قاری صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بابا میرا کوئی ارادہ نہیں ویسے بھی مجھ سے کون شادی کرے گا" عالیان کے ذہن میں

شادی کا نام سن کر ایک حجاب میں چھپا چہرہ آیا لیکن اس نے اس خیال کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ارادے کا کیا ہے وہ تو بن جاتا ہے اور یہ بھی خوب کہی۔۔۔ کوئی تم سے شادی کیوں

نہیں کرے گا۔۔۔ ماشاء اللہ سے پڑھے لکھے ہو خو بصورت ہو اسمارٹ ہو گریس فل ہو

اور تو اور اتنی بڑی ہوٹل کے اونر ہو۔۔۔ تم ہاں کہو رشتوں کی لائن لگ جائے

گی۔" قاری صاحب نے بغور اد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ بابا آپ بھی نہ" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا

"لو کوئی جوک تو نہیں سنایا۔۔۔ بلکہ اگر تم بُرا نہ مانو تو ایک پرپوزل ہے" قاری صاحب نے اسکے ہنسنے پر چوٹ کرتے ہوئے کہا تو عالیان نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

"ک۔ کس کا پرپوزل"

"میری بیٹی عائشہ کا" انہوں نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

"آپ مزاق کر رہے ہیں" عالیان کو یقین نہیں آیا کہ دل کی مرادیں ایسے بھی پوری ہوتی ہیں۔

"اپنی بیٹی کے بارے میں کوئی ایسا مزاق کیوں کرے گا" انہوں نے اسے دیکھا جو دم ساندھے دیکھ رہا تھا

"آپکو برا تو نہیں لگا کہ میں بیٹی کا باپ ہو کر خود ہی" انہوں نے اسے خاموش دیکھ کر

تاسف سے کہا لیکن اسنے انکی بات درمیان میں ہی کاٹ دی

"بابا یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں۔۔۔ اور آپ جانتے ہیں آپ میرے حوالے سے

سارے اختیار رکھتے ہیں"

"کوئی زبردستی نہیں۔۔۔ کوئی جلدی نہیں" اسے خاموش دیکھ کر کہا

"ا۔ لیکن۔۔۔ اپنے انسے پوچھا" اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہے اسی لئے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

"وہ مجھے انکار نہیں کرے گی لیکن اگر آپکو کوئی اعتراض نہیں ہوگا تو میں عائشہ سے بات کروں گا" قاری صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"کوئی زبردستی مت کیجئے گا" اسنے نظریں جھکائے ہی کہا تو وہ دھیماسا مسکرائے۔

"شادی جیسے معاملے میں میں نہ لڑکی نہ لڑکے کے کیس میں زبردستی کا قائل نہیں۔۔۔ یہ پوری زندگی کا معاملہ ہے اس لئے دونوں طرف سے دلی آمادگی ضروری ہے"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں" کچھ توقف کے بعد عالیان کی آواز آئی۔

"سوچ لو" انہوں نے کہا۔

"سوچ لیا" فٹ جواب آیا۔

"اگر ملنا چاہو میرا مطلب دیکھنا" انہوں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ضرورت نہیں۔۔۔ وہ آپکی بیٹی ہیں میرے لئے یہی کافی ہے" اسنے انکا ہاتھ تھامتے

ہوئے کہا تو انہوں نے فرطِ مسرت سے اسکی پیشانی چومی اور اسے گلے لگایا۔

©R©R©R©R©R©R©R©

اگلے دن منزل اس علاقے میں آیا اور پارک بھی ڈھونڈ لیا۔ یہ ایک چھوٹا سا خوبصورت سا پارک تھا جیسا عالیان بتایا کرتا تھا۔ وہ کافی دیر اُدھر بیٹھا لیکن اسے کوئی نظر نہیں آیا تو واپس گھر چلا گیا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ اس دن وہ لوگ صبح میں ہی واک کر آئے تھے شام میں عالیان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہ نہیں گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE ©R©R©R©R©R©R©R©

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عائشہ کیا آپ فارغ ہو مجھے کچھ بات کرنی ہے" فاطمہ بیگم نے اسکے اور حور یہ کے

مشترکہ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ عائشہ جو کسی کتاب کے مطالعے میں

مصروف تھی انکی بات سن کر سیدھی بیٹھی۔

"جی امی۔۔۔ کہیں کیا بات ہے" عائشہ نے کتاب سائیڈ پر رکھتے ہوئے انکی طرف

متوجہ ہوئی جو اسکے سامنے ہی بیٹھ گئی تھیں۔

"عالیان کیسا لگتا ہے آپکو" انکے اچانک کئے گئے سوال پر جہاں عائشہ بھوکلائی وہیں

حوریہ نے بھی اپنا سائمنٹ بنانا ہاتھ روک کر انہیں دیکھا۔

"اچ۔ اچھے ہیں۔۔۔ انفیٹ کافی ڈیسیٹ ہیں" اسے سمجھ تو نہیں آیا کیا کہے لیکن بہر حال جواب تو دینا تھا۔

"امی کیوں پوچھ رہی ہیں" حوریہ نے کہا انہوں نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"اگر آپکو کوئی اعتراض نہ ہو تو آپکے ابو نے آپکے ہمسفر کے طور پر عالیان کو پسند کیا ہے۔۔۔ بلکہ یہ سمجھیں انکی دلی خواہش ہے" انہوں نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے

شفقت سے دیکھا۔ عالیان کے اس طرح ذکر پر اسکے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئی۔۔۔ وہ اسے دل کے قریب محسوس ہونے لگا تھا لیکن اسنے اپنے دل کو ڈپٹ دیا کہ کسی نامحرم کا خیال بھی گناہ ہے۔۔۔ عالیان میں وہ ساری خوبیاں ہیں جو ایک اچھے ہمسفر میں ہونی چاہیے۔ اسکی سوچوں کا تسلسل فاطمہ بیگم کی آواز نے توڑا۔

"بیٹا وہ بہت اچھا بچہ ہے۔۔۔ فرمانبردار، سلیقہ شعار باادب اور سب سے ضروری عورتوں کا بہت احترام کرتا ہے۔۔۔ اتنے دن سے وہ ہمارے گھر میں ہے لیکن کبھی ہماری راہداری سے نہیں گزرانہ کبھی تم دونوں میں سے کسی پر غلط نگاہ اٹھائی۔۔۔ ہمیشہ نظریں جھکا کر ملا۔۔۔ پھر تمہارے ابو کو کتنا عزیز ہے یہ تو ہم میں سے کسی سے چھپا

نہیں "اسکی ان سب خوبیوں کا تو وہ بھی اعتراف کرتی تھی۔ حیا سے اسنے نظریں جھکا دی۔۔۔ دل الگ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ ایک عجیب سرشاری کا احساس پیدا ہوتا تھا۔

"سے یس آپی۔۔۔ سے یس" حوریہ نے خوشی سے کہا۔۔۔ اسے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اسکا اتنا پیارا بھائی اسکی بہن کی زندگی کا ساتھی بنے والا ہے۔

"آپ پر کوئی زبردستی نہیں۔۔۔ آپ سوچنے کے لئے وقت لے سکتی ہیں" انہیں نے اسے خاموش دیکھ کر کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں" وہ کھڑی ہو رہی تھیں کہ عائشہ نے کہا۔

"یا ہوووو۔۔۔ آئی ایم سوہ پیسیبی" حوریہ کا نعرہ بلند ہوا اور اس سے گلے لگی۔ فاطمہ نے بھی اسکی پیشانی چومی اور قاری صاحب کو بتانے کے لئے چلی گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©

قاری صاحب نے جب عائشہ کا مثبت جواب سنا تو انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔۔۔ انہوں نے شکرانے کے نفل ادا کی اور عالیان کو بتانے کے لئے انکے کمرے

میں گئے۔

"السلام علیکم۔۔ کیا حال ہیں بر خودار" عبدالرحمن اور عالیان باتوں میں مصروف تھے جب وہ داخل ہوئے۔ وہ کمرے میں آنے کے لئے گھر کا رستہ ہی استعمال کرتے تھے۔

"وعلیکم السلام (دونوں نے بیک وقت جواب دیا پھر عالیان نے مزید کہا)۔۔ الحمد للہ۔۔ آپ بتائیں بہت خوش نظر آرہے ہیں"

"ہاں ہوں تو۔۔ بلکہ آپ کے لئے بھی گڈ نیوز ہے" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ عالیان کی بٹ مس ہوئی۔

"کہیں۔۔" آگے اس سے بولا ہی نہیں گیا۔

"ہاں بھئی بہت مبارک ہو۔۔ عائشہ کو کوئی اعتراض نہیں"

"آپ سچ کہ رہے ہیں۔۔ وہ مان گئیں" عالیان نے بے یقینی سے کہا اور پھر انکا چہرہ دیکھ کر اپنا سر کھجایا۔ عبدالرحمن کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں

"ہاہا۔۔ بلکل سچ کہ رہا ہوں گلے ملو بھائی" وہ اسے گلے لگاتے بولے۔



"ماموں یہ آپ کس بات کی مبارک دے رہے ہیں" عبدالرحمن نے آخر پوچھ ہی لیا۔

"ارے بھئی اب عالیان تمہارے دلہا بھائی ہیں۔۔۔ تمہاری عائشہ آپ کے ہونے والے شوہر" اسکی آواز پر دونوں الگ ہوئے تو انہوں نے اس کہا۔ عالیان نے اپنی امدتی مسکراہٹ کو روکنے کی کوشش کی۔۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سنگھڑے ڈالے۔

"ہائے سچی مجھے تو یقین نہیں ہو رہا میں ابھی گھر جا کر ماما کو بتاتا ہوں" وہ دونوں کے گلے ملتے اپنے گھر کی طرف دوڑا۔

"بابانکاح میں۔۔۔" NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"اپنے بھائیوں کو بغیر نہیں کروں گا" اسکا جملہ قاری صاحب نے مکمل کیا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر مسکرا دیا۔

"آپکی طبیعت کیسی ہے" انہوں نے کہا کیونکہ آج دوپہر سے ہی اسکے پیٹ میں اور پاؤں میں درد تھا۔

"شکر ہے کافی بہتر ہے"

"نماز پڑھنے آرہے ہیں کہ گھر میں ہی پڑھیں گے" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں آپکے ساتھ ہی آرہا ہوں" وہ بھی انکے ساتھ ہی کھڑا ہوا اور دونوں ساتھ ہی مسجد گئے۔

"آج تو شکرانے کے نفل بھی ادا کرنے ہیں آخر اللہ نے میرے دل کی اتنی بڑی خواہش بغیر کہے سن لی" وہ انکے ساتھ ہی چلتے ہوئے مسکراتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ اسکی دلکش مسکراہٹ اسکے چہرے کو مزید جازب بنا رہی تھی۔

©©©©©©©©©©

"دانی یار یہاں کا برگر بڑا زبردست ہوتا ہے۔۔۔ چلو ٹرائے کرتے ہیں" عالیان اور دانیال عشاء کی نماز کے بعد کچھ دیر باہر ٹہلنے کے لئے نکلے تھے جب اسے ایک برگر کی شاپ نظر آئی تو وہ اسے لئے اسی طرف چل دیا۔

"بھائی" دانیال اسکی بات پر سنجیدگی سے بولا۔

"کیا بھائی۔۔۔ اب چلو" وہ اسے روکتا دیکھ اشارہ کرتا خود آگے بڑھا۔

"بھائی ڈاکٹر نے آپکو باہر کا منع کیا ہے اور پھر سر بھی بہت غصہ کریں گے" دانیال اسکے پیچھے آتا ہوا بولا۔

"یار کبھی کبھی کھانے سے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ انہیں کون بتائے گا۔۔۔ میں تو نہیں  
بتاؤں گا۔۔۔ کیا تم بتاؤ گے" عالیان نے ابرو اچکا کو پوچھا جس پر دانیال نے نفی میں سر  
ہلایا۔

"ویسے بھی وہ ابھی گھر پر نہیں ہیں اسی لئے یہاں کھڑے کھڑے کھانا خطرے سے  
خالی نہیں کبھی بھی حملہ ہو سکتا ہے ہم پیک کروا لیتے ہیں۔۔۔ گھر بیٹھ کر آرام سے  
کھائیں گے" عالیان نے سب طے کیا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں آتے ہوئے انکی نظر  
پڑ گئی تو وہ کھانے بھی نہیں دیں گے اور غصہ الگ کریں گے اسی لئے اسنے دونوں کے  
لئے اور عبدالرحمن بھی اس وقت تک آجاتا ہے تو اس کے لئے پیک کروایا ساتھ میں  
کوئلڈ ڈرنک لے کر دانیال کو لئے گھر روانہ ہوا۔ باقی حوریہ وغیرہ کے لئے اس لئے پیک  
نہیں کروایا کہ انہیں معلوم ہو جائے گا تو وہ کبھی نہیں کھانے دیں گی۔

©©©©©©©©

"بھائی پارک تو پیچھے ہے آپ کہاں جا رہے ہیں" تیمور نے جب منزل کو گاڑی پارک  
کی بجائے آگے بڑھاتے ہوئے دیکھا تو حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں یار آگے مسجد ہے میں نے سوچا آج پہلے وہاں جا کر دیکھتے ہیں شاید قاری صاحب

اسی مسجد کے امام ہوں "مزل نے ٹریفک کی وجہ سے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جب سائیڈ مرر سے اسکی نظر دو لڑکوں پر گئی جس میں سے ایک پر اسے عالیان کا گمان ہوا۔ اسنے شیشے کو نیچے کر کے اس طرف رخ کر کے دیکھا تو پشت سے وہ عالیان ہی محسوس ہو رہا تھا لیکن اسکی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"بھائی کیا دیکھ رہے ہیں" تیمور نے اسے بغور ایک طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 "عالی" مزل نے سرگوشی کی لیکن تیمور سن چکا تھا۔ اسنے دیکھا اب لاک کھول کر دونوں گھر میں داخل ہوئے  
 "کیا عالی بھائی کہاں"

"یار ابھی اس گھر میں دو لڑکے داخل ہوئے مجھے ان میں سے ایک پر عالی کا گمان ہوا ہے" مزل نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بتایا اور پھر پیچھے سے آنے والی ہارن کی آواز سے گاڑی آگے بڑھائی۔

"وہم ہو گا آپکا" تیمور نے کہا۔

"شاید۔۔۔ لیکن میرا دل کہتا ہے وہ ہمارا عالی تھا" منزل نے کہا۔۔۔ کچھ دور جا کر اسے پارکنگ بھی مل گئی تو وہ کار پارک کئے تیمور کے ساتھ پیدل اسی گھر کی طرف آیا۔

©©©©©©©©

"جیجو یہ کیا" عبدالرحمن گھر کے رستے سے ہی جب اسکے کمرے میں آیا تو ٹیبل پر رکھے برگر بکس دیکھ کر اسے بولا۔ عائشہ سے رشتہ طے ہونے کے بعد وہ اسے یہی کہتا تھا۔

"ارے آہستہ بولو یاد کوئی سن لے گا اور دروازہ جلدی لاک کرو۔۔۔ یہ ہمارا ٹوپ سیکریٹ ہے اوکے" عالیان نے مکے کی طرح اپنا ہاتھ کرتے ہوئے اسکے سامنے کیا تو وہ جلدی سے دروازہ بند کرتے اسکے نزدیک آیا اور اسکے مکے پر ہی اپنے ہاتھ کا مکا بناتے ٹکراتے ہوئے اوکے بولا۔

دانیال بھی ہاتھ دھو کر آیا تو وہ تینوں صوفے پر کھانے بیٹھے کہ باہر کے دروازے پر نوک ہوا۔

"کہیں سر تو نہیں آگئے۔" دانیال کا منہ میں جاتا برگروالا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"نہیں ماموں کو تو کچھ دیر لگے گی آنے میں" عبدالرحمن نے بتایا کیونکہ کچھ دیر پہلے ہی فاطمہ بیگم کو انکی کال آئی تھی کہ انہیں آنے میں کچھ دیر ہو جائے گی۔

"میں دیکھتا ہوں" عالیان نے برگر کا ایک بائٹ لیتے ہوئے کہا تو دانیال نے اسے وہیں روکا اور خود برگر رکھتا گیٹ کھولنے کے لئے کھڑا ہوا۔

©©©©©©©©©©

"بھائی آپکو یقین ہے وہ عالی بھائی ہی تھے" تیمور نے اسے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"شک ہے صرف" اسنے دروازہ نہ کھولنے پر ایک بار پھر کھٹکھٹا ناچا ہا کہ دروازہ کھولا۔

دانیال نے جب دروازہ کھولا تو جو چہرے اسے نظر آئے وہ ناقابل یقین تھے۔ وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھے گیا۔

ان دونوں نے بھی اسے دیکھا جو پوری آنکھیں کھولے انہیں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی عجوبہ دیکھ رہا ہو۔

"جی کس سے ملنا ہے" بلا آخر وہ بولا۔

"کون ہے دانی" وہ دونوں اسے جواب دیتے کہ جانی پہچانی آواز سے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔ یہ آواز تو وہ لاکھوں کی ہجوم میں بھی پہچان لیتے پھر یہاں یہ آواز بالکل قریب تھی۔

"جواب دو کہیں بابا تو نہیں" وہ ایک دفعہ پھر بولا جس پر منزل نے بوکھلائے ہوئے دانیال کو اپنے ہاتھوں سے سائیڈ پر کیا جو کبھی انہیں دیکھتا تو کبھی اندر۔۔۔۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔

آنکھوں میں حیرانی لئے وہ اسے دیکھ رہے تھے جبکہ اچانک ان دونوں کو اپنے سامنے دیکھ کر عالیان کا منہ میں جاتا برگر ہوا میں ہی مہلک رہ گیا۔ اسنے نوالا نکلا اور کھڑا ہوتے اسنے تھوڑا نزدیک آتے سینے پر ہاتھ باندھے انہیں دیکھ رہا تھا۔

منزل نے اپنی حالت پر قابو پاتے اسکی ڈھٹائی دیکھی جو مزے سے ہنستے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

چٹاخ۔۔۔

پوری قوت سے منزل نے کھینچ کر اسے تھپڑ مارا۔ عالیان اس افتاد کے لئے تیار نہ تھا

لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ تیمور تو آنکھیں میچے بس اپنی بصارت پر یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عالیان اپنے گال پر ہاتھ رکھتا مسکرایا اور اسکا یونہی ڈیٹھ بن کر مسکرایا اسے مزید طیش میں لارہا تھا۔ عبدالرحمن اور دانیال بے یقینی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ہم وہاں دن رات پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتے پریشان ہو رہے ہیں اور یہ یہاں مسکرا رہے ہیں۔ ہمارا کھانا پینا دشوار کر کے پارٹی منا رہے ہیں" اسنے عالیان کا کالٹ پکڑ کر کھینچا اور مکامارا جس سے وہ دوبارہ چند قدم دور گیا۔ وہ بغیر کسی مزاحمت کے اسکی مار کھا رہا تھا۔ وہ ڈھٹائی سے بنا شرمندہ ہوئے مسکراتا اسے زہر لگ رہا تھا۔ اس بندے نے اتنے دن سے انہیں پاگل بنائے رکھا تھا۔

"بھائی پلیز۔۔۔ ڈاکٹر نے انہیں سخت احتیاط کی ہدایت کی ہے۔۔۔ کسی بھی طرح کا کھینچاؤ سے انکے پیٹ کے زخم میں تکلیف ہو سکتی ہے" دانیال نے جب دوبارہ اسے عالیان کی طرف بڑھتے دیکھا تو جلدی سے انکے درمیان آیا اور منزل کے غصے سے اسے دیکھنے پر بولا کہ کہیں وہ اسے ہی نہ لگا دے۔

"ہٹو" منزل نے آنسو اور غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا وہ ہٹ گیا۔ منزل روتے ہوئے اسکے گلے لگ گیا۔ تیمور بھی اس سے لپٹ گیا۔ اپنا دل کا ہلکا



کرنے کے بعد وہ اپنے آنسو پونچتے اس سے الگ ہوا۔۔ تیمور ہنوز اس سے اسی طرح لپکا ہوا جیسے کوئی بچہ کسی میلے میں اپنی ماں سے نکھڑنے کے بعد ملتا ہے۔ عبدالرحمن تو کچھ دیر کے ایمو شئل سین کے بعد کھانے میں مصروف ہو گیا تھا جبکہ ادھر ہی کھڑا رشک سے انکا پیار دیکھ رہا تھا۔

مزل اب اسے بغور دیکھتے ہوئے اسکے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھو رہا تھا۔ بلیک شلوار قمیض میں جسم پہلے سے کچھ کمزور لگ رہا تھا۔ لیکن چہرہ پہلے سے زیادہ کھلا لگ رہا تھا۔ ڈاڑھی پہلے سے بڑی تھی جو اسکی گوری رنگت پر بہت بیچ رہی تھی۔۔ بال بالکل چھوٹے چھوٹے رہ گئے تھے لیکن وہ پھر بھی ہمیشہ کی طرح بہت شاندار لگ رہا تھا۔ "عالی تو ٹھیک ہے نہ۔۔ وہ کاظم کہ رہا تھا کہ اسنے تجھے گولی ماری تھی کہاں لگی تھی۔۔۔ تجھے کہاں چوٹ لگی تھی اور یار کہاں غائب ہو گیا تھا کتنا تنگ کیا ہے تو نے ہمیں"

"میں ٹھیک ہوں مزی۔۔ دیکھ تیرے سامنے ہوں" عالیان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

"اور میں نے دیکھا تھا تجھے تو چلتے ہوئے لڑکھڑا رہا تھا۔۔ کیا ہوا ہے پاؤں میں" مزل

اسی طرح اسکے جسم کو چھوتے ہوئے جائزہ لے رہا تھا جب اسکا ہاتھ اسکے کندھے پر لگا تو عالیان کی سسکی نکلی۔

"بھائی کیا ہوا؟" تیمور اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں ہوا یار۔۔۔ بس گولی کندھے سے چھو کر نکلی تھی باقی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ آؤ بیٹھو ادھر" عالیان انہیں تسلی دیتا بیڈ پر آکر بیٹھا تو اب انہوں نے ارد گرد دیکھا۔

یہ درمیانہ مگر ایک خوبصورت کمرہ تھا۔ دیواروں پر گرے رنگ کیا ہوا تھا۔ سنگل کالے رنگ کا بیڈ جس کے دونوں سائیڈ پر چھوٹی گول سائیڈ ٹیبل تھی۔ عین سامنے ایل سی ڈی لگی تھی۔ بیڈ کی سیدھی سائیڈ پر صوفہ تھا جس پر اس وقت ایک بچہ بیٹھا برگر سے انصاف کر رہا تھا اسکے ساتھ سینٹر ٹیبل پر ان دونوں کے برگر اور کولڈ ڈرنک پڑے تھے۔ ایک کونے میں چھوٹا سا روم فرنیچر اور ایک جگہ بلیک ہی ڈریسنگ ٹیبل تھی۔ ہر چیز سائز میں چھوٹی لیکن نہایت خوبصورتی سے بنی ہوئی تھی اور یہ سب قاری صاحب نے اسکے آنے سے پہلے کیا تھا۔ تیمور نے بے یقینی سے عبدالرحمن کو دیکھا جو ٹشو سے چہرہ صاف کرنے کے بعد اسی کی جانب آیا۔

"السلام علیکم بھائی کیسے ہیں"

"وعلیکم السلام ! میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم یہاں کیسے؟ بھائی یہ سب کیا ہے۔۔۔ آپ

یہاں کیسے" تیمور نے اسے دیکھنے کے بعد عالیان سے استفسار کیا جس پر وہ ہلکا سا

مسکرایا۔ وہ اسے موبائیل میں فوٹو دیکھتے وقت تیمور سے پارک والی ملاقات کا بتا چکا تھا۔

"میں ضرور بتاتا لیکن اگر اب میں نہیں گیا تو امی نے یہاں ڈنڈالے کر آ جانا

ہے۔۔۔۔۔ اللہ حافظ جیجو" وہ کہتے ہوئے چلا گیا۔

"جیجو۔۔۔ یہ کیا کہ گیا تو نے شادی کر لی۔۔۔ سب کیا ہے" منزل بلکل الجھ کر رہ گیا تھا۔

"اف ! پھیل گیا راستہ۔۔۔۔۔ یہ چھوٹا پیکٹ نہ" دانیال نے نفی میں سر ہلایا جو مزید

گر بر کر کے چلا گیا تھا۔ انکی پریشان صورت دیکھ کر انہیں پانی دینے کے بعد خود صوفی

پر جا کر بیٹھ کر اپنا بر گرا نچوائے کرنے لگا۔

"اب بکے گا بھی کہ ہو نہی دانت نکالتا رہے گا" منزل نے تلملاتے ہوئے کہا

©©©©©©©©

"خان بابا منزل بھائی اور تیمور نہیں آئے اب تک" فیضان گھر آیا تو ان دونوں کو ناپا کر

پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں بابا۔۔ میں بھی کب سے انتظار کر رہا ہوں" انہوں نے فکر مندی سے بتایا۔

"اچھا ٹھیک ہے آپ کھانا کھا کر آرام کریں۔۔ میں کال کرتا ہوں انہیں" اس نے

صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور تیمور کو کال کرنے لگا۔

©©©©©©©©

"یار تم لوگوں کے بغیر میں شادی کیسے کر سکتا ہوں" عالیان نے آسبر واچکاتے ہوئے

NEW ERA MAGAZINE  
پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پھر اس بچے نے تجھے جیجو کیوں کہا"

"بھائی سب کلیر کریں اتنا سسپنس کیوں پھیلا رہے ہیں" تیمور نے کہتے ہوئے پوکٹ

سے اپنا موبائیل نکالا جو کب سے وائبر پیٹ ہو رہا تھا۔

"فیضی بھائی کی کال ہے"

"فون اسپیکر پر کرو اور اسے بتانا نہیں صرف لوکیشن سینڈ کر کے یہاں پہنچنے کا

کہو" منزل نے اسے سمجھایا تو اسے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کال ریسیو کی۔

"یار کہاں ہو؟ کیا مزمل بھائی تمہارے ساتھ ہیں؟ کب تک آؤ گے" کال اٹھاتے ہی فیضان کی جھنجھلائی ہوئی آواز کانوں میں ٹکرائی تو عالیان کو ان دونوں کو دیکھنے کے بعد اب اسکی صرف آواز سن کر ہی ڈھیروں سکون محسوس ہوا۔

"بھائی میرے ساتھ ہی ہیں۔۔۔ میں آپکو لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں آپ جلدی سے وہاں پہنچے" تیمور نے اسکے تمام سوالات کو انکسور کرتے ہوئے پوائنٹ کی بات کی۔

"پہلے اس۔۔۔ اس وقت کہاں۔۔۔ کہیں عالی بھائی کا تو کچھ پتہ نہیں چلا۔۔۔ یار بتاؤ نہ مجھے سسپنس مت کر بیٹ کرو" فیضان نے پریشانی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ اسے یہی لگ رہا تھا کہ عالیان کی ہی کوئی خبر ہے۔ اسکے صحیح اندازے پر عالیان مسکرایا جبکہ مزمل نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ارے آپ بس پہنچیں۔۔۔ ڈرائیو سیولی۔۔۔ اللہ حافظ" وہ ارے ارے کہتا رہتا تھا لیکن وہ بنا اسکی سننے فون کٹ کر گیا۔

©©©©©©©©

"کبھی جو یہ انسان پوری بات بتا دے۔۔۔ یا اللہ بس سب خیر ہو" فیضان نے تلخی سے

موبائیل کو گھورا جہاں اب نو ٹیفیکیشن شوہر ہی تھی اور پھر دعا گو ہوتا کھڑا ہوا۔ ٹیبیل  
پر سے اپنی گاڑی کی چابیاں اور والٹ اٹھائی۔ خان بابا کو انفارم کر کے باہر تیمور کی بتائی  
ہوئی جگہ پر جانے کے لئے روانہ ہوا۔

©R©R©R©R©R©R©R

"اب بتادے ورنہ میں بنا کوئی لحاظ کئے تیرے دانت توڑوں گا اور تیرے بوڈیگارڈ بھی  
کچھ نہیں کر پائیں گے" منزل نے اسکے ڈھیٹوں کی طرح ہنسنے پر طنز کرتے ہوئے  
دانیال اور تیمور کو دیکھا جو ہر وقت اسے بچانے کے لئے کوشاں رہتے۔۔۔۔  
"بتا رہا ہوں۔۔۔ میں اس دن ریسٹورینٹ سے گھر آ رہا تھا جب شہباز کے آدمیوں نے  
میرا۔۔۔" عالیان نے سنا شروع کیا کہ قاری صاحب کی پریشان آواز سن کر اسے  
رکنا پڑا۔

©R©R©R©R©R©R©R

"عالیان بیٹا۔۔۔ سب ٹھیک ہے" قاری صاحب جب گھر آئے تو انہیں اس طرف  
سے کچھ شور سنائی دیا اسی لئے وہ فوراً اس طرف آگئے دوسرا دروازہ بھی لاک تھا

"مرگئے" قاری صاحب کی آواز سے دانیال کے ہاتھ سے کین چھوٹے ہوئے بچا۔  
 "یار میرا برگر۔۔۔ دانی چھپاؤ جلدی" عالیان نے افسوس سے برگر کو دیکھا جسے اس نے  
 بمشکل تین چار بائٹ لئے ہونگے اور کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ دانیال نے خالی ڈبوں کو  
 وہاں موجود ڈسٹبن میں ڈالنے کے بعد عالیان کو چھوڑا ہوا برگر اور کین صوفے کے  
 نیچے رکھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں بے یقینی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔ کسی  
 سے نہ ڈرنے والا عالیان آج ڈر رہا تھا تو پریشانی تو بنتی تھی۔

©R©R©R©R©R©R

پانی لینے کے لئے کمرے میں جاتی عائشہ کے قدم قاری صاحب کی فکر مند آواز سے  
 تھمے اور وہ انکی طرف آئی۔

"ابو سب ٹھیک ہے" عائشہ نے جب انہیں عالیان کے دروازے کو کھٹکھٹاتے دیکھا تو  
 پوچھا کیونکہ وہ روم لاک نہیں کرتا تھا۔

"بیٹا کچھ شور کی آواز آرہی ہے کمرے میں سے۔۔۔ نجانے کون ہے دروازہ بھی لاکڈ  
 ہے۔۔۔ بہت فکر ہو رہی ہے" مدہم پریشان لہجے میں انہوں نے بتایا تو عائشہ کو اپنی

سانسیں روکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

©©©©©©©©©©

"بھائی چکر کیا ہے" تیمور نے اسکے نزدیک ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرا تو دماغ ہی ماؤف ہو گیا ہے" منزل نے آسودگی سے کہا

عالیان کے دروازہ کھولنے پر جو چہرہ انہیں نظر آیا وہ دونوں جھٹکا کھا کہ کھڑے ہوئے

"I knew that" منزل نے ہولے سے کہا

"بیٹا آپ ٹھیک ہو" وہ متفکر سے کمرے میں داخل ہوئے لیکن اندر منزل اور تیمور کو

دیکھ کر پہلے وہ ٹھٹھکے پھر مدہم سا مسکراتے ہوئے عالیان کی طرف متوجہ ہوئے جو

آئیر واچکائے انہیں دیکھ رہا تھا جیسے کہ رہا ہو "i told u"

"ابو کیا ہو اسب ٹھیک ہے" عائشہ کی آواز سے انہوں نے رخ باہر کی طرف کیا کیونکہ

وہ دروازے سے ہٹ کر کھڑی تھی۔ جبکہ عالیان کے چہرے پر دلکش مسحور کن

مسکراہٹ آئی جسے وہ فوراً بچھپا گیا۔ عائشہ کا مدہم بے تاب لہجہ سن کر اسے اندر تک

سرشاری محسوس ہو رہی تھی۔



"ہاں بیٹا وہ عالیان کے بھائی ہیں۔۔۔ فکر کی بات نہیں" انکی بات سن جر عائشہ نے ایک لمبی سانس خارج کرتے مسکراتے ہوئے سر ہلاتے دوبارہ اپنے روم میں آگئی۔

©©©©©©©©©©

"حوری یاریہ کام چھوڑو اور میری کچن میں ہیلپ کراؤ" عائشہ نے اسکی کتابیں سائیڈ پر کرتے اجلت میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"وہ انکے بھائی آئے ہیں نہ" عائشہ نے نظریں جھکاتے ہوئے اپنے دھڑکتے دل کو قابو کرتے ہوئے کہا جو صرف اسکا نام سن کر ہی تیز دھڑکنا شروع ہو جاتا تھا۔

"اُنکے کن کے" حوریہ نے جان بوجھ کر انجان بن کر اسے چھیڑا۔

"تم چل رہی ہو کے نہیں" عائشہ نے اسے اپنی جگہ پر جمے دیکھے چڑ کر کہا۔

"او جیجی کیا کہ کے انکو بلاؤ گی"

جیجا بن کے جو آئیں گے" حوریہ نے ایک بار اپنی دوست سے سنا ہوا گانا گنگنا یا۔

"حوریہ۔۔۔۔۔ مت آؤ میں اکیلی کر لوں گی۔" اسنے اسے گھورتے ہوئے کیونکہ اسکی

شوخی اسکی دل کی دنیا ہلا گئی تھی۔ حیا سے اسکا چہرہ گلنار ہو رہا تھا۔ وہ بمشکل اپنے جذبات کو قابو پاتی باہر نکل گئی۔

"ارے آپی بتاؤ تو صحیح کن کے لئے تیاری کر رہی ہو" وہ ہنستے ہوئے بولی اور اسکے پیچھے ہی کمرے سے نکلی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

السلام علیکم "قاری عبدالسنے دوبارہ اندر کی طرف رخ کرتے ہوئے سب کو سلام کیا تو سب ہی نے بیک وقت جواب دیا۔ عالیان دروازہ بند کرتا انکے پیچھے آیا۔ وہ دونوں احتراماً گھڑے ہوئے تو انہوں نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود صوفے پر بیٹھ گئے۔ وہ دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئے۔ عالیان بھی انکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"یہ گھرا نہیں کا ہے" اسنے انکی بے چینی دیکھتے ہوئے کہا۔

"عالیان ہمیشہ کہتا تھا کہ منزل اسے ڈھونڈ لے گا" انہوں نے بغور انکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے ہمیں تنگ کرنے میں مزہ آتا ہے" اسنے خفگی سے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ یہ میرے اسرار پر یہاں ہے" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن کیوں؟" اس نے خود پر ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

دروازے کی بیل پر وہ سب اس طرف متوجہ ہوئے۔

"میں کھولتا ہوں فیضی بھائی ہونگے" تیمور نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور گیٹ کھولا۔

"یار کیا ہو گیا ہے کچھ بتایا نہیں اور یہ کہاں بلایا ہے" فیضان اسے دیکھتے ہی شروع ہو گیا

تھا۔ تیمور بغیر جواب دئے سائیڈ پر ہو کے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اندر جاتے ہی جو

چہرہ اسے سب سے پہلے نظر آیا وہ سکتے میں آ گیا۔ دھیرے دھیرے اس طرف قدم

بڑھاتے ہوئے اسے چھو کر محسوس کرنے کی کوشش کی۔ عالیان کے چٹکی کاٹنے پر اس کا

سکتہ ٹوٹا اور پر جوش سا اس سے لپٹ گیا۔ آنسو اسکی آنکھوں سے رواں تھے۔

"بھائی آپ ٹھیک ہیں نہ کہاں چلے گئے تھے۔۔۔ ہم نے آپکو کہاں کہاں تلاش نہیں

کیا۔۔۔ یہ دن ہم نے کس طرح کاٹے ہیں ہم بیان نہیں کر سکتے" وہ اسے گلے لگائے

کتنی دیر شکوہ کرتا رہا۔

"بس میری جان میں ٹھیک ہوں" وہ اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔

"اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ہماری تکلیف سے" مزمل نے ایک بار پھر خفگی سے کہا۔ فیضان نے الگ ہو کر اسے دیکھا پھر سلام کر کے اسکے ساتھ ہی چپک کر بیٹھ گیا۔

"یار ایسے تو مت کہو" اسنے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"میں آپکو سب بتاتا ہوں" قاری صاحب نے مدہم لہجے میں کہا پھر عالیان کے انہیں سڑک پر ملنے سے لے کر یہاں لانے تک کی ساری روداد سنا دی۔ وہ دم سادھے انہیں سن رہے تھے۔ عالیان کی تکلیف سن کر انہیں اپنے دل پر اذیت گزرتے ہوئی محسوس ہوئی۔

"آپکا خوف بجا لیکن اب تو دنیا کے سامنے شہباز کی حقیقت آچکی ہے اس لئے اب تو کوئی خوف نہیں تھا" مزمل نے اپنے دل میں اڈتا سوال کیا۔

"میں مانتا ہوں لیکن وہ شخص ابھی تک قانون کی گرفت میں نہیں آسکا تو اس طرح کے وحشی شخص سے آپ کچھ بھی ایکسپیکٹ کر سکتے ہیں" قاری صاحب نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا۔

"یار کیوں ہر دفعہ ہر غم ہر تکلیف اکیلے ہی برداشت کرتا ہے۔۔۔ ایک آواز تو

دیتا "مزل نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا تو وہ آسودگی سے مسکرایا۔

"بیٹا آئی ایم سوری۔۔۔ میری ضد کی وجہ سے ہی "قاری صاحب کے جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی فیضان ان سے لپک گیا۔

"نہیں انکل یو ڈونٹ بی۔۔۔ بلکہ آپکا بہت شکریہ آپ نے ہمارے بھائی کا اتنا خیال رکھا۔۔۔ انکی اتنی فکر کی "مزل اور تیمور نے بھی تائید کی

"ارے ! یہ صرف آپکا بھائی نہیں بلکہ میرا بیٹا بھی ہے "اسکے بعد انہوں نے دانیال کے گلے لگ کر اسکا بھی شکریہ ادا کیا۔

مزل نے نوٹیفیکیشن ٹون پر موبائیل دیکھا جو خبر اسے دی گئی وہ ملتے ہی اسکے چہرے پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ آئی۔

"لوجی یہ بلا بھی ٹلی "مزل نے موبائیل عالیان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عالیان نے بھی پڑھ کر ایک لمبی سانس خارج کی

"پولیس کونالے سے شہباز بھٹی کی لاش ملی ہے "

"چلو خس کم جہاں پاک " تیمور نے عالیان کا ہمیشہ ایسے موقع پر کہا گیا محاور کہا۔

"بس بیٹا کیا کہہ سکتے ہیں بُرے کا انجام برا ہی ہوتا ہے بس اللہ اسکی مغفرت

کرے۔" قاری صاحب نے کہا

"وہ سب تو صحیح ہے لیکن یہ جیجو وغیرہ کا کیا چکر ہے" تیمور نے یاد آنے پر کہا وہ دونوں

بھی اس طرف متوجہ ہوئے۔

"یار بابا میں نہیں بتا رہا۔۔ مجھے شرم آرہی ہے۔۔ یہ بھی آپ بتادیں" عالیان کا

لڑکیوں کی طرح اپنا چہرے پر ہاتھ رکھنے پر سب نے اپنے قہقہہ پر قابو کیا۔

"نوٹسکی" دانیال نے کہا۔ ان سب نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا جو لڑکیوں کی

طرح شرمائے جا رہا تھا

"عالیان اور میری بیٹی عائشہ کی بات طے کر دی ہے" انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا

وہ تینوں اسکے گلے ملے۔

"بھئی اب آپ پر کوئی پابندی نہیں" انہوں نے کچھ رنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر کوئی پر اہلم نہ ہو تو میں صبح آجاؤں" عالیان نے ان تینوں سے اجازت طلب

نظروں سے دیکھا جس پر انہوں نے کچھ توقف کے بعد اجازت دے دی۔ عالیان صبح

سب گھر والوں سے مل کر ہی جانا چاہتا تھا۔

قاری صاحب مسکراتے ہوئے کھڑے ہوئے تو انکے ہاتھ سے موبائیل زمین بوس ہوا۔ وہ جھک کر موبائیل اٹھا رہے تھے کہ انکی نظر صوفے کے نیچے پڑے برگر پر گئی۔۔ انہوں نے اسے نکالتے ہوئے کڑے تیوروں سے اسکی طرف دیکھا۔

"گئی بھینس پانی میں" عالیان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"یہ دانی کا ہے" انکے دیکھنے پر اسنے بہانہ تراشا۔

"ہ۔ہ۔ہاں میرا ہے۔۔۔ میں چلتا ہوں ابو کی کال آرہی ہے۔۔۔ اللہ جافظ" دانیال نے جلدی سے انکے ہاتھ سے برگر لیا اور رنو چکر ہوا۔

"میں چلتا ہوں اب آرام کروں گا آپ لوگ باتیں کریں میں کچھ کھانے کا بھیجتا ہوں۔۔۔ اور ہاں آپکے لئے اب دلیہ آئے گا" انہوں نے اپنی ہنسی کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"بابا صرف دو بائٹ لئے تھے۔۔۔ بات تو سنیں" عالیان نے انہیں نکلتے ہوئے آواز

دی

"اللہ حافظ" وہ بغیر اسکی سنے باہر نکل گئے پیچھے وہ منہ بسور کر رہ گیا جبکہ ان تینوں کا قہقہہ لاؤنج میں گونجا۔ وہ ڈھیر ساری باتیں کر کے اور رات کا ڈنر کر کے گھر لوٹے۔

©R©R©R©TM©R©

"السلام علیکم" عالیان قاری صاحب کے ساتھ ڈائینگ ٹیبل پر آیا اور بیک وقت سب کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام" عائشہ کے علاوہ سب وہیں موجود تھے۔۔۔ اس لئے سب نے بیک وقت سلام کیا۔ فرحت بھی انکے ساتھ ہی تھی۔ عالیان نے چور نظر سے ارد گرد دیکھا لیکن اسکی نظریں ناکام لوٹی۔ حور یہ نے اسے دیکھ اپنی ہنسی دبائی اور کچن میں عائشہ کے پاس چلی گئی۔

©R©R©R©R©R©

"آپ ادھر ہیں اور کوئی آپکے دیدار کے انتظار میں بیٹھا ہے" حور یہ نے تھر ماس میں چائے ڈالتی عائشہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عائشہ نے اسے گھورا لیکن اسکے لبوں پر شرمیلی



مسکراہٹ جھپ نہ سکی۔

"یہ چائے لے کر باہر جاؤ" اسنے حوریہ کو تھر ماس پکڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ نہیں آرہیں؟" اسنے شوخی سے کہا لیکن عائشہ اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو قابو پاتی

رُخ پھیر گئی اور ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©

"آپ سب لنچ پر آرہے ہیں نہ" عالیان نے آملیٹ کھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا اصل میں حوری کا پریکٹیکل ہے اور عائشہ کی بھی آج کالج میں میٹنگ ہے تو

دونوں نے لیٹ آئینگی" فاطمہ بیگم نے اپنے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

"بابا آج تو آپکی بھی میٹنگ ہے" عالیان آجکل انکے تمام شیڈیول کا دھیان رکھتا تھا تو

اسے یاد آیا جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہمممم۔۔۔ پھوپھو" عالیان جانتا تھا وہ نہیں آسکیں گے اس لئے مزید کچھ نہیں پوچھا

اور فرحت کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"آئی ایم سوری بیٹا عبدالرحمن کا کل پیپیر ہے" انہوں نے شرمندگی سے کہا

"او کے لیکن کل سب ڈنر پر آرہے ہیں۔۔ میں جنید انکل کو بھی کال کر دوں گا۔۔۔ نو مور آرگیو مینٹس" وہ ناشتہ ختم کرتے حکمیہ انداز میں بولا تو سب مسکرائے۔

©©©©©©©©©©

تبسم ہاؤس میں اس وقت ہر طرف گہما گہمی کا سماں تھا۔ عالیہ کو بھی جب عالیان کی اطلاع ملی تو پہلی فلاٹ سے اپنے بیٹے طلحہ کے ساتھ آگئی تھی۔ آج ان تینوں کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ دیکھ کر وہ سب اللہ کے مشکور تھے۔ جو رونق اور شادابی ان کے چہرے سے گم ہو گئی تھی وہ عالیان کے ملنے کے بعد لوٹ آئی تھی۔ پورے گھر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ گھر کے ایک ایک کونے کو خوبصورت پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

©©©©©©©©©©

"حوریہ" عائشہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی جبکہ وہ گاڑی میں بیٹھ رہی تھی جب اسے عالیان نے آواز دی۔

"جی بھائی" حوریہ نے رخ مور کر پوچھا۔ عالیان اسکے نزدیک آیا

"وہ۔۔۔ وہ مجھے تھینکس بولنا تھا۔" عالیان نے ایک نظر گاڑی میں بیٹھی عائشہ پر ڈالی جو

نظریں نیچی جھکائے نجانے کیا تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عائشہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ عالیان کی مسحور کن پرفیوم کی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی۔

"لیکن کیوں" حوریہ نے اچھنبے سے پوچھا۔

"وہ کل ڈنر کے لئے اور یہاں آنے کے بعد جو میرا سب نے خیال رکھا اس لئے" عالیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کل قاری صاحب کا آرڈر تھا کہ اسے دلیہ دیا جائے۔ عائشہ نے دلیہ کے ساتھ اسکے لئے اسپیشل چکن کے کباب بھی ایئر فرائی کر کے دئے تھے۔

"اوہ ! یہ کہہ کر آپ ہمیں پر ایا کر رہے ہیں اور کل ڈنر تو آپ نے ریڈی کیا تھا" حوریہ نے اپنی اٹڈ آئی والی ہنسی کو ہر ممکن کوشش کی تھی روکنے کی

"آہاں۔۔۔ انہیں بھی تھینکس کہ دینا" عالیان نے دوبارہ حجاب میں چھپے چہرے کو

دیکھا اور اللہ حافظ۔۔۔ اپنا خیال رکھنا کہتا وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے سے وہ ارے

ارے کہتی رہ گئی اور پھر مسکرا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ عائشہ بھی اسکی حرکت پر مسکرا

دی۔

©R©R©R©R©R©R©R

"ارے امی آپ تو ایسے رورہی ہیں جیسے میں آپکی کوئی بیٹی ہوں اور آج رخصت ہو رہی ہوں" عالیان جو کب سے انہیں روتے ہوئے دیکھ رہی تھا انکے قدموں میں آکر بیٹھتے ہوئے بولا جس پر وہ روتے روتے مسکرا دیں۔

"ہماری بیٹی کو بھی تو آپ بہت جلد لے جائیں گے نہ" فرحت بیگم کے کہنے پر وہ جھینپ گیا۔ وہ سب مسکرا دئے۔

"میں اتار ہوں گا نہ اب اپنے اپنا اور بابا کا خیال رکھنا" وہ کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھنا اور بد پرہیزی مت کرنا۔ دوائیاں وقت پر لینا" فاطمہ بیگم نے اسے ہدایت دی اور خوب دعاؤں سے نوازا۔ عالیان نے انکی محبت پر مسکرا کر سر ہلایا اور انہیں اللہ حافظ کہتا اپنا چھوٹا سفری بیگ لئے باہر نکلا۔

"آخر منزل نے آپکو ڈھونڈ ہی لیا" عالیان کے ساتھ وہ گاڑی تک آتے بولے۔ عالیان کے چہرے پر دلکش مسکان آئی۔

"ہنستے مسکراتے بہت اچھے لگتے ہو" عالیان کو مسکراتے دیکھا نہیں بہت خوشی محسوس ہوئی۔

"بابا بہت کٹھن مسافت طے کر کے میں اس مقام پر پہنچا ہوں لیکن آج میں سکون میں ہوں۔۔۔ ایک مسافر لمبے تھکا دینے والے سفر کے بعد اپنی منزل پر پہنچ کر جو خوشی محسوس کرتا ہے آج وہی مسرت مجھے محسوس ہو رہی ہے۔" عالیان نے اپنے دل کی بات کہی۔

"بیٹا زندگی کے سفر میں جہاں آزمائش اور مشکلات ہیں وہاں اللہ نے آسانیاں بھی فراہم کی ہیں۔۔۔ ان آزمائش میں سرخرو ہونا ہی اصل کامیابی ہے۔۔۔ اللہ تمہیں ہمیشہ خوش و آباد رکھے" قاری صاحب نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"آمین۔۔۔ چلیں اب میں چلتا ہوں ورنہ ان لوگوں نے ادھر ہی آجانا ہے اب۔۔۔ صبح سے یہ کوئی پچاسویں کال ہوگی" عالیان نے ان سے الگ ہوتے ہوئے کہا اور اپنے موبائل پر آنے والی تیمور کی کال پر منہ بسورا۔ وہ انہیں آنے سے منع کر چکا تھا تبھی وہ بار بار فون کر رہے تھے

"اللہ کی امان" قاری صاحب نے کہا۔ عالیان گاڑی میں بیٹھ گیا تو ڈرائیور نے گاڑی

آگے بڑھائی۔۔

©R©R©R©R©R©R©R

تبسم ہاؤس میں عید کا سماں تھا۔ عالیان کی گاڑی پورچ میں روکتے ہی وہ تینوں جو جلے پاؤں کی بلی کی طرح لان میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہے تھے تینوں اس طرف آئے اور اسکے باہر نکلتے ہی اس سے لپٹ گئے جیسے کوئی بچہ اپنی ماں سے لپٹتا ہے۔ عالیان انکی محبت پر مسکرایا اور اپنے بازوان تینوں کے گرد پھیلا دئے۔ باقی سب بھی انہیں دیکھ کر مسکرا دئے۔

تینوں مسکراتے ہوئے الگ ہوئے تو عالیان نے کچھ دور کھڑے باقی گھر والوں کو دیکھا جن میں سب سے پہلے عالیہ کھڑی تھی اور اسکے ساتھ ہی طلحہ کھڑا تھا۔ عالیان نے حیرت سے ان تینوں جاچہرہ دیکھا

"سرپرائیز" وہ تینوں یک زبان بولے۔ عالیان مسکراتے ہوئے ان سے ملا۔

"بہت بد معاش ہو گئے ہو۔۔۔ کتنا ٹرپایا ہمیں" عالیہ نے روتے ہوئے اسکے سر پر چپت لگائی تو اسنے دونوں کان پکڑے سوری کہا۔

"بھائی آپ نے تو ہم سب کو ڈرا ہی دیا تھا" طلحہ نے اس کے گلے لگتے ہوئے کہا۔ رضیہ سے ملنے کے بعد وہ معین صاحب کی طرف آیا تو انہوں نے اسے روتے ہوئے گلے لگا لیا۔

"تمہارے نہ ملنے کا دکھ اپنی جگہ لیکن ان تینوں پگلوں کے کملائے ہوئے چہرے دیکھ ہماری اذیت دہری ہو گئی تھی۔۔۔۔ بہت کٹھن وقت تھا لیکن اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو" معین صاحب نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا تو اس نے سنجیدگی سے ان تینوں کو دیکھا۔ احمد صاحب، عمران صاحب اور خان بابا سے ملنے کے بعد وہ گھر میں داخل ہوا۔

جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا تو دونوں طرف سے بچوں اور لڑکیوں نے گلاب کی پتیوں سے اس کا استقبال کیا۔ دلکش مسکان اسکے لبوں پر ٹھہری اور اس نے سب کو سلام کیا۔ سب سے ملنے کے بعد اس نے بچہ پارٹی کو گلے لگایا جو اب ویلکم ماموں کا بینر لئے کھڑے تھے

آپکے آنے سے گھر میں کتنی رونق ہے

آپکو دیکھیں کبھی اپنے گھر کو دیکھیں ہم منزل نے اسکے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہم خوش ہوئے ہم خوش ہوئے ہم خوش ہوئے

(اب منزل کے ساتھ ان تینوں اور بچوں کی آواز بھی شامل تھی۔ ان تینوں نے ایک بار

پھر اسے اپنے حصار میں لیا)

کتنی سونی سونی تھی وہ میری راتیں،

کتنے سونے سونے تھے دن

کیسے میں بتاؤں کیسے ہیں گزارے

میں نے وہ جدائی کے دن

تیرے لوٹ آنے سے گھر میں کتنی رونق ہے

آپکو دیکھیں کبھی اپنے گھر کو دیکھیں ہم

(منزل اسے لئے صوفے پر بیٹھا۔ عالیان نے بھی اپنے گھر کو بغور دیکھا تو اسے سکون

سرائیت ہوتا محسوس ہوا۔ اپنا گھر اپنا ہی ہوتا ہے چاہے ہمارا کوئی شہنشاہوں جیسا خیال

ہی کیوں نہ رکھے لیکن جو تسکین اپنے گھر کی چار دیواری کے گرد ہے ویسا کہیں نہیں۔)



ہم خوش ہوئے ہم خوش ہوئے ہم خوش ہوئے

(ایک بار پھر سب نے مل کر کہا)

"بس کرو یار۔۔۔ اب میں روپڑوں گا۔۔۔ بلکل نئی دلہن والی فیلنگ آرہی ہے اس گانے سے مجھے "عالیان نے مزمل کے سر پر چپت لگائی جو کچھ زیادہ ہی ایمو شنل ہو رہا تھا۔ اسکی بات پر سب کا مقہ گو نجا عالیہ نے تو باقاعدہ ان سب کی نظر اتاری۔ نوشی مزمل کے چہرے پر خوشی کے انوکھے رنگ دیکھ کر ہی خوش تھی کیونکہ پچھلے دنوں اسکی حالت دیکھ کر اسے اپنا دل کٹتا محسوس ہوتا ہے۔ امل نے بھی مسکرا کر فیضان کو دیکھا۔ اسی وقت فیضان کی نظر بھی اس پر گئی۔۔۔ پل بھر کے آنکھوں کے تصادم کے بعد دونوں نے نظریں چرائی۔

©©©©©©©©©©

"کیا ہوا آپ کافی ادا اس ہیں "قاری عبداللہ کو کسی سوچ میں دیکھ کر فاطمہ بیگم نے

استفسار کیا۔

"نہیں بس۔۔۔ عالیان کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ تھا تو وقت کیسے گزر جاتا پتہ ہی

نہیں چلتا " انہوں نے اداسی سے کہا تو فاطمہ بیگم نے بھی تائید کی۔

"ہاں وہ آپکو تنگ بھی تو بچوں کی طرح کرتا تھا" انہوں نے اسکی حرکتوں کو یاد کر کے کہا  
تو وہ بھی آسودگی سے مسکرا دئے۔

"ہاں دوائی کے لئے۔۔ کھانے کے معاملے میں۔۔۔ ہر چیز میں زچ کر کے رکھا  
تھا" پاس سے گزرتی عائشہ بھی اسے یاد کر کے اداس ہوئی۔ وہ اس گھر میں رہ کر بھی  
بہت کم دفعہ یہاں آیا تھا ورنہ ایک کمرے تک ہی محدود رہتا لیکن پھر بھی ویرانی سی  
محسوس ہو رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

©©©©©©©©©©©©©©©©

ڈائمنگ ٹیبل پر تو الگ ہی رونق تھی۔ طرح طرح کی اشیاءوں سے ٹیبل کو سجایا گیا  
تھا۔ ماجد بیچارے کی شامت آئی ہوئی تھی جسکی نوشی اور امل نے دوڑ لگائی ہوئی تھی۔  
"ارے واہ آج تو پکن سے بہت زبردست خوشبو آرہی ہے" تیمور نے چمکتے ہوئے کہا  
اور اپنی جگہ سمجھالی۔۔ باقی سب بھی انکے ساتھ ہی داخل ہوئے اور اپنی نشست پر  
بیٹھے۔ سربراہی کر سی پر انہوں نے عالیہ کو بٹھایا۔

"اف ! میرے منہ میں تو پانی آ گیا ہے" طلحہ نے اتنی ساری ڈشز کو دیکھتے ہوئے کہا  
 آج اتنے دنوں بعد سب ایک ساتھ مل کر کھا رہے تھے۔ ایک الگ ہی سماں بندھ گیا  
 تھا۔ رائمہ اور نائمہ کو ان لوگوں نے بچوں کی وجہ سے بٹھا دیا تھا۔ اب امل اور نوشی ہی  
 سب کو سرو کر رہی تھیں۔

"امل ذرا پانی دینا" فیضان نے سب کو کھانے کی طرف متوجہ دیکھ کر اسے دھیمی آواز  
 سے مخاطب کیا۔ امل نے اسے دیکھا کیونکہ پانی اتنا بھی دور نہیں تھا پھر سر جھٹک کر  
 اسے پانی کا گلاس تھمایا۔

"او نہوں۔۔ او نہوں" تیمور کے گلہ کھنکھارنے پر امل زایان کی طرف گئی جبکہ فیضان  
 نے اسے گھورا۔

"واہ ! کمال ہے۔۔ زبردست" منزل نے بریانی کا پہلا نوالہ کھاتے ہوئے کہا۔  
 "جی۔۔ جی۔۔ آپکو تو زبردست لگے گی ہی بھابھی جی نے جو بنائی ہے" رائمہ نے  
 رانیہ کو چکن کھلاتے ہوئے کہا۔ منزل سب کہ موجودگی میں سٹیٹا گیا۔ نوشی بھی کچن  
 میں چلی گئی۔

"اب میرے عالی کی دلہن بھی آجائے تو رونق دو بالا ہو جائے۔" عالیہ نے پیار سے کہا۔ چاروں کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ جبکہ عالیان کی نظروں کے سامنے تو حجاب میں چھپا چہرہ آیا جو بغیر دیکھے ہی اسکے دل پر قبضہ کر چکی تھی۔

"آپ سمجھیں آگئی" فیضان نے کہا سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"مطلب" سب کی ایک ساتھ آواز آئی۔

"مطلب یہ کہ" تیمور نے کہنا چاہا لیکن عالیان نے اسے درمیان میں روک دیا۔

"کچھ نہیں بس انکی بکواس کی عادت ہے" منزل کے کھلتے لب دیکھ کر وہ تینوں کو گھورتے ہوئے بولا ان تینوں نے کندھے اچکائے۔

©®©®©®©™©®

"ماموں یہ آپ کے لئے" اشعر نے اسکو ایک گفٹ تھمایا۔

"یہ میلی طرف سے" حمزہ نے بھی اپنی تو تلی زبان میں کہ کر اسے گفٹ تھمایا۔ اسکے بعد زایان نے بھی اسے گفٹ دیا۔

"بھائی یہ میری طرف سے" نوشی نے اسے دیا۔

"بھابھی۔۔۔۔ میرے پیچھے مزی کا خیال رکھا یہی میرے لئے بہت ہے" عالیان نے مشکور لہجے میں کہا وہ شرمائی۔

"یہ سب۔۔۔۔ بہت شکریہ لیکن آپ نے میرے پیچھے ان سب کا خیال رکھا اسکے لئے ہی میں آپکا بہت مشکور ہوں" عالیان نے اب سب کو کہا۔

"آپ ہمیں پر ایا کر رہے ہیں" احمد صاحب نے کہا وہ مسکرا دیا۔

"ویسے ایک سرپرائز میرے پاس بھی ہے" عالیان نے اپنی مسکراہٹ روکنے کے لئے اپنے لب کچلے۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سرپرائز" سب نے بیک وقت کہا۔

"ہممم۔۔۔ کل آپکو پتا چلے گا" عالیان نے انکے حیران چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھائی بتائیں نہ" رائتمہ نائمہ نے کہا اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"مزل" نوشی جو اسکے برابر میں ہی کھڑی تھی سب کی نظروں سے بچ کر کوہنی ماری اور آئیر واچکائی۔

"بھائی کی بات پکی ہوگئی ہے" مزل نے دھیمے سے اسکے کانوں میں سرگوشی کے۔





بہت خوش تھیں۔۔ خاص کر عالیان کے چہرے کی چمک دیکھ کر وہ نہال ہوتی جا رہی تھیں۔ ہلکی ڈاڑھی اب پہلے سے بڑی ہو گئی تھی۔۔ بال سلیقے سے کٹنگ کئے پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے جو اسکی شان میں اضافہ کر رہے تھے۔ بلیک پینٹ پر بلیک ہی شرٹ پہنے اور اس پر اسکے چہرے پر سچی دلکش مسکراہٹ اسے وجاہت بخش رہی تھی۔

"ویسے میں آپکو بتا سکتی ہوں" عالیہ نے اسکی دل میں ہی نظر اتارتے ہوئے کہا سب انکی طرف متوجہ ہوئے۔ عالیان نے بھی بھونویں اچکائی۔

"ہمیں تو یہ کسی لڑکی کا چکر لگ رہا ہے"

"مطلب" سب نے اچھنبے سے پوچھا جبکہ عالیہ نے دلچسپی سے عالیان کا چہرہ دیکھا اور اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے عالیان نظریں جھکائے مسکرا دیا۔

"آج ہمارے عالی کے سسرال والے آرہے ہیں" انہوں نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ وہ چاروں توانکے اتنے صحیح اندازے پر حیران ہوئے۔

"لیکن آج تو قاری صاحب کی فیملی آئے گی نہ" معین صاحب نے کہا تو منزل کا قہقہہ



بلند ہوا۔

"کہیں۔۔ انکی کوئی بیٹی تو" رضیہ نے کہا

"یہ چیز" تیمور نے آواز لگائی۔

"ہو رررےےے" سب کا شور بلند ہوا تو عالیان نے اپنے کانوں میں انگلیاں

ٹھونسی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

تبسم ہاؤس میں عید کا سماں تھا۔ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ مردوں اور عورتوں کا بیٹھنے اور کھانے پینے کا الگ الگ انتظام کیا گیا تھا۔ سب کو عائشہ اپنے عالیان بھائی کی دلہن کے روپ میں بہت اچھی لگی تھی۔ عائشہ نے حوریہ کے بے حد اسرار پر بالکل لائٹ میک اپ کیا تھا لیکن اسکے باوجود وہ بہت حسین لگ رہی تھی اور اس پر اسکا نرم شگفتہ لہجہ دلفریب تھا۔ عالیہ اور رضیہ تو اسکی بھلائیاں لیتے نہیں تھک رہیں تھی۔

عالیان ہی ان لوگوں کو لینے گیا تھا۔ بیک ویو مرر سے عالیان نے اسکے حجاب میں مقید



"خوش ہو؟" قاری صاحب نے دھیمے سے عالیان سے پوچھا جو آج معمول سے زیادہ خوش تھا۔

"جی بہت۔۔ بہت ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا ہے جیسے تمام غم جھٹ گئے ہوں۔۔ ان سب کو اتنا خوش میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔ کہاں ہم چاروں رشتوں کے لئے ترس رہے تھے اور کہاں آج اللہ نے ہمیں اتنے پیارے رشتوں سے نوازا دیا ہے" عالیان نے دور تیمور کوچوں کے ساتھ کھلتے دیکھ مسکراتے ہوئے قاری صاحب کو بتایا تو وہ بھی دھیمے سے مسکرائے۔

"بے شک اللہ کسی بندے کو اسکی طاقت سے زیادہ نہیں آزما تا اور جب وہ دینے پر آتا ہے تو سنبھالے نہیں سنبھلتا۔۔۔ ثابت قدم رہنے والوں کے لئے تو خدا کی طرف سے خاص اجر ہے" قاری صاحب نے دھیمے اور شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

"خوش ہو اسی لئے آج مرچ مصالحے ڈال کر کھانا کھایا ہے" کچھ دیر بعد قاری عبد اللہ نے اسکے نہاری میں مرچیاں ڈال کر کھانے پر طنز کرتے ہوئے کہا عالیان نے دانتوں تلے زبان دبائی اور سر گھجایا۔

"اب میں ٹھیک ہوں بابا" اسنے بھولے پن سے کہا۔

"جی معلوم ہے مجھے لیکن ڈاکٹر ولی سے بات ہوئی تھی میری اس کا کہنا کی مزید ایک دو ماہ پر ہیزی کرنی ہوگی"

"اوہ ! کم آن بابا ڈاکٹر زکا کیا ہے وہ تو کچھ بھی کہ دیتے ہیں" عالیان نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی ! ڈاکٹر ز تو پاگل ہوتے ہیں نہ۔۔۔ منزل بیٹا" انہوں نے عالیان کو کہہ کر منزل کو آواز دی۔

"جی انکل" منزل جو عمران صاحب سے باتوں میں مصروف تھا انکی طرف متوجہ ہوا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بیٹا ڈاکٹر نے عالیان کو پر ہیزی کھانا کھانے کی ہدایت کی ہے تو آپ ذرا ادھیان رکھنا اور دوائیوں کے معاملے میں بھی بہت کوتاہی کرتے ہیں اب یہ آپکی ذمہ داری ہے" انہوں نے ایک نظر عالیان کو دیکھا جو چہرے پر خفگی سجائے انہیں دیکھ رہا تھا پھر منزل کو بتایا۔ منزل نے عالیان کی شکل دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کی اور انکی بات پر تائید کی۔

"ہاں یہ تو ہے بھئی اس معاملے میں تو یہ عبدالرحمن کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے" جنید

صاحب نے اکتفا کیا۔

"جی۔۔ ایک جھلک میں صبح دیکھ چکا ہوں جب یہ اپنی دوائی کھانا بھول گیا تھا اور باقی آپ ٹینشن ہی نہ لیں۔" مزمل نے سنجیدگی سے کہا تو انہوں نے ایک خشمگیں نگاہ عالیان پر ڈالی جو جان بوجھ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا وہ مسکراہٹ دبائے مزمل کی بات سننے لگے پھر انہیں اسکی بات سُن کر اطمینان ہوا اور اپنی چائے پینے لگے۔

©R©R©R©R©R©R©R

"میں چاہتی ہوں کہ میرے دبئی جانے سے پہلے عالیان اور مزمل کی شادی ہو جائے۔" عالیہ بیگم نے فاطمہ اور زبیدہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ان تینوں سمیت اس وقت لاؤنج میں فرحت، نزہت اور رضیہ بھی تھیں۔

"جی نیک کام میں دیری کیسی۔۔۔ ویسے کب تک ہوا دھر" رضیہ نے انکی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ مہینہ ہوں پورا تو اسی درمیان اگر کوئی تاریخ رکھ لیں تو۔۔۔ اس کے بعد اسپتال پھر جوائن کرنا ہے۔" عالیہ بیگم کے بتانے پر فاطمہ پریشان ہوئیں۔

"اتنی جلدی۔۔۔ تیاری کیسے ہوگی" انہوں نے استفسار کیا۔

"ہاں یہ تو بہت جلدی ہو جائے گا پھر نوشی کی پڑھائی" زبیدہ بیگم نے بھی کہا۔

"پڑھائی کوئی ایشو نہیں وہ شادی کے بعد مکمل ہو سکتی ہے اور رہی بات جلدی کی تو

آجکل تو سب کچھ ریڈی میڈ مل جاتا ہے" عالیہ بیگم نے تمام حل ہی بتا دئے۔

"ہاں اور اللہ نے ان بچوں کو سب کچھ دیا ہے اس لئے کسی جہیز وغیرہ جیسی جھنجھٹ

نہیں" رضیہ بیگم نے کہا تو وہ دونوں کچھ متفق ہوئیں۔

"چلیں گھر میں بات کرتے ہیں پھر ہی کوئی جواب دے سکتے ہیں" فرحت نے اپنی

بھابھی کو خاموش دیکھ کر کہا۔

"ہم۔۔۔ میں بھی نوشی کے والد سے بات کر کے آپکو بتاتی ہوں" زبیدہ بیگم نے بھی

کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

©©©©©©©©

"جیٹھانی جی آپکو گھر کیسا لگا" نوشی نے عائشہ کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ بہت اچھا" عائشہ نے دھیمی آواز میں کہا کیونکہ واقعی اسے گھر بہت اچھا لگا

تھا۔۔ اتنا صاف ستھرا کہ یقین کرنا ہی مشکل تھا کہ یہاں کوئی عورت نہیں رہتی اور تو اور ایک ایک چیز یہاں کے رہنے والوں کی اعلیٰ پسند کا منہ بولتا ثبوت تھا اور سب سے خوبصورت عالیان کے کمرے میں موجود وہ تصویر تھی جس میں وہ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے بلیک چشمے لگائے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کھڑا پوز دے رہا تھا۔

"مجھے تو یقین نہیں ہو رہا عالی بھائی نے شادی کے لئے ہاں کیسے کر دی" رائمہ نے سب کو آنسکر ایم دیتے ہوئے کہا۔ سب لڑکیاں اس وقت اوپر والے گیسٹ روم میں بیٹھے تھے جہاں یہ لوگ ٹھہری ہوئی تھیں۔

"ہاں واقعی جب بھی ہم ان سے شادی کا کہتے تو وہ پہلے تو گھبرا جاتے اور پھر صاف انکار کر دیتے" رائمہ نے مزید بتایا

"پھر تو لگتا ہے ہماری جیٹھانی جی نے کوئی جادو کر دیا ہے" نوشی نے اسکا شرمایا روپ دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلایا

"اب یہ بچوں کو اندر بلا لینا چاہیے۔۔۔ سردی بڑھ رہی ہے" رائمہ نے فکر مندی سے

کہا۔

"ہاں میں انہیں لے کر آتی ہوں" نائمہ نے اپنی آنسکریم کا باؤل رکھتے ہوئے کہا۔

"آپی آپ بیٹھیں میں جاتی ہوں" امل نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بھی چلتی ہوں" حوریہ بھی کھڑی ہوئی دونوں کی کچھ ہی دیر میں بہت اچھی دوستی

ہو گئی تھی۔

©R©R©R©R©

"ہے بچہ پارٹی" حوریہ نے بال کے پیچھے بھاگتے ہوئے بچوں کو دیکھتے ہوئے تالی بجا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ارے حوریہ آپی آئیں نہ ہم فٹ بال کھیل رہے ہیں۔ آپ بھی آئیں" عبدالرحمن نے چمکتے ہوئے بتایا۔

"بٹ اٹس بوائز گیم۔۔۔ سی رانیہ بھی نہیں کھیل پار ہی تھی اسی لئے تو منزل ماموں سے لے گئے۔" عاشق نے سب کی معلومات میں گویا اضافہ کیا۔

"Who said to u that it's only boys game...even



"girls can play football" حوریہ نے اسکے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"آپی چلیں آپ دونوں کھیلیں نہ پھر ہمارے ساتھ" زایان نے بال تھامتے ہوئے کہا

"آج نہیں ابھی اندر چلیں سب" امل نے انہیں ٹالا

"پلیز پلیز پلیز" تینوں نے التجاء کی انہیں دیکھ کر حمزہ نے بھی اپنی تو تلی زبان میں التجاء

کی 'پلج۔۔ پلج'

"ہاہاہا۔۔۔۔ Ok..but only 5mnts because ur moms r

calling u inside" حوریہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوکے" اسے بال پاس کرتے ہوئے کہا ایک زبان بولے۔

"آجاؤ امل" حوریہ نے کمر پر اپنا دوپٹہ باندھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بھائی۔۔۔ تم لوگ کھیلو۔۔۔ مجھے نہیں آتا یہ" امل نے دو قدم پیچھے لئے۔ حوریہ

اسے اسمائیل پاس کرتے ہوئے انکے ساتھ کھیلنے لگی۔ امل محو ہو کر اسے دیکھ رہی تھی وہ

بہت اچھا کھیل رہی تھی۔

"امل" پیچھے سے اپنے نام کی پکار سنتے اسے تیمور کا گمان ہوا اس لئے وہ 'جی بھائی' کہہ کر

پلٹی

کافی کاسپ لیتے فیضان کو اپنا حلق تک کڑوا ہوتا محسوس ہوا جبکہ اسکے پیچھے آتے تیمور نے زور زور سے ہنسنا شروع کر دیا۔ ایک تو بھائی کہ جانے کا دکھ اس پر اس خرافاتی دماغ کے سننے اور پھر ہنسنے نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"واٹ سو فنی" فیضان نے چڑ کر کہا

"ک۔ کچھ نہیں۔۔ ہا ہا ہا۔۔ او کے سوری" اس نے اپنی ہنسی کو قابو کیا جو کہ مشکل تھا۔ امل نے بھی اسے تنک کر دیکھا جو بنا بات کے ہنسنے جا رہا تھا۔

"کیا سنائیں اپنے غم کی داستان

کوئی منہ بنا لیتی ہے تو کوئی بھائی بنا لیتی ہے" تیمور نے اسکے کان میں ہنستے ہوئے سرگوشی کی۔

"میں نے تو آج ہی ایف بی پر کسی کا پوسٹ دیکھا تھا" فیضان کے گھورنے پر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے بتایا۔ امل تو بس کنفیوز سی انہیں دیکھ رہی تھی۔

اتنی دیر میں حوریہ بھی پوری بچہ پارٹی کے ساتھ آگئی۔

"چلیں امل" حوریہ نے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا

"السلام علیکم۔۔۔ غالباً آپ عالی بھائی کی سالی + بہن ہیں" فیضان نے ادھر کھڑے ہی

احتراماً سے سلام کیا

"وعلیکم السلام۔۔۔ جی بلکل" حوریہ نے سنجیدگی سے ہی جواب دیا اور پھر امل کو چلنے کا

اشارہ کیا۔ تیمور نے بھی اس حجاب میں چھپے پُرکشش چہرے کو ایک نظر دیکھنے کے بعد

نظروں کو جھکالیا۔ ان کے نظروں کے او جھل ہونے تک دونوں نے انہیں دیکھا۔

"بہن چلی گئی" تیمور نے اسکے کان میں سرگوشی کی فیضان اپنے حواس میں آیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تیری تو" فیضان نے اسکی گردن دبوچی

"آہ آہ۔۔۔ عالی بھائی کوئی بچاؤ" تیمور کی دُہائیاں عروج پر تھی جس پر کان دھرے بغیر

فیضان اسے کھینچتے ہوئے سب کے درمیان لے گیا۔

©R©R©C©R©C©R©C©R

ایک بھر پور شام گزار کر وہ سب اپنے گھر روانہ ہوئے۔ دو تین دن میں ہی زبیدہ بیگم

اور فاطمہ بیگم نے انہیں اس مہینے شادی کے لئے رضامندی دے دی تھی جس پر عالیہ

نے پندرہ دن بعد کی تاریخ دے دی۔ قاری عبدالمدکی خواہش پر سادگی سے شادی کی  
تقریب ہی رکھی گئی تھی

©©©©©©©©

آج سب لڑکیوں نے مل کر شاپنگ کا پروگرام بنایا تھا۔ عائشہ اور نوشی کا برائیڈل  
ڈریس لینا تھا جس کے لئے وہ دو گھنٹے سے گھوم رہی تھی لیکن کوئی پسند ہی نہیں آرہا تھا۔  
"آپی یہ دیکھیں کتنا پیارا ہے" حوریہ نے ایک پیچ رنگ کی میکسی کو دیکھتے ہوئے کہا۔  
"ہے تو لیکن بہت ہیوی ہے" عائشہ نے اس بھاری میکسی کو دیکھتے ہوئے کہا اور آگے  
بڑھ گئی۔

حوریہ جو ریک پر لگے مختلف ڈریس دیکھ رہی تھی اسکی نظر میز کارنر پر مختلف شیردانی کو  
کنگھالتے مزمل پر گئی اور ساتھ عالیان پر جو بیزار سا کھڑا تھا۔

"السلام علیکم" عقب سے آئی آواز پر دونوں نے بیک وقت رخ مورا۔ نوشی انہیں دیکھ  
مسکراتے ہوئے اسی طرف آگئی تھی۔

"وعلیکم السلام" دونوں نے جواب دیا

"زہے نصیب۔۔۔ اس وقت تمہاری کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس بورنگ اور آدم بیزار لڑکے سے تو کوئی توقع رکھنا ہی بیکار ہے" منزل نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ عالیان نے اسے گھور کر دیکھا کیونکہ ایک گھنٹے سے صرف شیر وانی کے لئے اس آدمی نے اسے خوار کیا ہوا تھا۔ کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تھا۔

"کمال ہے ایک گھنٹے سے مجھے خوار کیا ہوا ہے کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تمہیں اور میں بورنگ ہو گیا" عالیان نے تنک کر کہا کیونکہ اگر وہ اکیلا ہوتا تو اب تک ساری شاپنگ کر چکا ہوتا بلکہ وہ کب سے اسے اپنے دوست کے بوتیک چلنے کا کہ رہا تھا لیکن وہ آہی نہیں رہا تھا۔ نوشی مسکرا کر انکی نوک جھونک سُن رہی تھی۔

"ہاں تو پہلی پہلی شادی ہے میری۔۔۔ کچھ اسپیشل ہونا چاہیے نہ" منزل نے اسے کہتے ہوئے نوشی سے تائید چاہی جس پر اسے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں جی میں تو جیسے پہلے سے دو تین شادی کر چکا ہوں" عالیان نے استہزایہ ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا ریلیکس۔۔۔ ہم مل کر کچھ پسند کر لیتے ہیں" نوشی نے کہتے ہوئے اپنے پرس سے بچتے موبائیل نکالا جہاں رائیمہ کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

"جی آپی۔۔۔ میں میسنز کارنر میں ہوں۔۔۔ جی۔۔۔ بس آرہی ہوں" نوشی نے اسکی بات کا جواب دے کر موبائیل رکھا۔

"رائمہ آپی کی کال تھی" نوشی نے انہیں خاموش دیکھ کر بتایا

"اچھا بتاؤ تم نے کون سا ڈریس پسند کیا ہے" منزل نے اس سے پوچھا تاکہ وہ کچھ کنٹراسٹ میں لے سکے۔

"وہ۔۔۔ مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آرہا" نوشی نے نجل ہوتے ہوئے بتایا

"لو ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں یہ تو" عالیان نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔ جہاں منزل کا ہنسنا بے ساختہ تھا وہیں نوشی نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"بھائی آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے میری جیٹھانی جی یعنی آپکی ہونے والی بیگم صاحبہ کو بھی کچھ پسند نہیں آرہا" نوشی نے زریح ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب وہ بھی آئی ہیں" عالیان نے اپنی خوشی پر قابو پاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے یہی معلوم تھا کہ نوشی رائمہ اور نائمہ کے ساتھ آئی ہے جبکہ منزل باخبر تھا۔

"جی۔۔۔ ہم سب ساتھ ہی ہیں"

"ہاں تو پھر واقعی یہاں کچھ اچھا نہیں ہوگا۔۔ میں باہر کھڑا ہوں انہیں لے آؤ۔۔۔ اور تم خاموشی سے چلو جہاں میں لے جا رہا ہوں "عالیان نے بیک وقت دونوں سے کہا اور باہر نکل گیا اور پیچھے وہ دونوں اسکے کھلے تضاد پر منہ کھولے رہ گئے۔

©R©R©R©R©R©R

"آپی یہ نوشی آپی کہاں ہیں "حوریہ نے بیزاریت سے کہا۔  
 "میں نے کال کی کہ رہی تھی میسنز کارنر میں ہیں آرہی ہے "رائمہ نے کہا۔  
 "اب وہاں کیا کر رہی ہے "نائمہ نے اچھنبے سے پوچھا۔  
 "اب یہ تو اس سے پوچھو۔۔۔ بلکہ لو۔۔۔ آگئی میڈم "رائمہ نے اسے منزل کے ساتھ آتے دیکھ کر کہا۔

"السلام علیکم "منزل کے سب کو سلام کرنے پر سب نے بیک وقت جواب دیا۔

"کیسی ہیں بھابھی "منزل نے دھیمے لہجے میں اسے دیکھ کر پوچھا۔

"جی اللہ کا شکر ہے۔۔ آپ کیسے ہیں "شائستگی سے جواب دیا۔

"الحمد للہ۔۔۔ آپ کیسی ہیں حوریہ "منزل نے اسے جواب دیتے ہوئے اسکے ساتھ

ہی حجاب میں کھڑی حوریہ سے پوچھا۔

"جی ٹھیک" حوریہ نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہمیں یہاں انتظار کی سولی پر لٹکا کر مزے سے کارنر میٹنگ ہو رہی ہے" رائمہ نے

اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"نہ۔۔۔ نہیں بھابھی۔۔۔ وہ تو اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔۔۔ اور عالیان بھائی بھی ساتھ ہیں

باہر ویٹ کر رہے ہیں" نوشی نے گھبراتے ہوئے کہا اور عائشہ کے ساتھ کھڑی

ہو گئی۔۔۔ منزل اسکی اس ادھر قربان ہوا جبکہ عالیان کا سُن کر عائشہ کی دھڑکنوں میں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شور برپا ہوا۔

"ہاہاہا۔۔۔۔ چلو چلتے ہیں" نائمہ نے کہا اور منزل کو چھیڑتے ہوئے اسکے ساتھ ہی

شاپ سے باہر نکلنے لگی پیچھے وہ سب بھی باہر نکلیں۔

©(R)©(R)©(R)©(R)

وہ لوگ سب باہر آئے تو عالیان انہیں کا انتظار کر رہا تھا۔ عائشہ نے اسے دور سے دیکھتے



ہی اپنی نظریں جھکالیں۔ بلیک پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے آستینوں کو کمنیوں تک فولڈ کئے جبکہ بال سلیقے سے سیٹ کئے ہوئے تھے۔ وہ اس سادے سے حلقے میں بھی جازب نظر لگ رہا تھا۔

عالیان نے صرف ایک نظر سب سے پیچھے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی حجاب میں چھپی پری پیکر کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے سب کو سلام کیا لیکن ان سب میں ایک دھیمی سی آواز سے عائشہ کی بھی سنائی دی۔ عالیان کے لب مسکرائے۔ حور یہ سے خیریت دریافت کرنے کے بعد اس نے سب کو چلنے کا کہا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novel | Article | Poetry | Book | Post | Interview

عالیان انہیں اپنے دوست فہد کے بوتیک میں لے کر آیا۔

"السلام علیکم ! آج تو ہمارے غریب خانے پر بڑے بڑے مہمان آئے ہیں" فہد جو

آج نئی لونچ کے سلسلے میں ادھر ہی موجود تھا اسے دیکھ کر فوراً اس کے بغل گیر ہوا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ بس ہمیشہ کی طرح طعنے دینے شروع کر دے تو" عالیان نے بھی

ہنستے ہوئے کہا

"ہا ہا ہا۔۔۔ یار عید کے چاند ہو گئے ہو۔۔۔ غائب کہاں ہو" فہد نے اس کے گلے میں ہاتھ

ڈالتے ہوئے کہا۔ آج سے اتنے عرصے بعد دیکھ کر اسے واقعی بہت خوشی ہوئی تھی۔

"نہیں یار بس کچھ بڑی رہتا ہوں"

"فہد بھائی مانا کہ ہم عالی بھائی جتنے ہینڈ سم نہیں لیکن ہم غریبوں سے بھی مل

لیں" منزل نے انہیں اپنے میں مصروف دیکھ کر کہا۔

"اوہو ! تو مزی صاحب بھی موجود ہیں۔۔ میرے شوروم کی تو شان ہی بڑھ گئی" فہد

نے اب اس سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"چلیں بھائی اب ذرا جلدی سے اپنے بوتیک کی سب سے بیسٹ برائیڈل اور گروم

کلکیشن دکھائیں۔۔ مابدولت کی شادی ہے اور ساتھ آپکے عزیز دوست کی بھی شادی

ہے" منزل نے کالر کھڑے کرتے ہوئے کہا۔

"نہ کرو۔۔ مسٹریٹیٹیوڈ نے بلاخر لڑکی پسند کر ہی لی" فہد نے حیرانگی سے کہا جس پر

اسنے اپنی ہنسی روکتے ہوئے اسے گھورا۔ عالیان نے اسے سب کا تعارف کروایا۔ فہد انکو

اپنی نئی کلکیشن کی طرف لے گیا۔

"اچھا آپ لوگ دیکھیں میں ابھی آیا" فہد اپنے مینینجر کے اشارہ کرنے پر انہیں واپس

آنا کا کہ کر چلا گیا۔

©©©©©©©©©©

عالیان مختلف کپڑے دیکھ رہا تھا کہ ریڈ رنگ کے خوبصورت سے ڈریس پر اسکی نظریں ٹک سی گئی۔

"میری بہو کے لئے بھی میں ریڈ کلر کا ہی شرارہ بنواؤں گی" اسکے کانوں میں ایک میٹھی آواز گونجی۔

"آپکی بہو" بچے نے اچھنبے سے پوچھا

"ہاں میری بہو یعنی میرے عالی شہزادے کی دلہن اور دیکھنا وہ اس روایتی لباس میں

سب دلہنوں سے زیادہ حسین لگے گی۔" بہت سال پہلے اپنی ماں کی کہی بات اسکے

کانوں میں گونجی جب اسنے دو دلہنوں کو ساتھ بیٹھے دیکھا جس میں ایک نے گرین میکسی

پہنی تھی اور دوسری نے ریڈ شرارہ اور اسے ریڈ شرارے والی دلہن بہت اچھی لگی

تھی۔ تب اسکی ماں نے اسکا ماتھا چومتے ہوئے بڑے لاڈ سے کہا تھا اور عالیان شرما گیا تھا

جسے دیکھ اسکی ماں کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔ عالیان کی آنکھوں میں نمی آئی

جسے اسنے چھپانے کی کوشش کی لیکن یہاں پر دونوں نفوس ایسے موجود تھے جو اسکی آنکھوں سے اسکے دل کی کیفیت جان جاتے تھے۔

"کیا سوچ رہا ہے" منزل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ عائشہ بظاہر نوشی کی بات سن رہی تھی لیکن اسکے دھیان کے سارے دھاگے عالیان کی طرف تھے۔

"یہ ڈریس۔۔۔ بہت اچھا ہے" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

"عالی" منزل اسکے جواب پر مطمئن نہیں ہوا اسی لئے اسے آنکھوں سے تنبیہ کہ۔

"بس امی کی بات یاد آگئی۔۔۔ وہ ہمیشہ کہتی تھیں کہ وہ اپنی بہو کے لئے ریڈرنگ کا شرارہ بنائیں گی" عالیان نے نم آواز میں بتایا۔

"ہممم۔۔۔ ویسے یہ ڈریس واقعی اچھا ہے۔۔۔ کیا خیال ہے بھابھی سے مشورہ

کر لے" منزل نے اسکا دھیان ہٹانے کے لئے کہا تو وہ اسے دیکھ مسکرا کر آگے چلا

گیا۔ منزل اسکی آنکھوں میں عائشہ کے لئے احترام اور عزت دیکھ چکا تھا اور یہ بھی کہ وہ

اسکے لئے بہت معتبر ہے۔ وہ جانتا تھا وہ کبھی بھی عائشہ سے بات نہیں کرے گا اسی لئے

اسکے مسکرانے پر ایک نظر سامنے کھڑی عائشہ کو دیکھا جو نوشی سے بات کر رہی تھی اور

اسکے پیچھے چل دیا۔

لوگ زلفوں کے اسیر ہوتے ہیں

میں نے تو حجاب پر دل ہارا ہے

©©©©©©©©

"بھابھی کیا سوچ رہی ہیں یہ بتائیں نہ کیسا ہے؟" نوشی نے اسکے جواب نہ دینے پر اسے

ہلایا۔

"نہیں یہ اچھا ہے لیکن وہ زیادہ پیارا ہے" عائشہ نے اسی ڈریس کی طرف اشارہ کیا جو

عالیان کو پسند آیا تھا۔

"واؤ ! یہ تو بہت اچھا ہے۔۔۔ چلو پھر آپکے لئے اسی کا آرڈر دے دیتے ہیں" ریڈ

رنگ کا شرارہ جس کی پوری گھیر پر گولڈن رنگ کی ایبرائیڈری کی ہوئی تھی اور باقی پر

چھوٹی چھوٹی پھول کی بوٹی تھی جبکہ شارٹ شارٹ جس کا انگھ رکھا اسٹائیل کا گلے پر

ورک کیا ہوا تھا آستین اور دامن میں گولڈن کڑھائی کی ہوئی تھی۔ دوپٹے کے پورے

پلو ایبرائیڈری تھی۔ وہ سب اسی طرف چلی آئیں اور سب کو ہی یہ بہت پسند

آیا۔ عالیان جو دوبارہ اس طرف آیا تھا۔ عائشہ کو یہی ڈریس سلیکٹ کرتے ہوئے دیکھ کر اسکے لبوں پر تبسم بکھڑا۔

دو گھنٹے مزید سر کھپانے کے بعد مزمل نوشی کے لئے شادی اور ولیمے کا ڈریس پسند کرنے اور ان دونوں کے لئے بھی اپنی پسند کے مطابق شیر وانی ڈیزائن کرنے میں کامیاب ہوا۔ عائشہ نے بھی حوریہ سے کہہ کر عالیان کی پسند کا ہی ولیمے کے لئے ڈریس لیا اور اسکا سے مخاطب نہ کر کے بھی اسکی پسند کو ترجیح دینا ہی اسے اندر تک مسرور کر گئی تھی۔

مجھے پسند ہے تو بس اسکی پسند میں ڈھلنا

اسی کے لئے سنورنا اسی کی پسند میں سجنا

(از خود)

©©©©©©©©©

شادی سادگی سے ہو رہی تھی لیکن تیمور کے بے حد اسرار پر گھر میں ہی ڈھونڈنے کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں صرف گھر والے اور دوست ہی شامل تھے۔ تیمور اور اسکے دوستوں

نے سارے گھر میں دھمال مچائی ہوئی تھی۔ ہر تھوڑی دیر بعد بختا تیز میوزک عالیہ کی طبیعت پر گراں گزر رہا تھا اسی لئے خان بابا کہ نگرانی میں امجد کے کندھوں ہر تمام ذمہ داریاں سونپ کر تمام لیڈیز اپری منزل پر اپنی محفل جمائے بیٹھیں تھیں اور ساتھ مہندی بھی لگا رہی تھی۔

"اپنی شادی کے دن اب نہیں دور ہیں

تم بھی تڑپا کرو میں بھی تڑپا کروں

بڑی مشکل ہے یہ میرا دل ہے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم ہی کہو کیسے میں چُپ رہوں "مزل اور عالیان کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ تیمور نے لہک لہک کر گانا شروع کر دیا لیکن اگلے ہی پل مزل اس تک پہنچ چکا تھا اور اسکی گردن اسکے ہاتھوں میں تھی

"میں بتاؤں کیسے چُپ رہنا ہے "مزل نے اسکی گردن کو اپنے شکنجے میں لیتے ہوئے کہا

تو باقی سب کا قبہہ بلنا ہوا۔ ایک ہفتے سے وہ الگ الگ گانے گا کر انکے کانوں میں درد

کر چکا تھا۔

"آہ بھائی چھوڑو مجھ غریب کی گردن ہی کیوں سب کے ہاتھ میں آتی ہے۔۔۔ عالی  
بھائی درد ہو رہا ہے" تیمور نے ایکٹنگ کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے دہائی دی اور  
عالیان فوراً اسکے نزدیک پہنچا۔

"چھوڑ مزہ" عالیان نے اسکا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میں تو صرف آپ دونوں کی دلی کیفیت بیان کر رہا تھا۔۔۔ آپکی تڑپ۔۔۔ آہ" تیمور  
بول رہا تھا لیکن منزل کے بڑھتے دباؤ سے اسکی بات ادھوری رہ گئی۔

"تیری تو" منزل نے کہا جبکہ عالیان نے اپنی ہنسی کو قابو کیا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

"نہیں بھائی آج اسکی کوئی ڈرامے بازی کام نہیں آئے گی۔۔۔ قسم سے اگر مزید اسنے  
گایا تو میرے کانوں سے خون رسنا شروع ہو جائے گا" فیضان نے نفی میں سر ہلاتے  
ہوئے کہا جس پر تیمور تلملا گیا لیکن کچھ کہ نہیں سکا کیونکہ بیچارہ بھی بھی منزل کی  
مضبوط گرفت میں تھا۔

"میرے کانوں میں سے تو خون نکلنا شروع ہو گیا ہے" دانیال نے اپنے دانتوں کی  
نمائش کرتے ہوئے کہا۔



"میرے بھی" تیمور کے ایک دوست نے اپنے جان پکڑتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خون نکل کر اب خشک ہو چکا ہے" طلحہ کہاں خاموش رہتا۔

"بے وفا غدار تم سب کو تو میں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ عالی بھائی آپکی شادی میں اگر میں

اکڑی گردن کے ساتھ آؤں گا تو کیا ایمپریشن پڑے گا میرا اور آپکا بھی۔۔۔ پلیز سیو

میں" تیمور نے عالیان کو ان سب کی طرف متوجہ دیکھ کر ایک بار پھر کہا جبکہ ہاتھ

مسلسل خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش میں تھے۔

"آج بیٹا! بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے۔۔۔ ایسے تو نہیں چھوڑوں گا" منزل نے اپنی

ہنسی کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"چھوڑ کیا کر رہا ہے۔۔۔ بچہ ہے ابھی" عالیان نے منزل کے ہارھ اسکی گردن سے

ہٹاتے ہوئے کہا اور اپنے پیچھے کیا۔

"آہ! بھائی یہ کہاں سے بچہ ہے" دانیال کے ساتھ اسکے باقی سب دوستوں کی بھی

چیخ بلند ہوئی جس پر تیمور نے سب کو عالیان کے پیچھے سے ہی زبان چڑائی۔

"نوٹسکی" منزل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

©R©R©R©R©R©R©R

"عائشہ بنت عبدالسہا آپکا نکاح عالیان ولد ماجد سے بعوز حق میردولا کھروپے طے کیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" جنید صاحب کی آواز جب اسکی سماعت سے ٹکڑائی تو اسکے دل میں شور برپا ہوا۔ فاطمہ بیگم نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے حوصلہ دیا۔ قاری صاحب بھی اسکے برابر میں ہی کھڑے تھے۔ وہ اس وقت مایوں کے پیلے جوڑے پر لال چنری کا گھونگھٹ میں ملبوس تھی۔

"قبول ہے" اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر اسنے دھیمی آواز میں کہا

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" ایک بار پھر اجازت طلب کی گئی۔

"قبول ہے" دل مطمئن تھا سرشار تھا لیکن آج الگ ہے لے پردھڑک رہا تھا۔

"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے" آخری بار پھر اجازت طلب کی گئی جو اسے خوشی کے ساتھ دکھی بھی کر رہا تھا۔

"قبول ہے" مدہم آواز میں کہا سب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

لواک نیا سفر شروع ہو گیا

زندگی کا باب تمہارے نام ہو گیا

وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پار ہی تھی۔ اس اقرار کے بعد اس کا نام کسی اور کے ساتھ جڑ گیا جسے چند مہینے پہلے تک وہ جانتی بھی نہیں تھی آج اپنی زندگی اس کے نام کر دی تھی۔ وہ دکھی تھی کہ آج وہ اپنے ماں باپ کا آنگن ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر چلی جائے گی۔ اس نے گھونگھٹ سے ہی اپنے ساتھ کھڑے اپنے ابو کو دیکھا اور پھر امی کو اور حوریہ کو جو نم آنکھوں سے سب کی مبارک باد وصول کر رہے تھے۔ قاری صاحب نے اسے نکاح نامہ دیا تو اس نے اس پر دستخط کر دئے۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیڑا اور اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دے کر جنید صاحب اور باقی گواہان کے ساتھ مسجد جانے کے لئے نکل گئے جہاں عالیان انتظار کر رہا تھا۔

انکے جانے کے بعد فاطمہ بیگم نے اس کا گھونگھٹ ہٹایا اور اسے گلے لگایا۔ انکے گلے لگتے ہی عائشہ اپنے آنسو پر قابو نہ کر سکی۔ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر خوب روئیں اور باقی سب کو بھی رُلا دیا۔

"چلیں آپی آپ کو نسا مار س پر رہنے جا رہی ہیں جو ایسے رو رہی ہیں" حوریہ نے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور اسکے پاس دھپ کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی اور اسکے گلے لگی۔ حوریہ کی بات پر سب روتے ہوئے مسکرا دیں۔

©R©R©R©R©R©R

عالیان وائٹ رنگ کا کلف دار کرتا اور ٹراؤزر پہنے اور سر پر سفید ہی امامہ سجائے بہت خوب رو لگ رہا تھا۔ سفید رنگ میں اسکی ددھیار نگت بے حد نیچ تھی اور چہرے پر سچی دلکش مسکراہٹ اسے جازب نظر بنا رہی تھی۔ وہ جو معین صاحب سے دھیمی آواز میں محو گفتگو تھا قاضی صاحب کے آنے پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"عالیان ماجد آپکا نکاح عائشہ بنت عبداللہ سے بعوز حق مہر دولا کھ روپے طے کیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟" قاضی صاحب کی آواز سے اندر تک سرشار کر گئی تھی۔ دل کا ہر درد دور ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"قبول ہے" عالیان اپنی امی کو یاد کرتے ہوئے بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ کچھ دنوں سے وہ اپنی ماں کو مسکراتے ہوئے خواب میں دیکھ رہا تھا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" قاضی صاحب نے ایک بار پھر اجازت طلب کی۔

"قبول ہے" اسے ہر طرف خوشبوئیں بکھرتی ہوئیں محسوس ہو رہی تھی۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے" تیسری بار اجازت طلب کہ گئی۔ عالیان کو محسوس ہوا جیسے اسکی ماں اسکے قریب ہے اور کھل کھلا رہی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر آج اسکی ماں زندہ ہوتی تو اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھی اسی لئے وہ مسکرا رہا تھا اپنے لئے، اپنی ماں کے لئے اور اپنے اپنوں کے لئے۔

"قبول ہے" مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اپنی زندگی کا نیا سفر ہنستے مسکراتے ہوئے کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عائشہ کے سنگ اسکی زندگی کے راستے آسان ہونگے۔ اسکی زندگی کی ہر صبح خوشنما اور ہر شام دلنشین ہونگی۔ نکاح نامے پر دستخط کے بعد روح کو سکون اور دل کو سرشار کر دینے والی دعا مانگی گئی۔

تیری محبت میرا اثاثہ

تیری تمناحیات میری

تجھے جو خود سے ہٹا کے سوچوں

کہیں نہیں ہوگی ذات میری

"بہت مبارک ہو۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں اور اللہ کا مشکور بھی" قاری صاحب نے سب سے پہلے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"اللہ کی ذات کے بعد میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں مجھ پر بھروسہ کرنے کے لئے۔۔ مجھے اپنی بیٹی کے قابل سمجھنے کے لئے" عالیان نے ان سے الگ ہوتے ہوئے کہا تو انہوں نے عقیدت سے اسکی پیشانی چومی۔

قاری صاحب کے بعد سب اس سے گلے ملے۔


"کیا ہوا؟" باہر راہداری میں ان تینوں کو سنجیدہ کھڑے دیکھ کر وہ انکی طرف متوجہ ہوا۔ باقی سب بھی اب اسی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہمارا بھائی آج پڑایا ہو گیا" منزل نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ڈرامے باز ہیں تینوں" معین صاحب نے تاسف سے سر ہلایا۔

"کیا کہ رہے ہو" عالیان نے نا سمجھی سے کہا۔

"بھائی اب تو آپ بھابھی کے ہو گئے۔۔۔ آپکا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا غرض ہر فعل انکی مرضی سے ہو گا۔۔۔ ایسے میں آپ اپنے شہزادوں کو تو فراموش کر دیں گے" فیضان نے اپنی ہنسی کا گلہ گھونٹتے ہوئے کہا۔ عالیان پہلے تو انکی بات سُن کر پریشان ہوا لیکن پھر انکی آنکھوں میں ناچتی شرارت دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔

"ہمممم۔۔۔ یہ تو ہے لیکن اب کیا کر سکتے ہیں"  NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"میں کیا کروں یاروں۔۔۔ وہ بھائی جس نے ہمیں نازوں سے پالا وہ جو رو کا غلام ہو گیا۔۔۔ آج وہ ہمیں چھوڑ کسی اور کے نام ہو گیا" تیمور نے اپنے نہ دیکھنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا جس پر مزمل اور فیضان نے اس طرح اسکا کندھا تھپتھپایا جیسے بہت افسوس ہو۔

"ڈرامے بند کرو۔۔۔ تم تینوں جانتے ہو تمہارے بھائی کی زندگی میں تمہاری جگہ

کوئی نہیں لے سکتا" عالیان نے تینوں کو اپنی بانہوں میں لیا۔

"ہماری دعا ہے تیری زندگی کا ہر پل بہار بن کر گزرے۔۔۔ ہونٹوں پر ہنسی اور خوشیاں ہمیشہ تیرا مقدر رہے۔۔۔ کبھی کوئی غم تجھے چھو کر نہ گزرے" منزل نے اپنی آنکھوں کی نمی کو اپنے اندر اتارتے ہوئے کہا سب نے ایک ساتھ آمین کہا۔ عالیان انکے پیار پر مسکرایا۔ باقی سب نے بھی انکے پیار کو کبھی ختم نہ ہونے کی دعا دی۔

©©©©©©©©©©

شادی ہال کا بہت سادہ رکھا گیا تھا۔۔۔ کوئی ضنول رسم و رواج نہیں رکھی گئی تھی۔ عورتوں اور مردوں کا علیحدہ انتظام رکھا گیا تھا۔ یہاں تک کے دلہے میاں بھی اس طرف نہیں گئے تھے۔

سب لڑکیاں اسٹیج پر دلہن کو گھیرے بیٹھی تھیں۔ عائشہ تو عالیان کی پسند کے روایتی لال رنگ کے شرارے میں بہت ہی حسین لگ رہی تھی۔ اس پر نفاست سے کئے گئے میک اپ نے اسکے حسن کو چار چاند لگا دئے تھی۔ عورتوں کو الگ انتظام ہونے کے باوجود وہ اس وقت گھونگھٹ میں موجود تھی۔ ہر کوئی دونوں دلہنوں کی خوبصورتی کو سراہ رہا تھا۔

نوشین نے پیچ رنگ کی لانگ کرتی پہنی تھی جس پر فل گولڈن باریک تار اور موتیوں



سے خوبصورت ایبرائیڈری کی گئی تھی اور کمر کے نیچے سے اوپن اسٹائیل دیا گیا تھا ساتھ ہم رنگ ہی فلیپر پہنا تھا لیکن دوپٹی کنٹراسٹ میں ریڈر کھا گیا جس کے پلوپر گولڈن ایمبرائیڈری تھی۔ وہ بھی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھی۔ نوشی نے بھی عائشہ کی طرح گھونگھٹ لیا ہوا تھا۔

امل نے لائٹ گرین رنگ کا فرائیڈر پہنا تھا اور ساتھ اسٹریٹ ٹراؤزر تھا۔ بالوں میں فرنٹ بریڈ بنائی تھی جس میں چھوٹے چھوٹے پھول سجے ہوئے تھے جبکہ باقی لمبے بالوں کو کرل دے کر کھولے رکھے تھے جو اسکی نازک کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ لائٹ میک اپ اور آنکھوں میں لگے آئی لائیز اور مسکارا نے اسکی آنکھوں کو مزید خوبصورتی بخش دی تھی اور ساتھ ہونٹوں پر سچی پنک لپسٹک نے اسکی دلکشی کو نکھار دیا تھا۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

حوریہ نے پنک رنگ کی ایمبرائیڈرڈ میکسی پہنی تھی اور ہم رنگ اسکارف میں اسکا پُرکشش چہرہ مزید دلکش لگ رہا تھا۔ لائٹ میک اپ نے مزید حسین بنا دیا تھا۔ رائمہ نائمہ نے سیم انگھر کھا پہنا تھا اور وہ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی جبکہ رائیہ نے لائٹ رنگ کا باربی فرائیڈر پہنا تھا اور وہ خود بھی کسی باربی سے کم نہیں لگ رہی

تھی۔

"آپی مجھے تو یہ کوئی اسٹیج نہیں بلکہ پری لوک لگ رہا ہے" زایان جو عبدالرحمن اور اشعر کے ساتھ اسٹیج پر آیا تھا ان سب کو ساتھ سیلفی لے کر دیکھا تو امل کے پاس آکر کہا تو سب ہنس پری

"ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ بھئی کم تو آپ تینوں بھی نہیں لگ رہے بلکل پرنس چارمنگ لگ رہے ہو" حوریہ نے ان تینوں کو سراہتے ہوئے کہا جو ایک جیسی بلورنگ کی شیروانی میں ملبوس تھے۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
©R©R©R©R©R©R©R©R©R

مزل اور عالیان نے ایک جیسی ہی اوف وائٹ رنگ کی شیروانی پہنی تھی۔ بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کیا گیا تھا۔ وہ صوفے پر اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ہمراہ شان سے بیٹھے کسی ریاستی شہزادے سے کم نہیں لگ رہے تھے جو اپنی شہزادیوں کو لینے آئے تھے۔

تیمور اور فیضان نے اوف وائٹ ٹراؤزر اور کرتے پر رویل بلیورنگ کی ویسٹ کوٹ

زیب تن کی تھی اور وہ دونوں بہت ہی چارمنگ لگ رہے تھے۔

"میری جان کیوں منہ بھلائے بیٹھا ہے۔۔۔ کچھ تو احساس کر میری شادی ہے

آج" منزل اپنے برابر میں بیٹھے بلال کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں ڈیوٹی پر تھا شہید نہیں ہوا تھا۔۔۔ پہلے تو نے شادی رچالی پھر عالی بھائی نے "بلال

نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"ایسے تو نہ بول تو تو میری جان ہے" منزل نے اسے پیار سے کہا

"یار میرا تو آج ہی نکاح ہوا ہے اب تم لیٹ پہنچے اس میں میرا قصور کیا ہے" عالیان نے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنا دفع کیا۔

"آپ سے تو اور بھی بہت سے حساب نکلتے ہیں جانتے بھی ہیں کتنا پریشان کیا اور تف

ہے مجھ ایک آرمی آفیسر ہو کر اور آپ کے اتنے نزدیک ہو کر آپ کو نہیں ڈھونڈ

سکا۔۔۔ لیکن چلیں آج آپکی شادی ہے اس لئے آپ کو معاف کیا" بلال نے اس کے گلے

لگتے ہوئے کہا۔ بلال کو کال آگئی تھی جسکی وجہ سے وہ عالیان والا معاملہ درمیان میں ہی

چھوڑ کر چلا گیا تھا اور آج ہی وہ اپنے مشن سے لوٹا تھا۔

"اب مجھے بھی معاف کر دے۔۔۔ میری بھی شادی ہے آج" منزل نے اتنی معصومیت سے کہا کہ بلال نے اسے گلے لگا لیا۔ ویسے بھی جس حالت میں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا ہر وقت اسکے لئے فکر مند رہتا اور آج اسکا ہشاش بشاش چہرہ دیکھ کر وہ اسکی دل ہی دل میں نظر اتار رہا تھا۔

"چلو بھائی دلہے میاں سب سیٹ ہو گیا۔۔۔ اب ذرا کھانے کی طرف متوجہ ہو جائیں۔۔۔ پھر آپکی دلہنوں کی رخصتی کا مرحلہ بھی طے کرنا ہے" متین (نائمہ کا شوہر) نے سب کو کھانے کی طرف متوجہ کیا۔

"بس میرا ہو گیا" عالیان نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"بے تابی دیکھو" فہد نے اسے چھیڑا۔

"بنتی ہے باس" ایک اور دوست نے کہا۔

"بھئی آج تو دیدارِ یار ہے۔۔۔ دل کی کیفیت تو عجیب ہوگی۔۔۔ کیا خیال ہے" زیشان (رائمہ کے شوہر) نے مائیک کی شکل میں ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔ عالیان نے اپنی ہنسی چھپانے کے لئے نظروں کا رخ مور لیا۔

"جی تو ناظرین آپ نے دیکھا کہ مشہور ریٹورینٹ کے مالک شرماتے ہوئے مزید

چار منگ لگتے ہیں "زیشان نے رپورٹ بنتے ہوئے کہا۔

"یہ لورپورٹ جی ادھر بھی شروع ہو گئے۔" متین نے کہا کیونکہ زیشان ایک جرنلسٹ

تھا۔

"آپ لوگوں کو ٹانگ کھینچنے کے لئے میرے پیارے سیدھے سادھے عالی بھائی ہی

میں ہیں۔۔۔ مزمل بھائی بھی تو ہیں " تیمور نے عالیان کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لو آگیا صد اکا عالی بھائی کا چچہ " فیضان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو عالیان سے چپکا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھڑا تھا۔

"چلو بھائی بچوں رخصتی کا ٹائم ہو گیا ہے " معین صاحب نے آکر ان سب کو کھڑا کیا تو

سب باادب بچوں کی طرح کھڑے ہوئے۔

©©©©©©©©©©

"کیا ہوا ہے؟" تیمور باہر آیا تو ایک کونے ہر عبدالرحمن کھڑا رہا تھا جبکہ زایان اسے

چپ کر وارہا تھا۔

"بھائی یہ اسپیت ہے" زایان نے بھی روتا ہوا منہ بنا کر کہا۔

"کیوں اسپیت ہو" تیمور اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپی کے لئے۔۔۔ وہ ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہیں" اسنے نے اپنے آنسو صاف کرتے

ہوئے کہا اور دور کھڑی عائشہ کو دیکھا جو فرحت بیگم سے گلے مل رہی تھی۔

"ارے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے آپکا جب دل چاہے اپنی آپی سے مل سکتے

ہو۔۔۔ ہمارا گھراب آپکی آپی کا گھر بھی ہے تو وہ آپکا بھی گھر ہو انہ" تیمور نے اسے پیار

سے سمجھایا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سچی" ابکی بار وہ مسکرایا۔

"مچی۔۔۔ چلو آ جاؤ اب اپنی آپی اور جیجو سے مل لو" تیمور نے بھی اسی کے اسٹائیل میں

کہا۔

©©©©©©©

فیضان نے پورے فنکشن میں ابھی امل کو دیکھا تھا جو نزہت اور احمد صاحب کے ساتھ

کھڑی تھی۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی لیکن یہ اسکی محبت کا تقاضا تھا کہ وہ

جی بھر کے اسے دیکھ نہیں سکتا تھا نہ ہی اسکے پاس یہ اختیار تھا۔ انہیں بچپن سے ہی عالیان نے حدود قائم رکھنے کی تلقین کی تھی۔ جب وہ کالج لائف میں اینٹر ہوئے تو انہیں محرم نامحرم کی حدود کا خیال رکھنے کی ہدایت دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آج تک کوئی لڑکی اسکی دوست نہیں تھی۔

امل کے معاملے میں اسکا دل اور نظریں بے اختیار ہو جاتی تھیں۔ اس دن بھی وہ امل کی صرف آواز سننے کی غرض سے اسے آواز دے گیا تھا اور یہ بالکل بے اختیار عمل تھا۔ آج اسنے سوچ لیا تھا کہ اسکے ماسٹرز کے مکمل ہوتے ہی وہ عالیان سے اس بارے میں بات کرے گا۔

خواہش مجھے نہیں تھی مگر پھر بھی ایک شخص

اپنے کمال لہجے سے، دل میں سما گیا

@C@R@C@R@C@C@R@C

بیٹیوں کو رخصت کرنے کا مرحلہ آسان نہیں ہوتا۔ یہ دنیا کا دستور ہے ورنہ کون سے والدین اپنے جگر گوشے کو اپنے سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔۔ بیٹیاں رحمت ہوتی ہیں۔۔ آنگن کا پھول ہوتی ہیں۔۔ بیٹیاں آنکھوں کا نور۔۔ دل کا سکون اور دعاؤں کا ثمر ہوتی ہیں۔۔ یہ جب جاتی ہیں تو گھر سنسان ہو جاتا ہے لیکن ایک نہ ایک دن تو انہیں وداع کرنا ہی ہوتا ہے۔

"بابا امی آپ بالکل بھی فکر مت کریں۔۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ انہیں کبھی کوئی تکلیف نہ ہو" عالیان نے انکی آنکھوں میں نمی دیکھ کر قاری عبد اللہ کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

"بیٹا ہمیں یقین ہے" قاری صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا فاطمہ بیگم نے بھی انکی تائید کی۔ عالیان ان سے ملنے کے بعد گاڑی میں بیٹھا جہاں اسکی کل کائنات بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔



"انکل اجازت دیں" منزل نے عمران صاحب کے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"اللہ آپ چاروں کو خوش و آباد رکھے" عمران صاحب نے اسے دعائیں دیتے ہوئے اجازت دی تو وہ بیک سیٹ پر نوشی کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ایک گاڑی میں عالیان اور عائشہ بیٹھے تھے جسے تیمور ڈرائیو کر رہا تھا اور اسکے ساتھ عالیہ بیٹھی تھی جبکہ دوسری میں منزل اور نوشی تھے جسے فیضان ڈرائیو کر رہا تھا اسکے ساتھ رضیہ بیٹھی تھی۔ باقی سب اپنی اپنی گاڑی میں تھے۔

NEW ERA MAGAZINE ©R©R©R©R©R©R©R©R  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو بچیوں بہت ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ انہیں کمرے میں چھوڑ کر آؤ" عالیہ نے جب

انہیں مختلف رسومات میں مصروف دیکھا تو کہا۔

"جی" رائمہ اور نائمہ انہیں لئے کمرے میں گئی۔

"عائشہ بھابھی آپ کمفر ٹیبل ہو کر بیٹھیں۔۔۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتادیں" رائمہ نے اسے بیڈ کے درمیان بیٹھاتے ہوئے کہا۔

"پانی" عائشہ نے دھیمی آواز میں کہا۔ رائمہ نے اسے پانی دیا جسے اسنے تھوڑا سا پانی کر

گلاس واپس لوٹا دیا۔

"میں چلتی ہوں۔۔۔ آپ ریلیکس ہو جائیں" رائمہ نے اسکی گھبراہٹ دیکھتے ہوئے کہا اور اسکا گال تھپتھپا کر باہر نکل گئی۔

"چلیں جی یہ رہا آپکا خوبصورت سا کمرہ" رائمہ نے نوشی کو بیڈ پر بیٹھنے میں مدد دیتے ہوئے کہا تو وہ ہولے سے مسکرائی۔

"کچھ چاہیے" رائمہ نے استفسار کیا جس پر اسنے نفی میں سر ہلایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"صدرا خوش رہو۔۔۔ اب میں چلتی ہوں" رائمہ نے اسکا خوبصورت شرماتا ہوا روپ دیکھ کر کہا اور باہر نکل گئی۔

©©©©©©©©

"چلو بھائی اصل پارٹی تو اب شروع ہوگی۔۔۔ آخر اتنے ٹائم بعد ساتھ مل کر بیٹھے ہیں" زیشان نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تو سب نے اسکی تائید کی جبکہ عالیان اور مزمل نے پہلو بدلا۔ اب کچھ بول کر اپنی شامت ہی لانی تھی۔

"آئی تھنک کوئی گیم کھیلنی چاہیے۔۔۔ کیوں کیپٹن صاحب "متین نے بلال سے پوچھا

"کیوں نہیں۔۔۔ لڈو کھیلتے ہیں۔۔۔ تیمور بھائی لڈو منگواؤ" بلال نے تائید کرتے ہوئے تیمور کو حکم صادر کیا ہوا۔

"کہاں جارہے ہورات کے اے بچے کون لڈو کھیلتا ہے" منزل نے جب اسے کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو دوبارہ کھینچ کے بیٹھایا۔

"ڈیزائیز صاحب انہیں بتائیں کہ کھیلنے کا ٹائم نہیں ہوتا ہے" متین نے فہم کو کہا۔ وہ سب کو اسی طرح انکے پروفیشن اے مخوطب کر رہا تھا۔

"مسٹر انجینئر صاحب یہ وقت اللسنے سونے کے لئے مختص کیا سو آئی تھنک آپ کو اب آرام کرنا چاہیے۔" منزل نے اسی کے اسٹائیل دانت پیستے ہوئے کہا۔

"بھائی آج ہمارا سونے کا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔ کیوں عالیان بھائی" زیشان نے نیا شوشہ چھوڑا۔

"م۔م۔ مجھے کیا معلوم" عالیان کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کہے۔ ایک تو اپنے محرم کے دیدار کی طلب تھی لیکن یہ سب چپک کر ہی بیٹھ گئے تھے۔ وہ کیسے کہتا کہ آج تو وہ

اسے دیکھے گا جسکی آنکھوں کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں تھا لیکن آج تو والد نے اسے سارے اختیار دئے تھے۔

"ہا ہا ہا" سب کا ہتھمہ گونجا اسکی شکل دیکھ کر۔

"میری دوائی کا ٹائم ہو گیا ہے" عالیان کنفیوز ہوتا ہوا کھڑا ہوا اور نود و گیارہ ہو گیا۔ پیچھے وہ آوازیں دیتے رہ گئے۔

"آئی تھنک مجھے بھی چلنا چاہیے" منزل بھی سوکی اسپید سے روم سے نکلا اس سے پہلے

کوئی اسے روک لیتا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چلو بھائی فیضان یہ تو گئے۔۔۔ ہم ہی کچھ کرتے ہیں" زیشان نے کہا

"ایسے کیسے آئیں پہلے وصولی کرتے ہیں" فیضان نے کہتے ساتھ سب کو کھڑا کیا۔

©©©©©©©©

عالیان اپنے روم کی طرف گیا تو رائٹہ کو پہرے داری کرتے ہوئے پایا جبکہ نائمہ منزل کے پاس کھڑی تھی۔

"وہاں انکے شوہر جان نہیں چھوڑ رہے تھے اور یہاں یہ" عالیان بڑبڑایا۔

"کیا بات ہے آپ۔۔۔ ایسے کیوں کھڑی ہیں" عالیان نے نا سمجھی سے پوچھا۔ مزمل

بھی اسکے پیچھے ہی آیا اور اپنے کمرے کے باہر نامہ کو دیکھ کر جل بٹھن گیا۔

"چلیں دونوں ہمراہ نکالیں" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"اففف ! "مزمل زچ ہوا۔

"اور ہمارا بھی" پیچھے سے وہ سب ایک ساتھ بولے

"ناٹ اگین" عالیان اور مزمل نے ایک ساتھ بیزاریت سے کہا۔

"کہیں کیا چاہیے" عالیان نے آئی برواچکاتے ہوئے کہا۔

پانچ لاکھ فی بندہ" زیشان نے انگلیوں سے پانچ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے آپکو" مزمل نے حیرانگی سے کہا۔

"بھئی آپکے لئے تو یہ چھوٹی رقم ہے" متین نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔

"ایسے کیسے چھوٹی رقم ہے۔۔۔ دونوں کے ایڈ کر کے دس لاکھ ہوتے ہیں۔۔۔ کچھ کم

کریں" عالیان نے بارگینینگ شروع کر دی تھی۔

"دس لاکھ دو۔۔ کمرے میں جاؤ" تیمور نے نعرہ لگایا۔

"بہت زیادہ ہیں بھئی اور ویسے بھی اتنے پیسے ساتھ لے کر کون گھومتا ہے" منزل نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔

"اچھا ٹھیک ہیں۔۔۔ میں اندر سے چیک بک لے کر آ جاؤں۔۔۔ آپکی مطلوبہ رقم مل جائے گی" عالیان نے اپنے کمرے میں جانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں" سب نے ایک ساتھ شور کیا۔ منزل اور عالیان نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا۔  
 "کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ہماری معصوم سی بیویاں ڈر جائیں گی۔۔۔ آپکی خوفناک آواز سن کر" منزل نے انکے چیخنے پر کہا تو سب نے اوہ کیا۔

"چلو بھئی بچوں بہت ہو اب جو کرنا ہو کل کرنا" معین ڈاحب کی آواز گونجی تو جہاں عالیان اور منزل نے اپنی مسکراہٹ دبائی وہ ان سب نے منہ بسورا۔

"عالیہ باجی انکے گفٹس" عالیان اور منزل نے پہلے سے ہی سب کے لئے گفٹ لے کر رکھے تھے۔

"ارے ہاں وہ لاؤنج میں سب کے گفٹ ہیں۔۔۔ میرے دونوں بچے ماشاء اللہ سے

بہت سمجھدار ہیں "عالیہ نے دونوں کی بلائیں لیتے ہوئے کہا۔

چلو اب رستہ چھوڑو اور بچوں کو جانے دو "رضیہ نے بھی کہا جس پر وہ سب سائیڈ پر ہو گئے اور وہ دونوں جلدی سے اپنے کمرے میں گئے مبادہ کوئی پھر اسے روک نہ لیں۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

رائمہ کے جانے کے بعد عائشہ نے ارد گرد دیکھا۔ کمرہ واقعی بہت خوبصورت تھا اور اسے انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا پورا کمرہ گلاب کی مسحور کن خوشبو سے مہک رہا تھا۔ کمرے میں جلتی اسپوٹ لائٹ ماحول کو فسوں خیز بنا رہی تھی۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ اسکی دھڑکنیں عجیب شور مچا رہی تھی جبکہ اس ٹھنڈک میں بھی اسے اپنی ہتھیلیاں بھیگتی محسوس ہو رہی تھی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

نوشین نے مسکراتے ہوئے کمرے کا جائزہ لیا۔ پورے کمرے کو دئے اور گلاب کی پتیوں سے سجایا گیا تھا۔ کمرے میں جلتی ہلکی اسپوٹ لائٹ اور جلتا ہوا دیما حول کو سحر انگیز بنا رہا تھا۔ نوشی منزل کے نام اپنی زندگی مختص کر کے بہت خوش تھی۔ آنے

والے پلوں کو سوچ کر اسکے چہرے پر حیا کی لالی بکھڑی۔ باہر سے شور کی آواز آرہی تھی اور اس خاموش کمرے میں اسکی دھڑکنوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ پلکیں جھکائے منزل کا انتظار کر رہی تھی کہ اسے کمرہ کھولنے اور لاک کی آواز سنائی دی۔ وہ مزید خود میں سمٹ کر بیٹھ گئی۔

©R©R©R©R©R

عائشہ اپنی سوچ میں تھی کہ اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔ گھونگھٹ میں سے اسے اسکی پشت دکھائی دی جو دروازے کا لاک کھول رہا تھا۔ اسکی کمرے میں موجودگی محسوس کر کے عائشہ کے چہرے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے۔ کچھ مہینے پہلے جس شخص کو جانتی نہیں تھی آج وہ اسکا محرم اسکا شوہر تھا اور کہیں نہ کہیں اسکی محبت بھی۔۔۔ یہی سوچ اسکی دھڑکنوں میں ارتکا ز پیدا کر رہی تھی۔

عالیان نے اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے۔ اس سحر انگیز ماحول میں وہ گھونگھٹ میں اسکے نام کی سیج سجائے بیٹھی تھی۔ یہی خیال اسے خوشگن کر رہا تھا۔ وہ سلام کرتے ہوئے اس سے تھوڑا نزدیک ہو کے بیٹھا۔ بہت ہی دھیمی آواز میں سلام کا جواب دیا گیا۔



"May I" عالیان نے گھونگھٹ ہٹانے کی اجازت طلب کی تو عائشہ نے ہلکے سے سر کو جنبش دی۔ گھونگھٹ ہٹاتے ہی وہ مبہوت ہوتا سے دیکھا گیا۔ آج تک کوئی چہرہ اسے اتنا دلکش نہیں لگایا شاید آج سے پہلے اس نے کسی کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ یہ نکاح کی کشش تھی کہ وہ بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھے گیا۔



جب میرے یار سے گرا پردہ نقاب اچانک

پھول بھی کہنے لگے، کاش ہم بھی انسان ہوتے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عالیان نے اسکے حسین سراپے کو دیکھتے ہوئے شعر پڑھا۔ اسکی نظروں کی تپش محسوس کر کے عائشہ کو اپنے اندر سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

مزل اپنی سمٹی گھبرائی دلہن کے قریب جا کر بیٹھا اور سلام کیا جس کا بہت عاجزی سے جواب دیا گیا۔ مزل نے اسکا گھونگھٹ اٹھایا تو وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا۔ وہ تو اسکی سادگی

کا دیوانہ تھا لیکن آج اسکا سجا سنورا روپ اس پر بجلیاں گرا رہا تھا۔ اسکے حسین روپ نے منزل کو چاروں خانے چت کر دیا تھا۔

"تم تو سادگی میں ہی میرے دھڑکنوں کو منتشر کر دیتی تھی اور آج تمہاری سجا سنورا روپ تو مجھے گھائل ہی کر دے گا۔" منزل نے اسکا حنائی نازک ہاتھ تھامتے ہوئے کہا اور پھر سائیڈ در سے ایک باکس نکال کر اس میں سے انگھوٹی کے ساتھ جڑی بریسلٹ نکال کر اسے پہنائی۔

"کیسی ہے" منزل نے پوچھا جو شرماتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ نوشی نے خوبصورت سے اینٹیک گولڈ کے بریسلٹ کو دیکھا جس پر ریڈ اسٹون لگے ہوئے تھے اور ساتھ ہی ایک لڑی تھی جڑی تھی جس میں نازک سی انگھوٹی اٹیچ تھی۔

"بہت اچھی ہے" نوشی نے اسکی پسند کو سراہا۔

"لیکن تم سے کم" منزل نے اسکے خوبصورت سراپے کو اپنے دل میں اتارتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اپنے رب کی ذات کے بے حد مشکور تھے جس نے ان دونوں کو پاکیزہ اور اپنے پسندیدہ رشتے میں باندھا تھا۔ سچی محبت کی گواہی بھی یہی کہ جسے چاہا جائے اسے اپنے نکاح میں لیا جائے ورنہ آجکل ٹائم پاس کر کے اور لمبے لمبے کال پکچسز نے محبت کو

پامال کر دیا ہے۔

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں تمہارے ساتھ میری زندگی بہت پُر سوز اور پُر کیف ہے۔۔۔ آج سے ہمارا ہر سگھ اور ہر ڈکھ سا نچھا ہے۔۔۔ زندگی کے اس اتار چڑھاؤ میں میری اولین ترجیح تمہاری خوشی ہوگی۔۔۔ میں اپنے فرائض پورے کرنے کی پوری کوشش کروں گا لیکن کبھی مجھ سے انجانے میں تمہاری حق تلفی ہو جائے تو مجھے معاف کر دینا" منزل نے اسکے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔ نوشی نے اپنا دوسرا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا۔

"ایک دو بے سنگ ہم مکمل ہیں۔۔۔ غلطیاں سب سے ہوتی ہیں۔۔۔ مجھ سے بھی ہونگی تو آپ بھی میری کوتاہیوں کو درگزر کر دینا۔۔۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کبھی بھی کسی بھی مشکل کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے بلکہ اپنے رشتے کو اعتبار کی ڈور سے مضبوط کرتے ہوئے عقلمندی سے سلجھائیں گے" نوشی نے نرم دھیمے لہجے میں کہا۔ منزل کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ آئی۔

"میری محبت میرے جذبات صرف تم سے ہے

دیکھو میری کائنات صرف تم سے ہے

اوروں سے پوچھنے کا حق نہیں رکھتا

میرے سوالات میرے جوابات صرف تم سے ہیں

تم کا معلوم ہی نہیں میری تنہائی کا دکھ

میری سوچیں میرے خیالات صرف تم سے ہیں

گر کبھی بکھر جاؤں تو سمیٹ لینا مجھ کو

ہے مکمل جو میری ذات صرف تم سے ہے"

©©©©©©©©

عائشہ نے اپنے جذبات کو قابو رکھتے ہوئے اپنی نظریں اٹھائی۔ وہ واقعی چاہے جانا کے

لائق تھا۔ خوبصورت پرکشش چہرہ مسکراتی آنکھیں اسے جازب نظر بناتا تھا۔ وہ شخص

مقابل کو اپنا اثیر کرنے کا ہنر جانتا تھا۔

ہے آنکھوں میں کمال اس کے  
 جب کلام کرتی ہیں تو دل دھڑکتے ہیں  
 (پروین شاکر)

عالیان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا وہ اپنی پلکیں جھکا گئی۔

یہ لڑکی چند ہی دن میں اسکے دل کا سکون اور راحت بن گئی تھی۔ شرم سے جھکی پلکیں  
 اور چہرے پر بکھرے حیا کے رنگ اسکے دل کی دنیا کا تہہ و بالا ہلا کے رکھ دیا تھا۔

"بن دیکھے بن جانے مجھے آپ سے محبت ہو گئی تھی۔ بن کہے اور بن سنے میرے اندر  
 بس آپکا بسیرا تھا لیکن آج آپکو دیکھنے کے بعد تو والد مجھے آپ سے عشق ہو جائے گا۔

اپنی امی کے بعد مجھے کبھی جینے کی چاہ نہیں ہوئی لیکن اب میں جینا چاہتا ہوں۔ آپکے

ساتھ اپنی زندگی کو حسین بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ ہر پل ہر لمحے کو محسوس کرنا چاہتا

ہوں۔۔۔ ہر گھڑی کو یادگار بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ کیا آپ زندگی کے اس سفر کو خوبصورت

بنانے میں میرا ساتھ دیں گی" عالیان نے اپنی ہتھیلی آگے کر کے گویا اس سے عہد وفا

لینا چاہا۔ عائشہ کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ بکھری اگلے ہی لمحے اسنے اپنا نازک ملائم  
حنائی ہاتھ عالیان کے ہاتھ میں دے دیا۔

"جب سے آپ کا نام میرے نام سے جُرا ہے مجھے اپنے نام سے محبت ہو گئی  
ہے۔۔۔۔ زندگی کے ہر موڑ پر آپ مجھے اپنے ہمقدم پائیں گے۔۔۔ میری  
سوچ میری زندگی کا ہر لمحہ، ہر پل صرف آپ کے لئے مختص ہے۔۔۔ آپ میری  
زندگی کا محور ہیں۔۔۔۔ زندگی کا یہ سفر آپ کے بغیر بے معنی ہے" عائشہ کے دھیمی  
آواز میں کہے گئے الفاظ اسے اندر تک سرشار کر گئے۔ اسکے چہرے پر زندگی سے بھرپور  
مسکراہٹ تھی۔۔۔ وہ بہت خوش تھا ایک لمبی تھکن سے بھرپور مسافت طے کرنے  
کے بعد اپنی منزل پر پہنچ کر جو مسرت محسوس ہوتی ہے اس وقت اسے بھی وہی خوشی  
محسوس ہو رہی تھی۔

"You r really a precious gift given to me by

Allah....I'm blessed my love"

عالیان نے اسکی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

خوبصورت چاندنی رات دو اجنبی دلوں کے ملن کی گواہ تھی۔ آسمان پر چمکتا چاند بھی آج کسی کے منزل مقصود پانے کی خوشی میں اور کسی کے ملن کی خوشی میں پوری آب و تاب سے روشن تھا۔

©©©©©©©©©©

اگلی صبح تبسم ہاؤس کے لئے خوشیوں اور امیدوں کا سورج لے کر طلوع ہوئی تھی۔ اللہ نے جہاں ہر اندھیری رات کے بعد اُجالا پیدا کیا ہے اسی طرح زندگی میں ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی رکھی ہے۔ بس اُسکی مصلحت کا انتظار کرنا ہوتا۔ تاخیر میں بھی خیر کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ ضرورت ہوتی ہے تو مضبوطی سے اُسکی ہدایت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی عمل پیروی پر ڈٹے رہنے کی۔۔۔ بے شک وہ ذات غفور و رحیم ہے۔۔۔ صبر کرنے والوں کو بہترین اجر سے نوازتا ہے۔

"خان بابا سب تیاری ہو گئی ہے" عالیہ نے کچن میں آکر مختلف لوازمات کو دیکھ کت استفسار کیا۔

"جی بیٹا بس میں ٹیبل پر لے کر آ رہا ہوں" انہوں نے ہاتھ دھوتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں بابا آپ صبح سے لگے ہیں اب آپ ناشتہ کر کے کچھ دیر آرام کریں۔۔۔ یہ سب امجد کے ساتھ لڑکیاں دیکھ لیں گی۔" عالیہ نے انکی فکر کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ صبح سے کچن میں مصروف تھے۔

"ارے بیٹیا ہمیں تو بہت خوشی ہو رہی ہے یہ سب کر کے۔۔۔ بچوں کو اتنا خوش میں نے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔ بڑے عرصے بعد یہ گھر مجھے گھر لگا ہے۔۔۔ ورنہ تو تیمور بابا کے علاوہ یہاں ہر کوئی سنجیدہ ہی رہتا تھا" خان بابا نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔۔۔ بچوں نے بہت دکھ سہے ہیں اور عالی وہ تو اپنے بچپن سے ہی بڑے بزرگوں والے کام انجام دے رہا تھا۔۔۔ اللسان بچوں کو ہمیشہ خوش رکھے" عالیہ نے بھی انکے گزرے دن یاد کرتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری۔

"آمین۔۔۔ اللسان بچوں کو ہر بُری نظر سے بچائے۔۔۔ آپ بس سب کو آواز دیں ورنہ ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا" خان بابا نے چنے ایک کٹورے میں نکالتے ہوئے کہا تو عالیہ انہیں کبالتی کام سے مسج کرتے ہوئے باہر چلی گئی۔

©©©©©©©©



اوہو ! آج تو بڑی اچھی خوشبو آرہی ہے " تیمور نے ڈائینگ روم میں داخل ہوتے ہی مختلف پکوان کی دلفریب خوشبو کو سونگھتے ہوئے کہا۔

"واؤ اتنی ساری ڈشز" اشعر نے بھی ٹیبل پر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی بیٹا آج آپکی دودو ممانی کا ہمارے گھر میں پہلا دن ہے کچھ اسپیشل تو بنتا ہے نہ" عالیہ نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا اور ساتھ دونوں جوڑیوں کو سراہا۔ وہ دونوں کپل ایک دوسرے کے سنگ مکمل لگ رہے تھے۔ البتہ عائشہ ابھی بھی نقاب میں تھی۔

"بیٹا اگر آپ کمفر ٹیبل نہیں تو روم میں جا کر کھا سکتی ہیں" رضیہ نے اس کا خیال کرتے ہوئے کہا کیونکہ سب کے سامنے نقاب میں کھانے میں مشکل پیش آتی۔

"نہیں آنٹی بہت شکریہ۔۔۔ میں مینینج کر لوں گی" عائشہ نے وہی اپنی شفاف دھیمی آواز میں کہا اور واقعی اسے نقاب میں بہت نفاست کے ساتھ کھا لیا۔ حجاب کرنا مشکل نہیں بس ہم نے اسے مشکل بنا دیا ہے۔ عالیان اور باقی سب اسکے اتنی آسانی سے سب مینینج کرنے پر کافی ایمپریس ہوئے۔

©©©©©©©©©©

"عالیہ باجی کہ رہی تھی کہ آپ امی بابا کے ہاں جا رہی ہیں" عالیان نے کمرے میں آتے ہوئے عائشہ کو کہا۔

"جی۔۔ بس تھوڑی دیر میں نکلنا ہے" عائشہ نے اپنے بال بناتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھا اور کہا۔

"لیکن کیوں۔۔ آپ باہر جا کر کہہ دیں کہ آپ کہیں نہیں جا رہیں" عالیان تو اب اسے ایک پل کے لئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

"لیکن میں کیسے منع کروں یہ رسم ہے" عائشہ پریشان ہوئی اور اسکی طرف رخ کیا۔ عائشہ کے رخ مورتے ہی اسکے لمبے کالے ریشمی بال اسکی پشت پر بکھر گئے۔ عالیان کا سارا دھیان اسکی زلفوں میں الجھ کے رہ گیا۔

"کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دوائے حسن والو" عالیان نے اسکے نزدیک ہوتے ہوئے کہا۔ عائشہ نے شرماتے ہوئے اپنا رخ دوبارہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف کیا اور تیار ہونے لگی۔ یہ الگ بات تھی اسکی پُر شوق نظریں کے سبب اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

اس نے دیکھا ہی نہیں ورنہ یہ آنکھ

دل کا احوال کہا کرتی ہے

(پروین شاکر)

عالیان نے اسکے نظریں چرانے پر کہا اور اسے اپنے حصار میں لیا۔

"ٹھیک ہے لیکن میں شام کو آپکو لینے آؤں گا پھر ہم لانگ ڈرائیو پر چلیں گے" عالیان

نے اسکا عکس آئینے سے دیکھتے ہوئے کہا جس پر عائشہ نے فوراً اثبات میں گردن ہلائی

مبادہ وہ دوبارہ اپنی ضد پر ہی نہ آجائے۔

©©©©©©©©©©

آئینے کی نظر لگ نہ جائے کہیں

جانے جاں اپنا صدقہ اتارا کرو "مزمل نے کمرے میں آتے نوشی کو آئینے کے سامنے

کھڑے دیکھا تو خوبصورت انداز میں شعر پڑھا۔ شرمیلی سی مسکراہٹ نوشی کے لبوں پر

بکھری جو اسے دلکش بنا رہی تھی۔ گلابی رنگ کی کرتی اور چہرے پر بکھڑا حیا کا گلال اسے

حسین بنا رہے تھے۔

"آہ ! ظالم حسینہ ہم کو غائل کر کے خود مائیے کا رخ کر رہی ہیں" منزل نے منہ بسورتے ہوئے کہا جس پر نوشی کھلکھلا کر ہنسی اور اسے محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگی۔

یوں نہ دیکھو خدا کے لئے۔۔۔۔۔ بڑھ گئی محبت تو مصیبت ہوگی "منزل نے اسکے دیکھنے پر چوٹ کی تو وہ فوراً جھینپ گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"ہاہاہا۔۔۔ میری بھولی بیوی" منزل نے اسکے انداز پر قہقہہ لگایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

©©©©©©©©

دل کے لٹ جانے کا اظہار ضروری تو نہیں

یہ تماشا سر بازار ضروری تو نہیں

مجھے تھا عشق تیری روح سے اور اب بھی ہے جسم سے ہو کوئی سروکار یہ ضروری تو

نہیں

میں تجھے ٹوٹ کر چاہوں تو میری فطرت ہے

تو بھی ہو میرا طلبگار یہ ضروری تو نہیں

اے ستم گر ذرا جھانک میری آنکھوں میں

زباں سے ہو پیار کا اظہار ضروری تو نہیں



فیضان نے سب کے درمیان بیٹھی ہنسی مزاق کرتی ہوئی امل کو دیکھا۔ اس معاملے اسکا دل بہت ہی دغا باز ثابت ہوا تھا۔ لاکھ کوشش کے باوجود یہ بس اسے ہی دیکھنے کی چاہ کرتا تھا۔ امل کے اس طرف دیکھتے ہی وہ اپنا رخ پھیر گیا اور اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے ڈرائینگ روم کی طرف چلا گیا جہاں سب لڑکے اور مرد حضرات بیٹھے تھے۔ عالیان اپنے کمرے سے نکلتے وقت اسکا امل کو دیکھنا اور پھر نظریں چرانا دیکھ چکا تھا۔ بچپن سے پالا تھا اسے تو بھلا وہ اسکی آنکھوں میں پینتی محبت کے دیئے کو کیسے نہ پہچانتا۔ کچھ سوچ کر

وہ مسکرایا اور ڈرائینگ روم کی طرف چل دیا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

ولیمے کا فنکشن بھی بہت ہی سادگی سے سنت اور شریعت کے مطابق کیا گیا۔

\*\* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ولیمے کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے

جس میں صرف مالداروں کو دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ بلا یا جائے اور جس نے

ولیمے کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی نافرمانی کی \*\* (صحیح البخاری : 5177)

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عائشہ اور نوشی نے ایک ہی جیسی گرے رنگ کی میکسی زیب تن کی تھی اور دونوں ہی

بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ عالیان اور منزل نے وائٹ شرٹ اور گرے کوٹ

اور گرے پینٹ پہنیا تھا اور دونوں ہی اپنی اعلیٰ پر سنلٹی کے باعث وجاہت کا شاہکار

لگ رہے تھے۔ بہت ہی سادگی اعر خوش اسلوبی سے ولیمے کی دعوت کا اختتام ہوا۔

ولیمے کے کچھ دنوں بعد ہی عالیہ اپنے بیٹے کے ساتھ دبئی روانہ ہو گئی۔ جاتے ہوئے وہ

انہیں ڈھیر ساری دعاؤں سے نواز کر گئی تھی۔ ان چاروں نے بھی عالیہ اور اسکے بیٹے کو تحائف پیش کئے۔ اس بار انکے چہرے پر خوشیوں کے رنگ دیکھ کر وہ اللہ کی بہت مشکور تھی۔ یہ چاروں اسے بہت عزیز ہوتے اور ہوتے بھی کیسے نہیں اسکی سب سے اچھی دوست تبسم کے لختِ جگر تھے۔

عالیہ کے جانے کے بعد ہی منزل کے اسرار پر عائشہ اور عالیان ہنی مومن کے لئے مالدیف گئے تھے۔ اور انکے آنے کے بعد منزل اور نوشی نے بھی اسی جگہ کا انتخاب کیا۔ فیضان اور تیمور کی لاکھ کوشش کے باوجود وہ انہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں گئے بلکہ دونوں ہی باری باری گئے۔

©R©R©R©R©R©R©R

انکی شادی کو چار مہینے گزر گئے تھے۔ زندگی پُر کیف اور پُر سکون گزر رہی تھی۔ اس دوران نوشی کی طرف سے ملنے والی خوشخبری نے انکی خوشیوں کو دو بالا کر دیا تھا۔ عائشہ اور نوشی کی تو بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی اور اس خبر کے بعد عائشہ اسکا بہت خیال رکھتی تھی۔ وہ چاروں اپنی ریسٹورینٹ کے نیواپننگ میں مصروف تھے۔

"کیا بات ہے بیٹا چہرہ بہت بُجھا بُجھا سا لگ رہا ہے؟" عائشہ آج اپنے والدین کے گھر آئی ہوئی تھی۔ فاطمہ بیگم نے جب اس کا زرد چہرہ دیکھا تو متفکر ہوئی۔

"بس امی دو دن سے طبیعت کچھ عجیب ہو رہی ہے۔۔۔ کھانے کا بھی اچھا نہیں لگ رہا" عائشہ نے اپنی پیشانی دباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کو دکھایا؟"

"نہیں یہ بھی کہہ رہے تھے لیکن میں نے ہی منع کر دیا۔۔۔ شاید کوئی بد ہضمی ہو گئی ہے" عائشہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"چلو اٹھو کوئی بہانہ نہیں۔۔۔ ہم ابھی ہی اسپتال جا رہے ہیں" فاطمہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"امی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ حور یہ بھی آتی ہوگی"

"اسکے آنے سے پہلے ہم آجائیں گے ورنہ میں پڑوس میں چابی دے دیتی ہوں۔۔۔ جلدی سے باہر آؤ" فاطمہ بیگم کہتے ہوئے باہر نکل گئی۔ ناچار اسے بھی کھڑا ہونا پڑا۔



©©©©©©©©

"ڈاکٹر سب خیریت ہے" فاطمہ بیگم نے ڈاکٹر سے چیک اپ کرنے کے بعد پوچھا۔

"ٹینشن والی بات نہیں بلکہ خوشی کی بات ہے۔۔۔ کونگریٹس مسز عالیان یو آر پریگنٹ" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کچھ ملٹی وٹامنس لکھ کر دی تو وہ دونوں باہر آئی۔

"اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں یہ دن دکھایا۔۔۔ بہت مبارک ہو میری بچی اللہ آپکو ڈھیر ساری خوشیاں نصیب فرمائے۔" فاطمہ بیگم نے اسکی پیشانی چومی اور پاس پڑے صدقہ باکس میں صدقہ ڈالا۔

"ان کی کال ہے" عائشہ نے اپنے موبائیل پر آتی عالیان کی کال دیکھ کر شرمیلی مسکراہٹ سے کہا۔ وہ بہت کم ہی عالیان کو اسکے نام سے پکارتی تھی اور جب پکارتی عالیان تو اسکے وارے نیارے ہو جاتا۔

"آپ جواب دے دو میں ڈرائیور کو دیکھتی ہوں" فاطمہ بیگم اسے بات کرنے کا کہہ کر خود پارکنگ کی طرف چلی گئی۔

©(R)©(R)©(R)©(R)©(R)©(R)

"السلامُ علیکم" اسنے کال پک کرتے ہی نرم لہجے میں کہا

"وعلیکم السلام" عالیان نے پیار بھرے انداز لیکن نزلے کی وجہ سے بھاڑی ہوتی آواز میں کہا۔

"آپکی طبیعت کیسی ہے اب اور زیادہ کام کا بوجھ تو نہیں لے رہے" عائشہ نے فکر مندی سے کہا کیونکہ صبح سے ہی عالیان کے سر میں درد اور فلو تھا۔

"میری جان کیوں اتنی فکر کرتی ہوں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اور کام کا تو پوچھو ہی مت۔۔۔ تمہارے تینوں دیور مجال ہے جو مجھے کچھ کرنے دیں" عالیان نے اسکی فکر پر نہال ہوتے کہا۔

"ہمم۔۔۔ یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ آپ گھر کب تک آئیں گے"

"کہو تو ابھی آجاؤں۔۔۔ ویسے بھی بابا بے حد اسرار کر رہے تھے کہ ڈنرانکے ساتھ کروں" عالیان نے اسے بتایا۔

"جی جیسا آپ مناسب سمجھے۔۔۔ وہ مجھے کچھ بتانا تھا" عائشہ نے ہمت جمع کی۔

"ہمم۔۔۔ کہو" عالیان نے پین کو اپنی انگلیوں میں گھماتے ہوئے کہا

"وہ میں ابھی اسپتال آئی ہوئی ہوں" اسکے کہنے کی دیر تھی کہ عالیان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"کیوں؟ آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟ دو دن سے میں آپکو کہ رہا ہوں کہ مجھے آپ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی" عالیان نے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن۔۔۔"

"کیا لیکن اور حد ہے اتنی دیر میں آپ مجھے اب بتا رہی ہیں۔۔۔ کون سے اسپتال میں ہیں میں ابھی آ رہا ہوں" عالیان نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"عالیان۔۔۔ میری بات تو سنیں" اسکے نام پکارنے پر اسکے پیر تھمے۔

"میں آ رہا ہوں" وہ دوبارہ گویا ہوا

"آئی ایم پریگنٹ۔۔۔ اور میں امی کے ساتھ ہوں ابھی گھر جا رہی ہوں۔۔۔ اللہ حافظ" عائشہ نے اسکی بات کو درمیان میں کاٹتے ہوئے کہا اور ایک ہی سانس میں سب بول کر لائن کٹ کر کے باہر نکل آئی۔ وہ جانتی تھی اسکے پہنچنے سے پہلے وہ گھر موجود

ہوگا۔

©©©©©©©©

واٹ؟ ہیلو ہیلو؟" عالیان کو تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ حواسنے سنا وہ سچ تھا اور جب تک اسے اپنی سماعت پر یقین ہو اور فون کٹ چکا تھا۔

"پاگل" عالیان نے چہکتے ہوئے کال ملائی لیکن فون کٹ کر دیا گیا۔

"آریوسیریس" اسنے جھنجھلاتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔

"یس۔۔۔ آپ بابا بننے والے ہیں" اگلے ہی سیکنڈ میسج ریسیو ہوا۔

"یس۔۔۔ اوہ ! اللہ بے شک تو بے نیاز بادشاہ بہت شکر یہ اپنی اس نعمت کے

لئے" عالیان نے باہر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

"بھائی کیا بات ہے۔۔۔ بہت خوش نظر آرہے ہیں" تیمور نے اسکے چہرے پر پھیلی

الوہی چمک دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"ہاں خوشی کی بات تو ہے۔۔۔ تم چاچو بننے والے ہو" عالیان نے چہکتے ہوئے بتایا۔

"ہاں وہ تو مجھے۔۔۔ ہیں کیا؟ مینس آپ بابا بنے والے ہیں" تیمور پہلے تو اپنی دُھن میں بول رہا تھا لیکن بات سمجھ آتے ہی اسکے گلے لگا۔ فیضان اور منزل جو اسی طرف آرہے تھے یہ خبر سنتے ہی وہ بھی اسکے گلے لگے۔ آس پاس سے گزرنے والا اسٹاف انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

©©©©©©©©

عائشہ نے جو سوچا تھا کہ وہ اس سے پہلے گھر موجود ہو گا ویسا ہی ہوا۔ انکے پہنچنے سے پہلے ہی وہ گھر کے باہر گاڑی کے بونٹ پر کھڑا انکا انتظار کرتا ہوا پایا گیا۔

"جاؤ بیٹا فریش ہو جاؤ۔۔۔ میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں" فاطمہ بیگم نے اسے کہا۔ عائشہ تو پہلے ہی شرمناکرا اپنے کمرے میں چلی گئی تھی انکے کہنے پر وہ بھی اسکے کمرے میں گیا۔

"تھینک یو سوچ مائی لیڈی" عالیان نے کمرے میں آتے ہی بیڈ پر اسکے پاس بیٹھا اور اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا جس پر وہ مسکرائی۔

اولاد کی خوشی جہاں ایک باپ کے لئے معنی رکھتی ہے وہیں ایک ماں کے لئے تو بے حد

مسرور کن ہوتی ہے کیونکہ ماں بنے کا احساس بہت ہی خوبصورت ہوتا ہے۔ جنت اسکے قدموں میں رکھ دی جاتی ہے۔ یہ نعمت بھی اللہ کے خوشنصیب بندوں کو عطا کی جاتی ہے ورنہ کتنے لوگ ہیں جو اس نعمت سے محروم ہیں"

©R©©©R©R©R©R©R

۹ مہینے بعد \_ :

عالیان چہکتے ہوئے کبھی آریان کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو چھو رہا تھا تو کبھی مائشہ کے گال چھو کے اسے پیار کر رہا تھا۔ عائشہ پاس بیٹھی محبت سے اپنی چھوٹی سی دنیا دیکھ رہی تھی۔

چار دن پہلے ہی عائشہ نے دو جوڑواں کو بچوں کو جنم دیا تھا جس پر عالیان حد سے زیادہ خوش تھا جبکہ منزل کو اللہ نے ایک مہینے پہلے نعمت سے نوازا تھا جس کا نام اس نے کنول رکھا تھا کیونکہ وہ چھوٹی سی گڑیا کنول کے پھول جیسی ہی خوبصورت تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہیں" عالیان نے جب مسلسل اسے اپنی طرف دیکھتے دیکھا تو پُر شوق نظروں سے پوچھا جس پر اسے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"کہیں آپ یہ تو نہیں سوچ رہیں کہ مجھے میری بیٹی آپ سے زیادہ عزیز ہوگئی ہے" عالیان نے آنکھوں میں شرارت لئے کہا۔

"نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں آپ ہر رشتے کو اعتدال میں رکھنا جانتے ہیں" عائشہ نے وہی اپنے ازلی نرم لہجے میں کہا

"میں تو اپنی چھوٹی سی دنیا دیکھ رہی تھی۔۔ آپکے سنگ میری زندگی مکمل ہوگئی تھی لیکن اللہ کی عطا کردہ اس خوبصورت نعمت کے بعد مجھے اپنا آپ مکمل لگ رہا ہے۔۔ آپ جانتے ہیں ممتا کا احساس کتنا خوبصورت ہوتا ہے۔۔ یہ ننھی جان جب میری زندگی میں آئی تو مجھے احساس ہوا کہ یہ رشتہ کتنا پیارا ہوتا ہے" عائشہ دونوں ننھی جان کے گالوں کو اپنے لبوں سے چھوا جس پر وہ ہلکا سا کسمسائے۔

"اور آپ جانتی ہیں آپکے آنے کے بعد میری زندگی کتنی پُر لطف ہوگئی ہے اور ان دونوں کی آمد نے مجھے دنیا کا خوش نصیب انسان بنا دیا ہے۔

ایک کٹھن مسافت کے بعد مجھے یہ منزل نصیب ہوئی ہے جو میری روح تک کو تسکین پہنچائی ہے۔" عالیان نے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"آپ بہت اچھے ہیں" عائشہ نے نرم مدہم آواز میں کہا۔

وہی نرم لہجہ

جو اتنا ملائم ہے، جیسے

دھنک گیت بن کر سماعت کو چھونے لگی ہو

شفق نرم کومل سُروں میں کوئی پیار کی بات کہنے چلی ہو

کس قدر! \_\_\_ رنگ و آہنگ کا کس قدر خوبصورت سفر!

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Inter  
وہی نرم لہجہ

کبھی اپنے مخصوص انداز میں مجھ سے باتیں کرے گا

تو ایسا لگے

جیسے ریشم کے جھولے پہ کوئی مدھر گیت ہلکورے لینے لگا ہو!

وہی نرم لہجہ

کسی شوخ لمحے میں اُس کی ہنسی بن کے بکھرے



تو ایسا لگے

جیسے قوسِ قزح نے کہیں پاس ہی اپنی پازیب چھنکائی ہو،

ہنسی کی وہ رم جھم!

کہ جیسے بنفشی چمک دار بوندوں کے گھنگر و چھنکنے لگے ہوں!

کہ پھر

اس کی آواز کا لمس پا کے

ہواؤں کے ہاتھوں میں آن دیکھے کنگن کھنکنے لگے ہوں!

وہی نرم لہجہ!

مجھے چھیڑنے پر جب آئے تو ایسا لگے

جیسے ساون کی چنچل ہوا

سبز پتوں کے جھانجھن پہن

سُرخ پھولوں کی پائل بجاتی ہوئی



NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novel (A) (B) (C) (D) (E) (F) (G) (H) (I) (J) (K) (L) (M) (N) (O) (P) (Q) (R) (S) (T) (U) (V) (W) (X) (Y) (Z) (AA) (AB) (AC) (AD) (AE) (AF) (AG) (AH) (AI) (AJ) (AK) (AL) (AM) (AN) (AO) (AP) (AQ) (AR) (AS) (AT) (AU) (AV) (AW) (AX) (AY) (AZ) (BA) (BB) (BC) (BD) (BE) (BF) (BG) (BH) (BI) (BJ) (BK) (BL) (BM) (BN) (BO) (BP) (BQ) (BR) (BS) (BT) (BU) (BV) (BW) (BX) (BY) (BZ) (CA) (CB) (CC) (CD) (CE) (CF) (CG) (CH) (CI) (CJ) (CK) (CL) (CM) (CN) (CO) (CP) (CQ) (CR) (CS) (CT) (CU) (CV) (CW) (CX) (CY) (CZ) (DA) (DB) (DC) (DD) (DE) (DF) (DG) (DH) (DI) (DJ) (DK) (DL) (DM) (DN) (DO) (DP) (DQ) (DR) (DS) (DT) (DU) (DV) (DW) (DX) (DY) (DZ) (EA) (EB) (EC) (ED) (EE) (EF) (EG) (EH) (EI) (EJ) (EK) (EL) (EM) (EN) (EO) (EP) (EQ) (ER) (ES) (ET) (EU) (EV) (EW) (EX) (EY) (EZ) (FA) (FB) (FC) (FD) (FE) (FF) (FG) (FH) (FI) (FJ) (FK) (FL) (FM) (FN) (FO) (FP) (FQ) (FR) (FS) (FT) (FU) (FV) (FW) (FX) (FY) (FZ) (GA) (GB) (GC) (GD) (GE) (GF) (GG) (GH) (GI) (GJ) (GK) (GL) (GM) (GN) (GO) (GP) (GQ) (GR) (GS) (GT) (GU) (GV) (GW) (GX) (GY) (GZ) (HA) (HB) (HC) (HD) (HE) (HF) (HG) (HH) (HI) (HJ) (HK) (HL) (HM) (HN) (HO) (HP) (HQ) (HR) (HS) (HT) (HU) (HV) (HW) (HX) (HY) (HZ) (IA) (IB) (IC) (ID) (IE) (IF) (IG) (IH) (II) (IJ) (IK) (IL) (IM) (IN) (IO) (IP) (IQ) (IR) (IS) (IT) (IU) (IV) (IW) (IX) (IY) (IZ) (JA) (JB) (JC) (JD) (JE) (JF) (JG) (JH) (JI) (JJ) (JK) (JL) (JM) (JN) (JO) (JP) (JQ) (JR) (JS) (JT) (JU) (JV) (JW) (JX) (JY) (JZ) (KA) (KB) (KC) (KD) (KE) (KF) (KG) (KH) (KI) (KJ) (KK) (KL) (KM) (KN) (KO) (KP) (KQ) (KR) (KS) (KT) (KU) (KV) (KW) (KX) (KY) (KZ) (LA) (LB) (LC) (LD) (LE) (LF) (LG) (LH) (LI) (LJ) (LK) (LL) (LM) (LN) (LO) (LP) (LQ) (LR) (LS) (LT) (LU) (LV) (LW) (LX) (LY) (LZ) (MA) (MB) (MC) (MD) (ME) (MF) (MG) (MH) (MI) (MJ) (MK) (ML) (MM) (MN) (MO) (MP) (MQ) (MR) (MS) (MT) (MU) (MV) (MW) (MX) (MY) (MZ) (NA) (NB) (NC) (ND) (NE) (NF) (NG) (NH) (NI) (NJ) (NK) (NL) (NM) (NN) (NO) (NP) (NQ) (NR) (NS) (NT) (NU) (NV) (NW) (NX) (NY) (NZ) (OA) (OB) (OC) (OD) (OE) (OF) (OG) (OH) (OI) (OJ) (OK) (OL) (OM) (ON) (OO) (OP) (OQ) (OR) (OS) (OT) (OU) (OV) (OW) (OX) (OY) (OZ) (PA) (PB) (PC) (PD) (PE) (PF) (PG) (PH) (PI) (PJ) (PK) (PL) (PM) (PN) (PO) (PP) (PQ) (PR) (PS) (PT) (PU) (PV) (PW) (PX) (PY) (PZ) (QA) (QB) (QC) (QD) (QE) (QF) (QG) (QH) (QI) (QJ) (QK) (QL) (QM) (QN) (QO) (QP) (QQ) (QR) (QS) (QT) (QU) (QV) (QW) (QX) (QY) (QZ) (RA) (RB) (RC) (RD) (RE) (RF) (RG) (RH) (RI) (RJ) (RK) (RL) (RM) (RN) (RO) (RP) (RQ) (RR) (RS) (RT) (RU) (RV) (RW) (RX) (RY) (RZ) (SA) (SB) (SC) (SD) (SE) (SF) (SG) (SH) (SI) (SJ) (SK) (SL) (SM) (SN) (SO) (SP) (SQ) (SR) (SS) (ST) (SU) (SV) (SW) (SX) (SY) (SZ) (TA) (TB) (TC) (TD) (TE) (TF) (TG) (TH) (TI) (TJ) (TK) (TL) (TM) (TN) (TO) (TP) (TQ) (TR) (TS) (TT) (TU) (TV) (TW) (TX) (TY) (TZ) (UA) (UB) (UC) (UD) (UE) (UF) (UG) (UH) (UI) (UJ) (UK) (UL) (UM) (UN) (UO) (UP) (UQ) (UR) (US) (UT) (UU) (UV) (UW) (UX) (UY) (UZ) (VA) (VB) (VC) (VD) (VE) (VF) (VG) (VH) (VI) (VJ) (VK) (VL) (VM) (VN) (VO) (VP) (VQ) (VR) (VS) (VT) (VU) (VV) (VW) (VX) (VY) (VZ) (WA) (WB) (WC) (WD) (WE) (WF) (WG) (WH) (WI) (WJ) (WK) (WL) (WM) (WN) (WO) (WP) (WQ) (WR) (WS) (WT) (WU) (WV) (WW) (WX) (WY) (WZ) (XA) (XB) (XC) (XD) (XE) (XF) (XG) (XH) (XI) (XJ) (XK) (XL) (XM) (XN) (XO) (XP) (XQ) (XR) (XS) (XT) (XU) (XV) (XW) (XX) (XY) (XZ) (YA) (YB) (YC) (YD) (YE) (YF) (YG) (YH) (YI) (YJ) (YK) (YL) (YM) (YN) (YO) (YP) (YQ) (YR) (YS) (YT) (YU) (YV) (YW) (YX) (YZ) (ZA) (ZB) (ZC) (ZD) (ZE) (ZF) (ZG) (ZH) (ZI) (ZJ) (ZK) (ZL) (ZM) (ZN) (ZO) (ZP) (ZQ) (ZR) (ZS) (ZT) (ZU) (ZV) (ZW) (ZX) (ZY) (ZZ)

میرے رُخسار کو

گا ہے گا ہے شرارت سے چُھونے لگے

میں جو دیکھوں پلٹ کے، تو وہ

بھاگ جائے \_\_\_\_\_ مگر

دُور پیڑوں میں جُھپ کر ہنسے

اور پھر \_\_\_\_\_ ننھے بچوں کی مانند خوش ہو کے تالی بجانے لگے!

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
وہی نزم لہجہ!

کہ جس نے مرے زخمِ جاں پر ہمیشہ شگفتہ گلابوں کی شبِ بنم رکھی ہے

بہاروں کے پہلے پرندے کی مانند ہے

جو سدا آنے والے نئے سگھ کے موسم کا قاصد بنا ہے

اُسی نزم لہجے نے پھر مجھ کو آواز دی ہے

(پروین شاکر)

عالیان نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹتے ہوئے کہا۔ عالیان کو اسکا دھیماء، نرم اور شگفتہ لہجہ بہت بھاتا تھا۔ عائشہ اسکے دلکش انداز میں غزل پڑھنے پر اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R

"یار یہ کتنی کیوٹ ہے اور اسکی اسمائیل کتنی پیاری ہے" منزل نے کنول کو پیار کرتے ہوئے کہا جو اسکی گود میں آتے ہی مسکرا رہی تھی۔

"ماشاء اللہ۔۔۔ میری بیٹی۔۔۔ بلکل ماں پر گئی ہے پیاری سی" نوشین نے چاروں قل پڑھ کر اسکی نظر اتاری۔

"آہاں۔۔۔ پیاری تو ہے اپنی ماں کی طرح لیکن اسکی آنکھیں بلکل بابا پر گئی ہے۔۔۔ ہے نہ پرنس "منزل نے پُر شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جس نے پوری طرح سے اپنی ماں کے نقوش چرائے تھے اور اپنی باتیں سنتی کومل کو کہا جو اسکی بات پر ایسے مسکرائی گویا سب سمجھ رہی ہو۔

©R©R©R©R>©R©R

فیضان نے پوری یونیورسٹی میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی تھی اور اسی لئے آج اس نے  
ریسٹورینٹ میں ایک سرپرائز پارٹی تھرو کی تھی اور ساتھ اسکے نئے ریسٹورینٹ کی  
اوپننگ بھی تھا۔

"یار یہ اتنا اندھیرا کیوں ہے اور سب لوگ کہاں ہے" فیضان نے تیمور کے ساتھ آتے  
ہوئے کہا۔

"چلیں دیکھتے ہیں" تیمور انجان بنا۔ فیضان یہی سمجھا تھا کہ یہ اوپننگ پارٹی ہے۔  
"سرپرائز" اسکے اندر داخل ہوتے ہی چاروں طرف سے بتیاں روشن کر دی گئی اور  
سارا ہال جگمگا گیا۔ فیضان ہکا بکا سا کھڑا سب کو دیکھ رہا تھا جب عالیان اسکے گلے لگا۔

"Heartfelt congratulations to u...I'm so proud of  
u عالیان نے اسے گفٹ دیتے ہوئے کہا

"بھائی یہ سب آپکی وجہ سے ہے۔۔ آج میں جو ہوں جہاں ہوں ان سب جا کر ایڈٹ  
صرف آپکو جاتا ہے" فیضان کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

"Congratulations on ur well-deserved

"success مزمل نے بھی اسکے گلے لگتے ہوئے کہا اور اسے گفٹ باکس دیا۔

"تھینک یو سو مچ بھائی۔۔۔" it mean alot to me فیضان نے اسکا گفٹ  
تھامتے ہوئے کہا۔

"ہے برو اب میری باری۔۔۔ ساری خواری تو میری ہوئی ہے" تیمور اسکے گلے لگا

کیونکہ وہ اسے یہ ڈریس پہنے کے لئے بڑی مشکل سے راضی کر پایا تھا۔

فیضان نے پریل رنگ کا پرنس کوٹ اور پیٹ پنی تھی ساتھ براؤن بتانڈ دشوز اور  
ہاتھوں میں برانڈ گھڑی پہنی تھی۔ ان سب تیاری میں وہ کسی پرنس سے کم بھی نہیں  
لگ رہا تھا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سب سے ملنے کے بعد ہال کے سینٹر میں آیا جہاں ایم بورڈر کھا گیا تھا اور اس پر  
دوست اور احباب کی طرف سے مختلف میسجز اور وشرز لکھی گئی تھی لیکن ایک جگہ اسکی  
نظریں ٹک سی گئی تھی۔

\*congratulations!u have made us all  
proud.You deserve a big celebration..May ur

\*Amal...all prayers comes true... فیضان نے مسکراتے یوئے

اسکے پیغام کو چھو اور اپنے موبائیل میں اسکی تصویر قید کرنے کے بعد ادھر ادھر نظریں پھیڑ کر اس دشمنِ جان کو ڈھونڈا جو کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ کوئی سمجھتا یا نہیں وہ تینوں جان گئے تھے کہ اسکی نظریں کہاں لگی ہیں اور کسے ڈھونڈ رہی ہیں۔۔۔ تینوں کی نظروں نے تبادلہ کیا۔

"بھائی یہ میری طرف سے "زایان نے اسکے نزدیک آکر اسے بکے کے ساتھ گفٹ تھمایا۔

"تھینک یو سوچ چھوٹے شہزادے "فیضان نے ہمیشہ کی طرح اسے پیار سے کہا وہ مسکرا دیا۔ عالیان کی واپسی کے بعد سے وہ جب بھی ملتے فیضان اسے چھوٹا شہزادہ ہی کہتا تھا اور زایان کو یہ بہت اچھا بھی لگتا تھا۔ اسے ویسے بھی فیضان سے پہلے دن سے لگاؤ تھا اور اب تو دہر ارشتہ ہونے کو تھا۔ یہ سوچ آتے ہی وہ دل ہی دل میں چمکنے لگا جبکہ فیضان کی نظر ایک بار پھر پورے ہال کا طواف کر رہی تھیں۔

"لیڈیز اہنڈ جینٹل مین اٹینشن پلیز " تیمور نے گلاس میں چچ گھماتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

السلام علیکم اینڈ تھینک یو ٹو آل فور کمنگ " تیمور نے سرشاری سے کہا۔

آج کے اس پُر مسرت موقع پر آپ لوگ آئے اور ہماری خوشیوں میں شریک ہوئے ہم آپ کے نہایت مشکور ہیں " عالیان نے اپنے دل موہ لینے والے لہجے میں تیمور کی بات کو مینسوی کی۔

" اس ریسٹورینٹ کی اوپننگ پر ہم نے بہت سی نئی اسکیم انٹروڈیوس کی ہیں اور ساتھ بہت سے پیکیجز بھی متعارف کروائے گئے ہیں جسے آپ سب کو پہلے ہی آگاہی دے دی گئی ہے اور باقی آپ کو وقتاً فوقتاً معلوم ہوتی جائیں گی۔ ہمارے مینسوی کارڈ اور ہماری ریسٹورینٹ کی شائع کردہ کتاب سے بھی آپ کو کافی معلومات ملے گی۔۔۔ امید ہے آپ ہماری سروسز انجوائے کریں گے اور اسی طرح ہمیں سپورٹ کریں گے " عالیان اسی طرح نرم اور دلکش لہجے میں گفتگو کر رہا تھا۔ عائشہ محبت لٹاتی نظروں سے اس خوب رو شخص کو دیکھ رہی تھی جو صرف اسکا تھا۔ اس وقت وائٹ شرٹ بلیک پینٹ اور بلیک اور بلو امتزاج کے بلیزر میں بہت سی لڑکیوں کا منظور نظر بنا ہوا تھا۔

" یہ تو بات ہو گئی ہماری اوپننگ کی۔۔۔ اب آتے ہیں دوسرے مدعے کی طرف " عالیان نے کہا اور مسکراتی نظروں سے فیضان کو دیکھا۔

"آج ہمارے بھائی فیضان نے پوزیشن لے کر ہمارا سر فخر بلند کیا ہے تو اس پارٹی کا ایک مقصد اسکی خوشی سلیبیریٹ کرنا بھی ہے جس میں بہت سے سرپرائیز بھی ہیں" منزل نے اب گفتگو میں حصہ ڈالا۔

"میرے بھائی ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے" تیمور نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو سب ہنسنے لگے۔

"مطلب؟" فیضان نے آئبر واچکائے۔

"مطلب۔۔۔ رات باقی باقی باقی" تیمور نے پھر پہلی کی طرح بات کی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یار عالی بھائی" وہ جھنجھلایا

"سو آج اس خوشی کے موقع پر ہم اپنے بھائی کی انگیجمنٹ اناؤنس کرتے ہیں" عالیان

نے اسکے کبھیوز چہرے کو دیکھا جو اب منہ کھولے کھڑا تھا۔ فیضان کو اپنے ارد گرد سناٹا

ہوتا محسوس ہوا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ہر طرف سناٹا چھا گیا ہو۔ اسکا پورا جسم سائیں

سائیں کر رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ انکار کیسے کرے۔

"نہیں میں انکار نہیں کر سکتا لیکن میں اپنی محبت سے دستبردار بھی نہیں ہو سکتا" اسکے



دل سے آواز آئی۔

"لیڈیز اینڈ جینٹل مین پلیز ویلکم اور نیوٹوبی بھا بھی" تیمور کے کہنے پر ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ فیضان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظریں اٹھا کر دیکھے۔ تالیوں اور شور کی آواز سے کانوں میں چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ اب شور اسے بے معنی لگ رہا تھا۔

تالیوں اور شور کی آواز سے دلہن کا استقبال کیا گیا جو دھیمے دھیمے قدم اٹھاتے ہوئے اقراء، عائشہ اور نوشی کے سنگ آ رہی تھی۔ اسکے پیچھے ہی رائمہ اور نائمہ بھی اپنے بچوں کا ہاتھ تھامے چل رہی تھی۔ جبکہ آریان اور مائشہ اپنی نانی کے پاس تھے اور کنول کو اسکی نانی نے سنبھالا ہوا تھا۔

"اٹل کہاں ہو۔۔۔ تم ہی میری پہلی محبت ہو اور شاید آخری بھی۔۔۔ میں کیسے اس زندگی میں کسی اور کو شامل کر سکتا ہوں جب میں، میری چاہت اور میری زندگی سب تم سے وابستہ ہیں" فیضان آنکھیں بند کرتے ہوئے دل میں اُس دشمنِ جان سے مخاطب ہوا۔ وہ اس قدر بدحواس تھا کہ اسکے ساتھ کھڑے وجود کو دیکھ بھی نہیں پایا۔

"فیضان انگھوٹی پہناؤ" عالیان نے اسے باکس میں سے انگھوٹی نکالنے کا کہتے ہوئے

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ اپنے حواس میں لوٹا۔۔۔ باقی سب اپنی ہنسی ضبط کئے اسکے تاثرات سے لطف لے رہے تھے۔

انگھوٹی نکال کر اسنے رُخ موڑا لیکن جو چہرہ اسے دیکھنے میں آیا وہ ناقابل یقین تھا۔

"یہ تقاضا عشق تھا یا میری آنکھوں کی مستی

کھولوں تو دیدار تمہارا بند کروں تصور تمہارا"

فیضان نے اپنی آنکھیں میچتے ہوئے سوچا لیکن دوبارہ بھی یہی چہرہ نظر آیا۔ تیمور نے

اسے چٹکی کاٹی۔ فیضان کی سسکی نکلی

"اب یقین ہو اور انجھا صاحب "مزل نے کہا تو سب کا قہقہہ گونجا۔

"بھائی" فیضان نے عالیان کی طرف دیکھا۔

"بھائی کے بچے تم کیا سمجھے بھائی تمہاری دل کے حالت سے بے خبر ہے۔۔ اتنے سے

تھے جب سے پالا ہے تم تینوں کی آنکھیں پڑھ سکتا ہے تمہارا یہ بھائی۔۔۔ اب

انگھوٹی پہناؤ۔۔۔ دلہن انتظار کر رہی ہے "عالیان نے اسے بھینختے ہوئے کہا۔

فیضان نے مسکراتے ہوئے اسے انگھوٹی پہنائی۔ امل کی نظریں مسلسل جھکی ہوئی

تھی۔ اسے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ سامنے کھڑا شخص اسے اس قدر چاہتا ہے۔ وہ اسکے ہی جیسا پر پیل کلر کی میکسی میں لائٹ میک اپ کے ساتھ فیضان کے ساتھ کھڑی اسکی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر رہی تھی۔ ایسی ہی کچھ حالت امل کی تھی جو فیضان کے نزدیک کھڑے رہنے سے اپنی دل کی عجیب حالت سے پریشان تھی۔

"I still can't believe..thank u" فیضان نے سب کی نظروں سے محفوظ ہوتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"بھائی۔۔۔ یہ سب" عالیان جو قاری صاحب اور احمد صاحب سے کچھ بات کر رہا تھا کہ اسکی ادھوری بات کا مطلب اخذ کرتے ہوئے مسکرایا۔

"آپ بات کریں ہم آتے ہیں" قاری صاحب نے کہا اور آگے بڑھ گئے۔

"میں بس تمہاری ڈگری کمپلیٹ ہونے کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔ رزلٹ اناؤنس ہوتے ہی میں رضیہ انٹی کو لے کر احمد انکل کے گھر چلا گیا اور ان سے تمہارے لئے امل کا ہاتھ مانگ لیا۔ انکل نے سوچنے کا ٹائم لیا اور اگلے دن ہی امل سے رضامندی لے کر انہوں

نے مجھے مثبت جواب دیا پھر ہم تینوں نے مل کر تمہارے لئے یہ سرپرائز پلین کر لیا "عالیان نے اسے تفصیلاً سب بتایا تو وہ آنکھوں میں نمی لئے اسکے گلے لگا۔

"ارے کوئی ہمیں بھی دیکھ لے" تیمور اور مزمل نے پیچھے سے آواز لگائی۔ اسکے ہاتھ میں کنول اور مائشہ تھے جبکہ تیمور کے ہاتھ میں آریان تھا۔

"میری شہزادیاں" فیضان نے دونوں کا ماتھا چوما اور مائشہ کو اسکے ہاتھ سے لیا۔ وہ چاروں دوبارہ ایک دوسرے کے گلے لگے۔۔ عالیان نے ہمیشہ کی طرح اپنی مضبوط بازوؤں کے حصار میں لیا لیکن اس دفعہ اس میں تین ننھے وجود کا اضافہ تھا جو انکی اس حرکت پر کسمسا کر رونے بیٹھے جس پر ان چاروں کا قہقہہ گونجا اور عائشہ، نوشی اور امل کے علاوہ بہت سونے نہ صرف انکی نظر اتاری بلکہ اس لمحے کو اپنے موبائیل میں کیپچر بھی کیا تھا۔

©R©R©R©R©

فیضان کی شادی کا دن تھا اور سب بہت ہی سادگی سے ارنج کیا گیا تھا۔ قاری صاحب کی

صحبت میں رہتے ہوئے وہ ہر فنکشن میں سادگی پر زیادہ زور دیتے تھے۔ آج بھی لیڈیز اور جینٹس کا انتظام علیحدہ ہی رکھا گیا تھا لیکن گھر کے مردوں کو جانے کی اجازت تھی۔ احمد صاحب نے شادی کی تاریخ تین مہینے بعد طے کی تھی اور یہ تین مہینے کیسے گزرے کسی کو خبر ہی نہ ہوئی اور شادی کا دن بھی آگیا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- لَمْ نَزَلِ الْمُتَحَابِّينِ مِثْلَ الْبُكَاحِ

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا دو محبت کرنے والوں (میں محبت بڑھانے) کے لئے نکاح جیسی کوئی چیز نہ دیکھی گئی۔

ایجاب و قبول کے بعد فیضان کو امل کے پہلو میں بٹھایا گیا۔ اسکی اس قدر نزدیکی سے امل کی پیشانی کو عرق آلود کر رہی تھی۔ امل نے او فوائٹ رنگ کا شرارہ زیب تن کیا تھا جس پر باریک پھولوں کا گولڈن رنگ سے کام کیا گیا تھا۔ پیاری تو وہ تھی لیکن نفاست

سے کئے گئے میک اپ نے اسکے حسن کو نکھار دیا تھا۔ ہر کوئی اسکی تعریف کر رہا تھا۔ فیضان گھونگھٹ میں اسکا چہرہ تو نہیں دیکھ پارہا تھا لیکن اسے یقین تھا اسکی محبت آج حد درجہ سُندر لگ رہی ہوگی۔ اہل نامحسوس انداز میں کچھ دور ہوئی لیکن فیضان نے اسکی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے اور نزدیک ہو گیا۔ اس انداز سے کے اہل کاپلو کچھ فیضان کے نیچے دب گیا جس پر وہ آگے نہیں کھسک سکی۔ فیضان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔

"سب کوششیں بیکار ہے۔۔۔ اب تم مجھ سے کبھی دور نہیں ہو سکتی" فیضان نے ہلکی آواز میں سرگوشی کی کہ گھونگھٹ میں چھپا چہرے حیا سے جھک گیا۔ کچھ ہی دیر میں رخصتی کر دی گئی۔ ویسے تو ایک ہی محلہ تھا اور گھر جیسی بات تھی لیکن پھر بھی بیٹی جب وداع ہوتی ہے تو ماں باپ کا دل بہت اُداس ہوتا ہے۔ اسے بھی آنسوؤں اور دعاؤں میں رخصت کیا گیا۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

تیمور چینیج کرنے کے بعد لیٹا تو آنکھیں بند کرتے ہی اسے ایک خوبصورت حجاب کی آر میں چھپا چہرہ نظر آیا۔ اسنے فوراً جھنجھلا کر آنکھیں کھولیں۔

"حوریہ۔۔۔۔ یہ کیا تھا" اسنے اپنی سوچ کی نفی کی

"شاید آج ہر وقت اہل بھابھی کے ساتھ دیکھا ہے تو کچھ زیادہ ہی میرے سر پر سوار ہو گیا ہے سب۔۔۔۔ سو جا بیٹا تیمور" وہ سوچتے ہوئے دوبارہ لیٹا لیکن دوبار گریں رنگ کا سوٹ پہنے اور ہم رنگ حجاب پہنے پُرکشش حوریہ کا مسکراتا ہوا عکس اسکی نظروں کے سامنے آیا۔

"یار مانا کہ وہ آج اچھی لگ رہی تھی نظریں بار بار اس طرف بھٹک رہی تھی اور اسے دیکھ کر جو احساس اجاگر ہوا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ حواسوں پر اس طرح حاوی ہو جائے گی۔" تیمور نے اپنے دل کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

"بھائی نے مار ڈالنا ہے مجھے انکی بہن پر نظر ٹکائی تو" تیمور نے اپنی تمام سوچوں کو جھٹلاتے ہوئے آنکھیں موند لی اوع کچھ ہی دیر میں نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گئی۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R

ہر صبح ہمارے لئے ایک نیا آغاز ہوتا ہے جہاں نیا عزم، نئی امیدیں اور نئے وعدے اور وفا کے نئے گیت بنتے ہیں۔ اہل ڈریسنگ کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی جب فیضان

باتھروم سے نکل کر اسکے سامنے کھڑا ہوا۔ امل نے اسے دیکھ کر ایک شرمیلی مسکراہٹ پاس کی۔ وائٹ رنگ کے کرتی اور اسٹریٹ پینٹ پر اسکی گوری رنگت خوب بیچ رہی تھی۔ گلے میں فیضان کارونمائی میں دیا گیا پینڈینٹ اپنی پوری شان سے چمک رہا تھا جس کے دل شیپ کے وسط میں 'امل فیضان' لکھا اتنا ہی دلکش لگ رہا تھا جتنا فیضان کو اپنے دل میں بسی اسکے نام کی ملکیت دلکش لگتی تھی۔

امل نے مسلسل اسکی پر شوق نظروں سے گھبرا کر اسے آئینہ و اچکا کے دیکھا جیسے پوچھا ہو کیا ہے اور اسنے اسے اسی طرح نفی میں سریلایا۔ رات کو فیضان کا کیا گیا ظہارِ محبت یاد کرتے ہی اسکے گال دہک اٹھے اور حیا سے اسکی گالوں پر سرخی بکھر گئی۔ اٹھی جھکی پلکوں نے الگ ہی رقص کیا ہوا تھا جو اس وقت فیضان بہت بھلا محسوس ہو رہا تھی۔ اسکی دھڑکنیں اس قدر تیز تھی فیضان کی بھی سماعت سے ٹکرائی جس پر وہ مسکرا کر مزید اسے پریشان کئے بغیر وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں سے کچھ نکال کر اسنے اپنے کرتے کی پاکٹ میں رکھا اور بیڈ پر اپنا موبائیل لے کر بیٹھ گیا تاکہ وہ آرام سے تیار ہو سکے۔

"میری صبح کو اتنی روشن بنانے کے لئے شکر یہ" فیضان اسکے تیار ہونے کے بعد خود تیار



ہوا اور اسکے پاس ہی صوفے پر بیٹھ کر ایک مچھلی ڈبی دیتے ہوئے اسے کہا۔ امل نے  
نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"یہ ایک چھوٹا سا پریزنٹ تمہارے لئے ہے" امل نے اسے تھام لیا اور کھول کر دیکھنے پر  
اسکی نظروں میں ستائش اُبھری گویا اسکی پسند کو سراہا گیا ہو۔

"یہ بہت خوبصورت ہے" امل نے ڈائمنڈ کے خوبصورت بریسلٹ کو دیکھ کر  
کہا۔ فیضان کے اشارہ کرنے پر اسے اپنی ہتھیلی آگے کی جسے وہ فوراً تھام گیا اور اسے  
بریسلٹ پہنائی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب یہ زیادہ خوبصورت لگ رہا ہے"

"امل تم میری صبح کا ستارہ ہو۔۔۔ میری دھڑکنوں میں بسی خوشبو۔۔۔ میری زندگی کی  
سچی خوشی اور میری روح کا سکون ہو۔۔۔ آئی لو یو" فیضان نے اسکی پیشانی چومتے  
ہوئے کہا۔ امل تو دنگ رہ گئی تھی اسنے کبھی سوچا نہیں تھا کہ اللہ نے اسکے مقدر اس  
قدر چاہنے والا شخص لکھا ہے۔

"چلیں۔۔۔ سب ویٹ کر رہے ہونگے" فیضان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو وہ بھی

اسکے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

©©©©©©©©©©©©©©©©

خوشیوں بھرے ماحول میں ویسے کاپرو گرام جاری تھا۔ فیضان کی تو زیشان نے رپورٹر بن کر جان و بال کی ہوئی تھی جبکہ امل کو سب ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے چھیڑ رہی تھیں جس پر وہ بوکھلا جاتی تو کبھی شرماتی۔

تیمور کھانے کا انتظام دیکھنے کے لئے اس طرف آیا لیکن کسی کھنکتی ہوئی آواز نے اسکے پیروں کو ساکت کر دیا۔ تیمور نے پلٹ کر دیکھا وہی دشمن جان تھی جس نے کل سے اسکے حواسوں کو سلب کیا ہوا تھا۔ وہ امل سے بات کرتے ہوئے کسی بات پر کھلکھلائی تھی جو اسے اپنا دیوانہ کر رہا تھا۔

ہلکے فیروزی رنگ کے سمپل سے ڈریس جس پر ہم رنگ ہی حجاب لیا گیا تھا۔ تیمور کا دل ایک الگ ہی انداز میں دھڑکنے شروع ہو گیا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ وقت یہی تھم جائے اور وہ بس اسی وقت کا قیدی ہو جائے۔ یہ وقت اور یہ لمحہ اسے اپنا اسیر بنا رہا تھا۔

"یہ کیا نازیبا حرکت ہو رہی ہے" عالیان نے جب اسے اس طرح کھڑے دیکھا تو پہلے ٹھٹھا اور اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا سامنے ہی اسے حوریہ نظر آئی۔ وہ مسکرایا لیکن اگلے ہی پل اپنے چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجا کر اسکی طرف بڑھا۔ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسنے کچھ بھاری آواز میں کہا جو تیمور کو ہوش کی دنیا میں بھی کھینچ لائی۔

"ب۔ب۔ بھائی وہ بس میں کھانے کے انتظامات دیکھنے آیا تھا" وہ پہلے اس اچانک حملے پر گھبرایا لیکن پھر کچھ سنبھل کر بولا۔

"اچھا! ! لیکن مجھے تو یہاں کوئی کیٹرنگ کا بندہ نظر نہیں آرہا" اسے ہنسی تو بہت آرہی تھی لیکن سنجیدہ تاثرات قائم رکھے۔

"ابھی تو ادھر تھا۔۔ ذرا کوئی کام سیدھا کر لیں۔۔۔ میں دیکھتا ہوں" تیمور جلدی جلدی بول کر وہاں سے رنو چکر ہوا اور اسکے جانے کے بعد عالیان نے حوریہ کو دیکھا اور پھر تیمور کی پشت کو۔۔۔ پھر مسکرایا۔

"کیا بات ہے اکیلے اکیلے کیوں ہنس رہا ہے" منزل نے اسکے نزدیک آکر پوچھا۔

"ایک اور بکر احوال ہونے والا ہے" عالیان نے کہا تو منزل نے نا سمجھی سے اسے

دیکھا۔

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا اب چل یہاں سے" عالیان اسکی بغیر کچھ سنے اسے کھینچتے ہوئے لے گیا۔

©©©©©©©©©©

عائشہ بیڈ پر بیٹھی دونوں بچوں کو تیار کر رہی تھی اور ساتھ ان سے تو تلی زبان میں باتیں بھی کر رہی تھی اور دونوں ننھی جان بھی اون۔۔ ہوں کہ کراہیے جواب دے رہے تھے گویا سب سمجھ آ رہے ہوں۔ دوسری سائیڈ پر عالیان لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہا تھا ساتھ ہر تھوڑی دیر میں اپنی اس خوبصورت دنیا پر نظر ڈال کر مسکرا دیتا۔ انکی بے ربط سی گفتگو اسے بہت ہی لطف دے رہی تھی۔

عائشہ آریان کو پیار کر رہی تھی کہ اسنے اسکا گلابی دوپٹہ کھینچا جو اسکے سر سے اتر کر کندھوں پر ڈھلک گیا۔

"اے گندہ بچہ ماما کا دوپٹہ کھینچتا ہے" عائشہ نے اسکے ننھے گالوں کو چومتے ہوئے کہا جبکہ عالیان سارا دھیان تو اسکی بکھری زلفوں میں ہی الجھ گیا۔ عالیان کی شرارتی

آنکھیں چمکی اور اس نے اپنے للیپ ٹاپ پر میوزک پلے کیا۔  
عائشہ جو اپنا دوپٹہ صحیح کر رہی تھی اسکی سماعتوں سے آواز سے ٹکرائی جو اسکے ہاتھوں کو  
ساکت کر گئی اور اس نے عالیان کو آنکھیں دکھائی۔

"سنجبالو ذرا اپنا آنچل گلابی

دکھاؤ نہ ہنس ہنس کے آنکھیں شرابی

سلوک ازکا دنیا میں اچھا نہیں ہے

حسینوں پہ ہم کو بھروسہ نہیں ہے

(عالیان ساتھ گنگنار ہاتھ اور اسکی شرارتی نظریں عائشہ پر ٹکی تھی جو اپنی گھبراہٹ کو

دور کرنے کے لئے اپنے آپ کو بچوں میں مصروف ظاہر کر رہی تھی۔)

اٹھاتے ہیں نظریں تو گرتی ہے بجلی

اداجو بھی نکلی قیامت ہی نکلی

(عالیان نے اسے کھینچ کر اپنی طرف کیا جس پر وہ شرمائی)

جہاں تم نے چہرے سے آنچل ہٹایا

وہیں اہل دل کو تماشا بنایا

خدا کے لئے ہم پہ ڈورے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دوائے حسن والوں

کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

(عالیان نے اسکی لٹ کو اپنی انگلیوں کے پوروں میں گھماتے ہوئے کہا)

ہمیں زندہ رہنے دوائے حسن والو

ع۔ع۔ عالیان پلیر "عائشہ نے جھجھکتے ہوئے کہا عالیان نے مسکراتے ہوئے پلیئر

آف کیا۔

"جی جان" وہ تع اسکے پکارنے پر ہی نہال ہو جاتا تھا پھر اسکا مدہم شگفتہ لہجہ اسے اپنا اسیر

کر رہا تھا۔ بچوں کے رونے کی آواز انہیں حواس میں کھینچ لائی۔ عائشہ مسکراتے ہوئے

اسکی گرفت سے نکلی اور انہیں تھپکی دینے لگی جبکہ عالیان منہ بسور کر دو بارہ کام کی

طرف متوجہ ہوا۔

©©©©©©©©©©©©©©©©

عالیان نے تیمور والے معاملے کو کچھ وقت کے لئے ٹال دیا تھا کہ ابھی دونوں پڑھائی میں مصروف تھے لیکن ابھی کچھ دنوں پہلے جب حوریہ انکے گھر آئی تھی تب بھی تیمور کے انداز سے بدلے بدلے لگے تھے۔ اسکے بعد بہانہ بنا کر انکے ساتھ شاپنگ پر جانا اسے بہت کچھ باور کرا گیا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ اسے یقین نہیں تھا۔ اسے اپنی پرورش کے ساتھ تیمور پر بھی پورا یقین تھا لیکن اسکے لئے یہ سب غیر مہذب تھا اسی وجہ سے اسنے تیمور کو اپنے کیمین میں بات کرنے کے لئے بلایا تھا۔

"بھائی آپ نے بلایا" تیمور نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو عالیان نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مزمل اور فیضان بھی اسکے پیچھے ہی داخل ہوئے۔

"پڑھائی کیسی جارہی ہے؟" عالیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔ مزمل اور فیضان خاموش ہی تھے۔ اسکی سنجیدگی اور بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ آج تیمور کی کھینچائی ہونے کی ہے۔ بچپن سے ہی جب وہ ان پر غصہ ہوتا تو اسی طرح بات کرتا تھا۔

"جی اچھی" تیمور نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی معاملہ سنگین لگ رہا تھا۔

"ہممم۔۔۔ کوتاہی میں برداشت نہیں کروں گا" وہی سرد لہجہ جس پر تیمور نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"تم جانتے ہو نہ حور یہ مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہے" عالیان سرد دھیمالہجہ اپناتے ہوئے سیدھا مدعے پر آیا۔ تیمور کو سنگینی کا احساس ہوا تو اس نے اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو ٹٹوسے صاف کیا اور اثبات میں سر ہلایا۔ فیضان اور منزل نے ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھ کے اشارے سے معاملہ پوچھا لیکن دونوں ہی نا علم تھے۔

"پھر اس دن کیا حرکت کی تھی"

"بھائی وہ بھابھی ڈرائیور کے ساتھ جائے اچھا تو نہیں لگتا" تیمور نے بہانہ بنایا۔ اب اگر اصل بات بتاتا تو جو عالیان کے تیور تھے کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مکا ہی مار دیتا۔

"وہ پہلی دفعہ تو نہیں جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ اب سیدھا جو تمہارے دل میں ہے وہ بات کرو۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری وجہ سے مجھے بابا کے سامنے شرمندگی ہو" عالیان



نے تیمور سے اگلوانے کے لئے اُلٹی بات کی اور لہجے کو سرد ہی رکھا۔  
 "بھائی" تیمور نے صدمے سے کہا کیونکہ وہ کبھی بھی عالیان کو شرمندہ کرنے کا باعث  
 نہیں بن سکتا تھا۔ بے شک عالیان شروع سے ہی انہیں نامحرم لڑکیوں سے بے جا  
 تعلقات رکھنے سے بچنے سے کی تلقین کی تھی اور انہوں نے بھی ہمیشہ اسکا پاس رکھا  
 تھا۔

"کہیں تم ٹائم پاس تو" عالیان نے اپنے ماتھے پر شکن ڈال کر بات ادھوری  
 چھوڑی۔ تیمور حیرت سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔  
 "بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ میں محبت کرتا ہوں حور یہ سے احترام کرتا ہوں

انکا۔۔۔ اس طرح کے خرافات کے بارے میں سوچ بھی نہیں  
 سکتا۔۔۔ کب؟ کیسے؟ ہو ایہ سب میں نہیں جانتا۔۔۔ یہ غیر ارادی جذبہ ہے جس کے  
 بارے میں نے ابھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا لیکن ہو گیا۔۔۔ جو میرے ساتھ  
 اب ہو رہا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ بہت چاہنے لگا ہوں میں انہیں اور آپ کیسے سوچ  
 سکتے ہیں کہ میں آپکی شرمندگی کا باعث بنوں گا یا کسی لڑکی سے ٹائم پاس کروں  
 گا۔۔۔ مجھے اپنی حدود معلوم ہیں جنہیں میں کبھی تجاوز نہیں کروں گا" تیمور کا لہجہ

شروع میں جتنا سرشار اور جذباتی تھا آخر میں اتنا ہی رنجیدہ ہو گیا۔

"ریلیکس۔۔۔ بیٹھو اور پانی پیو" عالیان نے اسے پانی کا گلاس دیا جو وہ بیٹھتے ہی پی گیا لیکن اب اسے اپنے بولے گئے جملوں کا احساس ہوا۔۔۔ جس بات اور اپنی جس کیفیت کو وہ اتنے دن سے خود سے بھی اقرار نہیں کر رہا تھا آج سب کے سامنے اس بات کا اقرار کر لیا تھا۔ اسنے زبان دانتوں تلے دبائی اور تینوں کاریکشن دیکھا جو ہونقوں کی طرح اسے تک رہے تھے۔

"یہ میں کیاسن رہا ہوں۔۔۔ کوئی مجھے چٹکی کاٹو" منزل کی سب سے پہلے آواز نکلی۔ عالیان نے فوراً اسکے کہے پر عمل کیا جس پر منزل کی آہ نکلی

"مزہی بھائی" تیمور نے بے بسی اسے کہا جو اپنا ہاتھ سہلار ہا تھا۔ اسکے بعد اسنے عالیان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا اسکا اصل مقصد ہی تیمور کی زبانی اقرار سننا تھا۔ تیمور نے اسکی مسکراہٹ دیکھ کر ایک سکون بھری سانس خارج کی۔

"بھائی آپکو کیسے سب" تیمور نے بات ادھوری چھوڑی

"بیٹا میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں نے بچپن سے تم لوگوں کو پالا ہے۔۔۔ تم سے پہلے

میں تمہاری بات سمجھ جاتا ہوں" عالیان نے کہا تو وہ نجل سا مسکرا دیا۔

"حوریہ بہت اچھی لڑکی ہے اسکا کبھی دل دکھایا تھا مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا" عالیان

نے اسے وارن کیا جس پر وہ کھڑا ہو کر اسکے پاس گیا اور اسکے گرد اپنے بازو پھیلائے

"میں خواب میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا" تیمور کے لاڈ سے کہنے پر اسکے مسکراتے لب

پھیلے۔

"مزمل بھائی۔۔۔۔ اس میسنے کی دُھلائی تو پکی ہے جو اتنی بڑی بات اپنے دل میں چھپا کر

بیٹھا تھا۔" فیضان کھڑا ہوا اور اپنی آستینیں فولڈ کی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں دیکھو کیسے گھر گھر میں دال پکتی رہی اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی۔" مزمل نے بھی کہا

"اب آپ لوگ اپنی بیویوں میں مصروف تھے مجھ غریب بھائی کا کس کو خیال۔۔۔ آہ

نہیں عالی بھائی بچائیں ورنہ وہ آپکی بہن + سالی کہیں میری ٹوٹی پھوٹی حالت دیکھ کر انکار

ہی نہ کر دے" عالیان نے ان دونوں کے گردن دبوچنے پر کہا۔ اب کمرے میں تیمور

کی دہائیاں جبکہ ان تینوں کے قہقہے گونج رہے تھے۔

©R©R©R©R©R©R©R©R©R©

تیمور کے جلدی شادی کے اسرار پر عائشہ اور عالیان کو قاری صاحب سے بات کرنی ہی پڑی۔ وہ حوریہ کی پڑھائی کو لے کر کچھ پریشان ہوئے لیکن عالیان کے سامنے انہیں ماننی ہی پڑی لیکن حوریہ سے بات کرنے کی ذمہ داری ان دونوں کو ہی سوچی۔

"حوریہ تیمور بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔ میں اسکی گارنٹی دیتی ہوں" وہ دونوں اس وقت حوریہ کے کمرے میں ہی تھے جہاں حوریہ اسکی شافی کا بات سُن کر ہی جُزبُز کا شکار تھی۔

"آپنی بات اچھے برے کی نہیں۔۔۔ بات میری پڑھائی کی ہے۔۔۔ آپ جانتی ہیں ڈاکٹر بننا میرا خواب ہے" حوریہ نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔

"یہ صرف تمہارا نہیں ہم سب کا خواب ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری پڑھائی بالکل ڈسٹرب نہیں ہوگی بلکہ تیمور کے بھی دو سیمیسٹر رہتے ہیں اور آپ دونوں ہی شادی کے بعد اپنی پڑھائی مکمل کر سکتے ہیں" عالیان نے اسے شفقت سے سمجھایا۔

"بھائی سب بہت جلدی ہے" حوریہ کو تیمور سے کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ وہ تو عالیان

کا ہی عکس تھا بس تھوڑا جولی ٹائپ تھا لیکن اسکی پرسنلٹی پر سوٹ کرتا تھا۔

"میری جان شادی تو کرنی ہے نہ ایک دن" عائشہ نے اسکا سر سہلاتے ہوئے کہا۔

"جی لیکن میری پڑھائی" اسکی سوئچ ابھی بھی وہیں ٹکی تھی۔

"وہی مرنے کی ایک ٹانگ" عائشہ نے ایک ہی بات پر اٹکے دیکھ کر جھنجھلاتے ہوئے

کہا۔ عائشہ کو تو اپنے چلبیل سے دیور کے لئے اپنی بہن کا انتخاب بہت پسند آیا تھا۔

"عائشہ۔۔۔۔۔ تیمور کو آپکی پڑھائی سے کوئی مسئلہ نہیں بلکہ اسنے وعدہ کیا ہے وہ

ہر قدم پر آپکا ساتھ دے گا۔۔۔ اسکے باوجود آپکی پڑھائی کی ذمہ داری میری ہے اس

دوران تیمور نے اگر آپکو تنگ کیا تو آپ بے جھجک مجھ سے کہ سکتی ہیں۔۔ آپ اچھی

طرح سوچ لیں جیسا آپ چاہیں گی ایسا ہی ہوگا۔۔۔۔۔ آپکا فیصلہ اور آپکی مرضی

ہمارے لئے بہت معنی رکھتی ہے" عالیان نے عائشہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کر کے

اسے دھیمے لہجے میں سمجھایا اور کھڑا ہو گیا۔ عائشہ بھی اسکے ساتھ ہی کھڑی ہوئی۔

"مجھے منظور ہے" ان دونوں کے کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی حوریہ کی آواز انکی

سماعت سے گونجی۔ عائشہ نے فرط مسرت سے اسکی پیشانی چومی اور اسے گلے لگایا جبکہ

عالیان باہر سب کو خوشخبری سنانے کے لئے گیا۔

©R©R©R©C©C

تیمور تو خوشی سے بوکھلا ہی گیا تھا۔ مسجد جا کر کتنی تو شکرانے کے نوافل ادا کر آیا تھا۔ سب اسکی خوشی پر وارے نیارے جارہے تھے اور کچھ ہی مہینوں میں تیمور اور حوریہ کو بھی ایک پاکیزہ بندھن میں باندھ کر مکمل کر دیا گیا۔ شیطان کو شکست دی گئی اور نکاح کے خوبصورت رشتے سے انہیں جوڑ کر پوری زندگی کا ساتھی بنا دیا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE ©R©C©C©R©R©C

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیمور تیار صوفے پر بیٹھا حوریہ کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بال ڈرائے کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پچ رنگ کے فراک میں وہ بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ اس پر اسکے گلے میں سجانازک سا پینڈینٹ جس پر حوریہ تیمور لکھا ہوا تھا اسکی نازک گردن پر بہت بچ رہا تھا۔ یہ اسے تیمور نے ہی رونمائی میں دیا تھا۔ حوریہ اپنی پشت پر مسلسل اسکی نظروں کو دیکھے کنفیوز ہو رہی تھی۔ سفید شلوار کرتے میں بہت ہی وجیہ لگ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں" بلاخر اسنے ڈرائیر رکھ کر اس سے پوچھا

"میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے" تیمور نے اپنی خوبصورت سی ایک دن کی دلہن کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

پہلے س۔۔۔ کیا مطلب؟ "حوریہ نے اسکے سر پر بغیر کی بات پر اچھنبے سے پوچھا۔

"دیکھو رات کو تم کتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔ بالکل پری کا پیکر ہو جیسے۔۔۔ اتنی حسین کے نظر ہٹانا مشکل تھا لیکن آج میک اپ دھونے کے بعد جو چہرہ میرے سامنے آیا ہے وہ بس معقول سا ہی ہے۔۔۔ مطلب کتنی غلط بات ہے کہ میک اپ سے سجا کر حسین بنا کر ایک خوبصورت اسپر او آپ سے منسوب کر دیا جائے اور پھر جب صبح اسکا اصل چہرہ سامنے آئے تو وہ تو اس اسپر او سے بالکل الگ ہی ہو۔۔۔ کھلا تضاد ہے یہ تو۔۔۔ دھوکا ہی ہے" حوریہ جو پہلے اسکی تعریف پر شرم رہی تھی لیکن پھر اسکی اگلی بات پر غصے اور صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی جو نان اسٹاپ بولے جا رہا تھا۔ تیمور اسکے تاثرات دیکھ اپنی ہنسی ضبط کئے ہوئے تھا۔

"اول تو آپ نے مجھے پہلے سے دیکھا ہوا تھا اور دوسرا آپ کونسا کہیں کے شہزادے لگے ہیں۔۔۔ شکر کریں میں نے آپ جیسے لنگور سے شادی کے لئے ہاں کر دی ورنہ بیٹھے رہتے کنوارے" مقابل بھی حوریہ تھی جو اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتی تھی۔ اب

صدمہ لگنے کی باری تیمور کی تھی۔

"مطلب زبان کے معاملے میں بھی دھوکا۔۔۔ حد ہو گئی۔۔۔ پہلے تو تمہاری آواز مشکل سے سننے کو ملتی تھی اور اب دیکھو۔۔۔۔۔ بھلا کوئی اپنے ایک دن پہلے بنے مجازی خدا کو بھی لنگور بولتا ہے۔۔۔ اور کہاں سے میں تمہیں لنگور لگ رہا ہوں" تیمور نے آئینے کے سامنے کھڑے رہ کر اپنا معائنہ کرتے ہوئے کہا۔

"اتنا خوبصورت، بینڈ سم، چارمنگ فصیح و جمیل شخصیت کو لنگور سے تشبیہ دینا سراسر نا انصافی ہے۔" اس نے مزید اپنے آپ کو ادھر ادھر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی خوب کہی۔۔۔ پہلے آپ سے میرا کونسا ایسا تعلق تھا جو آپ میری آواز سنتے۔۔۔ اور ایک دن پہلے بنی دلہن کو معقول سا کہنا کہاں کا انصاف ہے" حوری نے بھی تنک کر جواب دیا اور اس کا رخ باندھنے کے بعد باہر نکلنے لگی۔

"ہے چھپکلی۔۔۔ ناراض ہو گئی" تیمور نے اسکی کلائی تھامتے ہوئے کہا اور اسے اپنی طرف

کھینچا جبکہ حوریہ کا پارہ مزید ہائے ہوا کیونکہ چھپکلی تو اسے سب سے زیادہ ناپسند

تھی۔۔۔ اسے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو مسکراہٹ ضبط کئے اپنی بڑی بڑی آنکھوں

سے اسے دیکھ رہا تھا۔



"میں چھپکی تو آپ مینڈک" حوریہ نے اسکی بڑی آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

"آہ ! ان آنکھوں کے مستانے ہزاروں ہے جنہیں آپ میڈم نے مینڈک سے تشبیہ دی ہے" وہ حوریہ کے اسکی آنکھوں میں دیکھنے پر بولا۔۔۔ جبکہ اسے زچ کرنے میں تیمور کو بہت مزہ آرہا تھا۔ وہ روٹھی روٹھی اسکے قریب کھڑی اسے دیوانہ کر رہی تھی۔ حوریہ نے اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے آزاد کروایا اور کچھ دور رخ مور کر کھڑی ہو گئی۔

"ہنہ۔۔۔۔ خوش فہمیاں" اسنے منہ بسورتے ہوئے خفگی سے کہا  
 "ہاہاہا۔۔۔ یار میں مزاق کر رہا تھا۔۔۔ لک ایٹ یومائی اینگری گرل" وہ دوبارہ اسے اپنے نزدیک کرتے ہوئے بولا۔ اسکا خفا خفا روپ اسے مزید دلکش بنا رہا تھا جو تیمور کے دل کو بے قرار کر رہا تھا۔

"مجھے کوئی بات ہی نہیں کرنی" حوریہ نے منہ پھلایا۔

"یار آئی لو یو۔۔۔ ایسے ناراض مت ہو۔۔۔ تم میری ماہ روح، نازنین ہو۔۔۔ میری پہلی محبت کی پہلی دستک ہو۔۔۔ صبح کی پہلی کرن ہو، کھلتا کنول ہو۔۔۔ میری زندگی

میرا جالا ہو۔۔۔ میرے دل کی ٹھنڈک ہو۔۔۔ میرا چین میرا قرار ہو۔۔۔ تم بن  
ادھورا ہوں میں۔۔ ان شورٹ میرا عشق ہو تم " تیمور نے اسے جب زیادہ خفا دیکھا تو  
اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔۔ حوریہ نے اسکے اتنے خوبصورت اظہار پر شرمائی  
اور اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ تیمور اس کا حیا سے  
لبریز گھبراہٹا ہوا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیا اور اسکی پیشانی پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔  
"ٹھک۔۔ ٹھک" دروازے پر نوک کرنے کی آواز سے حوریہ اس سے کچھ دور ہوئی۔  
"کون" تیمور نے اسکی کوشش ناکام بناتے ہوئے کہا۔  
"بھائی عالیان بھائی کہ رہے ہیں کہ نئے دلہے صاحب سے کہو کہ سب آپکا ویٹ  
کر رہے ہیں ناشتے کے لئے" باہر سے ماجد کی آواز پر وہ مسکرایا جس نے من و عن عالیان  
کے لفظ دہرائے تھے۔

"اچھا آرہے ہیں" تیمور نے کہا تو وہ چلا گیا۔ تیمور نے اپنے بال بنائے جبکہ حوریہ نے  
لائٹ میک اپ کیا اور دونوں ایک ساتھ باہر نکلے۔

©©©©©©©©

## \* \* پانچ سال بعد \* \*

قاری صاحب عالیان، عائشہ اور بچوں کے سنگ پارک میں بیٹھے تھے۔ یہی پارک ہے جہاں وہ پہلی دفعہ ملے تھے۔ آج پانچ سال بعد بھی یہ پارک اسی طرح شاندار تھا جیسے پہلے دن تھا۔ وہی لہلہاتے رنگین پھول جنکی مسحور کن خوشبو چاروں اور پھیلی فرحت کا احساس اُجاگر کر رہی تھی۔ غروبِ آفتاب کا دل موہ لینے والا منظر ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے تھے۔ آسمان پر بکھرا نرنگی رنگ واقعی اللہ کی بہترین قدرت کی عکاسی کر رہا تھا۔

"بیٹا یہ سورج طلوع ہوتے وقت جس طرح ہمارے لئے نئی امیدوں کی نوید لے کر آتا ہے اسی سورج غروب ہوتے وقت بھی ہمیں کتنے سبق دے جاتا ہے نہ" عالیان بھی اسی خوبصورت منظر سے اپنی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا اور ساتھ دور اپنی بیوی اور دونوں بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا قاری صاحب کی مدہم آواز میں کی گئی بات پر انکی طرف متوجہ ہوا۔

"کیسا سبق" عالیان جانتا تھا کہ یہ ڈوبتا سورج ہمیں بتاتا ہے کہ ہر پریشانی فانی ہے اور اسے ختم ہا جانا ہے لیکن پھر بھی وہ انکے شگفتہ لہجے میں سننا پسند کرتا تھا۔

"یہ جہاں ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ کوئی بھی تکلیف عارضی نہیں ہوتی اسی طرح ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ جس طرح آج میں ڈوب رہا ہوں ایک دن تمہیں ڈوب جانا ہے۔۔۔ سمجھتے ہو نا انسان کا ڈوبنا کیا ہوتا ہے" قاری صاحب نے کہتے ساتھ عالیان کی طرف دیکھا جس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"انسان کا ڈوبنا 'موت' ہے" عالیان نے سنجیدگی سے کہا

"بلکل ٹھیک۔۔۔ ہم سب کی سانسوں کی ڈور نے ایک دن غروب ہو جانا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ سانسوں کی ڈور ختم جائے اور ہر در بند کر لیا جائے ہم وہاں جانے کی انتظامات کر لیں جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔" قاری صاحب نے سامنے آسمان پر ہلکی ہلکی پھیلی سرخی کو بھی اب ختم ہوتے دیکھ رہے تھے۔

"اللہ کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو مضبوطی سے تھام لینا چاہیے۔ سنتوں کا اتباع ہی جنت میں لے جانے کی ضمانت ہے۔۔۔ سورج تو غروب ہوتا ہے لیکن اگلے دن پھر طلوع ہو جائے گا لیکن ہم انسان ایک بار غروب ہو جاتے ہیں اور مٹی تلے دفن ہو جاتے ہیں تو دوبارہ طلوع نہیں ہو سکتے۔۔۔ اپنے اصل کی طرف لوٹنے سے پہلے وہاں جانے کی پوری تیاری کرنی چاہیے" قاری صاحب کا لہجہ اسی

طرح مدہم شفقت اور شگفتگی سے لبریز تھا جو انکی شخصیت کا شیوہ ہے۔

"ہم۔۔۔ شکر یہ بابا مجھے زندگی سے آشنا کرنے کے لئے "عالیان انکے گلے لگا تو ایک جاندار مسکراہٹ انکے لبوں پر رینگی۔۔۔"

"بابا۔۔۔ بابا۔۔۔ مجھے بھی ہگ کریں " تبھی آریان چہکتے ہوئے انکی طرف آیا۔ وہ ان سے الگ ہوا اور آریان کو اپنے اندر بھینچا۔

"میرا پیار اے بی "عالیان کے کہنے پر وہ اس سے الگ ہوا۔

"اوہو بابا آئی ایم بوائے نوٹ آگرل۔۔۔ شی از بے بی " آریان نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور مائشہ کی طرف اشارہ کیا جو اپنی ماں کا ہاتھ تھامے انکے پاس آرہی تھی۔

"ہاہا۔۔۔ او کے مائی لٹل پرنس "عالیان نے اسے گال کھینچے۔ آریان نے خفگی سے اسے دیکھا اور اپنے گال سہلائے۔

"بھائی آؤ مجھے پکڑو "مائشہ نے بھاگتے ہوئے کہا۔ عائشہ عالیان کے برابر میں بیٹھ گئی اور انہیں دیکھنے لگی۔ آریان اور مائشہ انکی بیچ کے گرد چکر کاٹنے لگے۔

"تمہیں یاد ہے ایک دن اسی جگہ بیٹھ کر تم نے مجھے اپنا خواب سنایا تھا "قاری صاحب

نے کہا۔

"او کم آن بابا۔۔۔ وہ میں کیسے بھول سکتا ہوں۔۔۔ وہ خواب سنانے کے بعد تو اپنے مجھے شادی کا کہا تھا۔۔۔ یقین کریں وہ دن میری زندگی کا بہترین دن اور وہ فیصلہ بہترین فیصلہ تھا۔۔۔ لیکن آپ کو آج کیسے یاد آیا۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے بتایا اور پھر آخر میں حیرانی سے پوچھا جو اتنے سال پرانی بات کر رہے تھے۔

"ذرا وہ خواب یاد کرو اور اپنے ارد گرد دیکھو" انہوں نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا "دیکھو تو" وہ جو انہیں غور سے دیکھ رہا تھا انکے دوبارہ کہنے پر ارد گرد دیکھا۔

"جہاں دو گول مول بچے اسکے گرد گھوم رہے تھے۔۔۔ عائشہ رُخ مورے اپنے چھوٹی سی دنیا کو دیکھ رہی تھی چہرہ نقاب میں چھپا ہوا ہے وہ واقعی اسے دیکھ نہیں پارہا تھا لیکن آج وہ جانتا تھا کہ اس نقاب کے پیچھے اسکی پیاری سی بیوی ہے جو مسکرا رہی ہے" عالیان نے وہ خواب یاد کیا اور اس منظر کو دیکھا تو واقعی یہ ہی منظر تھا جو اسکے خواب میں آیا تھا۔

"اومائی گڈ نیس۔۔۔ میں کیسے بھول گیا۔۔۔ ڈونٹ ٹیل می کہ اپنے یہ خواب سُن کر ہی مجھے عائشہ کا پرنسپل پیش کیا تھا" عالیان حیران ہی حیران تھا۔ قاری صاحب نے

مسکراہٹ دباتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"تھینکیو سوچ مجھے سمجھنے کے لئے۔۔۔ میری اس زندگی کو خوبصورت بنانے کے لئے۔۔۔ میں اللہ کا بہت ہی مشکور ہوں کہ اس نے مجھے ایک مسافت کے بعد یہ پرسکون اور پُرسرت منزل عطا کی" عالیان ایک بار پھر انکے گلے لگا۔ عائشہ نے انہیں دیکھا اور مسکرائی۔۔۔ یہ ایمو شنل سین اسے اکثر دیکھنے کو ملتا تھا۔

ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ انکے کام کو اللہ نے مزید ترقی دی تھی۔ عالیان کے بقول سب سے نمایاں اور خوش آئیند تبدیلی جو رونما ہوئی تھی وہ ان تینوں کاروز کا نہانا تھا۔ یعنی ایک دن میں وہ ایک ہی جوری استعمال کرتے تھے اور تیمور کی تیز خوشبو لگانے کی عادت بھی حور یہ نے ختم کروا ہی دی تھی جس کے لئے عالیان ہمہ وقت اسے سراہتا۔ تبسم ہاؤس میں دو نئے مہمان کا اضافہ ہوا تھا مطلب اللہ نے فیضان اور تیمور کو اولاد کی نعمت سے نوازا تھا۔ ہر وقت ننھے بچوں کی شرارتیں اور کھلکھاریوں کا شور گونجتا رہتا تھا حور یہ ایک کامیاب ڈاکٹر تھی جبکہ عائشہ اب یونیورسٹی میں پڑھاتی تھی۔ نوشی اور امل تو بس اپنے گھر میں خوش تھیں۔ انکے بقول وہ صرف ہاؤس وائف ہی ٹھیک ہیں۔

©(R)C(R)C(R)C(R)C(R)C(R)C

وہ سب آج ڈنر کے لئے باہر جانے والے تھے۔ عالیان اپنے دونوں بچوں کے ساتھ ہمیشہ کی طرح سب سے پہلے تیار بیٹھا باقی سب کا انتظار کر رہے تھے۔

آریان اور مائشہ عالیان کی گود میں بیٹھے آہستہ آواز میں نئے کھلونوں کی فرمائش کر رہے تھے۔

"ضرور کوئی نئی فرمائش ہوگی" عائشہ نے تینوں باپ بچوں کو کھسر پھسر کرتے ہوئے

دیکھا تو انکے نزدیک آکر کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کوئی نہیں ہم تو اپنی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ ہے نہ میرے ٹو سنز" عالیان نے دونوں

کے گال چومتے ہوئے کہا جس پر دونوں نے فرمانبرداری سے سر ہلایا۔

"میں بتا رہی ہوں آپ اب انہیں کوئی نیا کھلونہ لا کر نہیں دیں گے۔۔۔۔۔ مجال ہے جو

کوئی چیز انکے پاس چار دن سے زیادہ ٹک جائے اور پھر انکا پڑھائی میں بھی دھیان نہیں

رہتا۔۔۔۔۔ کنول کو دیکھیں انکی ہی ہم عمر ہے کیسے فرسٹ آتی ہے اور ہر چیز اپنی کتنی

سنجھال کر رکھتی ہے"



"اوماما ! ہم اسکی طرح ہر وقت ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھ سکتے" آریان نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔

"یس ! وہ تو ہر وقت بکس ہی لے کر بیٹھی ہوتی ہے" عائشہ نے بھی اسی کے اسٹائیل میں کہا۔ کنول تھوڑے سنجیدہ مزاج کی تھی اور پڑھنے کا اسے بہت شوق تھا جسکی وجہ سے وہ کبھی کلرنگ کرتے ہوئے پائی جاتی تو کبھی کوئی اسٹوری بک کو لے کر بیٹھی ہوتی۔ انکی بات سن کر عاکیان نے اپنا قہقہہ ضبط کیا جبکہ عائشہ نے انہیں سخت گھوری سے نواز جسکا ان پر کوئی خاطر خواہ اثر ہوتا نظر نہیں آیا۔

"چاچو وی آر ریڈی" فیضان کا ہاتھ پکڑے اسکا چار سال کا بیٹا نعمان کمرے سے نکلتے ہوئے اونچی آواز میں اپنے آنے کی اطلاع دی۔

"ہے نعمی۔۔۔ ہم بہرے نہیں ہیں" آریان نے اسکی اونچی آواز پر اپنے کان بند کرتے ہوئے کہا۔ نعمان نے اسے اگنور کیا اور فیضان کا ہاتھ چھوڑ کر عالیان کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور اس سے لاڈ اٹھوانے لگا۔ امل بھی عائشہ کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی۔

"ارے پرنس ادھر کیوں کھڑی ہیں۔۔۔ ادھر آئیں" کنول کو تیار ہو کر ایک کونے

میں کھڑا دیکھ کو عالیان نے اسے اپنے پاس بلایا۔

"مجھے بھی آپ کے پاس بیٹھنا ہے لیکن میں کہاں بیٹھوں" کنول نے اسکی گود میں بیٹھے

آریان اور مائشہ کو دیکھا اور آریان کے پاس ہی نعمان کو بیٹھے دیکھا۔۔۔ "آپ ادھر

آئیں" عالیان نے اپنے بازو وا کئے اور اسے مائشہ کے برابر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ چیٹنگ ہے۔۔۔ آپ لوک اپنے شاہ میر تو بھول گئے" تبھی انہیں عقب سے تیمور

کے ڈھائی سالہ شاہ میر کی توتلی آواز آئی جو ان سب کو ساتھ بیٹھ کر خفگی سے بولا۔

"ارے چیمپ آ جاؤ تم بھی کوئی بھولنے کی چیز ہو" نعمان نے اسے کہا کیونکہ اپنی

شرارتوں سے وہ سب سے زیادہ اسے ہی تنگ کرتا تھا۔ وہ سب بچے عالیان سے اسی

طرح لاڈ اٹھوتے تھے اور عالیان کو بھی وہ اپنے بچوں کی طرح عزیز تھے۔ شاہ میر بھی

اسکے ساتھ ہی چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر میں نوشی اور حوریہ بھی تیار ہو کر انکے ساتھ ہی

کھڑی ان سب کو آپس میں کھسر بھسر کرتے دیکھنے لگی۔ سب بچوں کو اپنی کوئی بھی نئی

فرمائش کرنی ہوتی تو عالیان سے ہی کرتے اور وہ انکی ماؤں کے منع کرنے کے باوجود انکی

جائز فرمائشوں کو پورا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا۔ اسکا ماننا تھا کہ وہ انکے لئے تو

اتنی محنت کر کے کماتا ہے۔

اب ایک عالیان کے گرد پانچ بچے گھیر اڈالے بیٹھے تھے اور عالیان کے لبوں پر ان سب کو دیکھ ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی ساتھ وہ انکی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔

"یہ غلط ہے یہ ہماری جگہ ہے" تیمور اور حور یہ ساتھ ہی نکلے اور تیمور نے عالیان کے گرد گھیرا باندھ کر خفگی سے کہا۔

"اوہ چاچو ڈونٹ بی جیلس... اب آپ سے زیادہ ہمارا حق ہے" آریان نے اسے تھوڑا سا اونچا ہو کر کس کرتے ہوئے کہا۔

"جیلس کے بچے" تیمور نے اسے گدگدی کی وہ کھلکھلایا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
"ویسے بات تو صحیح ہے یہ ہماری جگہ ہے" منزل اور فیضان نے بھی اسے پیچھے سے اپنے بازو پھیلانے۔

"مجھ غریب پر رحم کرو" عالیان نے جب سب کو اپنے گرد ڈیرا جمائے دیکھا تو ڈہائی دی۔ سب کا قہقہہ بلنا ہوا۔ حور یہ اور امل نے اس خوبصورت منظر کو کیمرے میں قید کیا جبکہ عائشہ، امل اور نوشی نے اسے موبائیل میں کلک کر کے اپنے موبائیل کی زینت بنائی۔ انکا پیار آج بھی اسی طرح قائم تھا بلکہ وہ وقت کے ساتھ اور گہرا ہوتا جا رہا تھا

تھا۔ عائشہ نے دل میں ہی چار قل پڑھ کر اپنی ہنستی بستی فیملی کی نظر اتاری اور ہمیشہ ان خوشیوں اعر محبتوں کو قائم رہنے کی دعا کی۔

محبتوں کے سنگ سنگ

خوبصورت زندگی کا یہ سفر ہے

نفرتوں میں کیا ہے رکھا

خوشیاں بانٹنے میں ہی اصل مزہ ہے

زندگی کی ڈور ہے نازک

اپنوں کے سنگ ہی اسے نبھانا ہے

ساتھ ہو جب اپنوں کا

زندگی کا ہر پل سہانا ہے

(از قلم : فائزہ فرید)



♥ ختم شدہ ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین